نامِ نیکِ رفتگاں ضائع مکن

# تحفۃ السّعداء

مصنفہ


خواجہ کمال

(م. بعد ۱۰۱۶ھ)



خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ



Www.MadaariMedia.Com

دم مدار
بیڑا پار
MADAARI MEDIA
The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

**www.MadaariMedia.com**

@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia
@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

نایک سرنگوں رضا شائع کن

# تحفۃ السّعداء

(مصنفہ)

## خواجہ کمال

(م - بعد ۱۰۱۶ھ)

خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

تحفۃ الشعراء

تقدیم: حکیم حسین خاں شفا

تقسیم کار:

صدر دفتر:

• مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، جامعہ نگر، نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

شاخیں:

• مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اردو بازار، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶
• مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، پرنسس بلڈنگ، بمبئی ۴۰۰۰۰۳
• مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، یونیورسٹی مارکیٹ، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

۱۹۹۱ء

قیمت : بیس رُپے

لبرٹی آرٹ پریس (پرو پرائٹرز مکتبہ جامعہ لمیٹڈ) نئی دہلی میں طبع ہوا

# فہرست


| | | |
|---|---|---|
| ⊖ تقدیم | حکیم محمد حسین خاں شفا | تین |
| ⊖ تحفۃ السعداء (عکسی متن) | خواجہ کمال | ۱ |
| ⊖ تحفۃ السعداء (ترجمہ) | حکیم سید محمد یوسف پھلواروی، پٹنہ | ۱۱۵ |
| ● دیباچۂ مصنف | | ۱۱۷ |
| ● ذکر بندگی شیخ قوام الدین لکھنوی | | ۱۱۸ |
| ● ذکر بندگی مخدوم شیخ سارنگ | | ۱۲۳ |
| ● ذکر بندگی مخدوم شیخ محمد قطب المشہور بشیخ مینا لکھنوی | | ۱۲۷ |
| ● ذکر مخدوم قطب العالم شیخ سعد خیرآبادی | | ۱۴۰ |
| ● ذکر سراج الاسلام شیخ محمود | | ۱۷۵ |
| ● ذکر بندگی مخدوم شیخ کمال | | ۱۷۹ |
| ⊖ اختتامیہ: کچھ تحفۃ السعداء کے بارے میں | حکیم سید محمد یوسف پھلواروی، پٹنہ | اختتامیہ/۱-۳ |

# حرفے چند

تصوف مخطوطات کے موضوع پر خدا بخش جنوبی ایشیائی علاقائی سمینار مارچ ۸۵ء میں ہوا تھا۔ اس سمینار میں تصوف پر عربی، فارسی کے قلمی ذخیروں کو جس تفصیل سے کھنگالا گیا، وہ بڑا نتیجہ خیز ثابت ہوا۔ ہندستان کے معروف و غیر معروف پبلک اور نجی ذخیروں کے جائزے کے بعد ایک فہرست ایسے اہم ترین غیر مطبوعہ مخطوطات کی تیار ہوئی تھی جنھیں جلد از جلد پہلی فرصت میں ایڈٹ کرکے اور ممکن ہو تو ترجمہ میں بھی، دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

تحفۃ السعدا ر کی پیشکش (عکسی متن مع اردو ترجمہ) اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

—— ادارہ

حکیم محمد حسین خاں شفا
کیٹلاگر، رضا لائبریری نجیل روڈ رامپور یوپی

شیخ سعد قدوائی خیرآبادی خلیفہ وسجادہ حضرت شاہ مینا لکھنوی اپنے عہد کے مشہور صوفی عالم اور مصنف تھے۔ آپ کی وفات ۱۶ ربیع الاول ۹۲۲ھ مطابق ۱۵۱۶ء میں بعمر ۱۰۸ سال ہوئی۔ شیخ سعد کے عقیدت مندوں میں امیر غریب، عالم، عامی، مسلم وغیر مسلم غرض کہ ہر طبقہ و فرقہ کے افراد شامل تھے۔ ان کے مریدین کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ شیخ کے تذکرے میں ۲۹ نام صاحب اجازت خلفا کے آتے ہیں جن میں سے اکثر مشاہیر مفتی، مولوی و امراء ہیں۔ شیخ کے عقیدت مندوں میں فیضی کا شمار بھی ہوتا ہے۔ اس نے قطعہ تاریخ وفات کہا تھا۔

حیف آں شاہ ولایت شیخ سعد    گشت در فردوس اعلیٰ جاو گیر
۹۲۲
بہ چو مخدوم کبیر اورا لقب    لاجرم شد سال "مخدوم کبیر"

شیخ سعد کے جستہ جستہ حالات تو مختلف تذکروں میں ملتے ہیں لیکن میرے علم میں کوئی مستقل جامع سوانح نہیں ہے۔ رامپور کے ذخیرۂ تصوف میں شیخ سعد کی سوانح سے متعلق ایک مخطوطہ "تحفۃ السعد" اقامی ہے اور حسن اتفاق سے اس کے دو نسخے ہیں جس میں ایک رضا لائبریری رامپور میں اور دوسرا مولانا منہاج الدین مینائی کے ذاتی کتب خانہ میں ہے۔ رضا لائبریری کی فہرست مخطوطات فارسی میں فن تذکرہ صوفیا کے ذیل میں مذکور ہے:

مصنف خواجہ کمال، اوراق ۵۰، کاتب غریب داس، سنہ کتابت ۳۰ شعبان ۱۱۷۵ ہجری

نسخۂ مینائی پر مذکور ہے۔ مصنف خواجہ کمال، صفحات ۱۱۸، کاتب مظفر علی، سنہ کتابت ۱۳۰۲ھ، سنہ تصنیف ۱۰۱۶ھ۔

نسخۂ مینائی اگرچہ خوش خط نستعلیق میں ہے لیکن کاتب کم سواد ہے نام مصنف کچھ اس طرح لکھا گیا ہے جسے کمال یا جمال پڑھا جا سکتا ہے اور کسی نے سنہ کتابت بجائے ۱۰۱۶ھ کے ۱۰۱۷ھ تحریر کر دی ہے یہ دونوں اندراج نسخۂ مینائی میں غور طلب ہیں۔ ترقیمہ میں مذکور ہے کہ مظفر علی کاتب نے خواجہ عبداللہ کے نسخے مکتوبہ ۱۲۰۶ھ سے

نقل کیا۔ غالباً نسخہ مینائی جس نسخہ خواجہ عبداللہ سے منقول ہے وہ کرم خوردہ تھا جس کی وجہ سے اس کے کاتب مظفر علی نے جگہ جگہ نقطے دے کر بیاض چھوڑ دی ہے اور جہاں مصنف کا نام آیا ہے وہ جگہ یا تو خالی چھوڑ دی ہے یا کمال لکھ دیا ہے۔ مظفر علی سے غریب داس کاتب نسخہ رضا لائبریری کا علمی مقام بلند ہے۔ غریب داس نے صحت کتابت کا زیادہ خیال رکھا ہے۔ ادھر غریب داس نے غالباً نسخہ مصنف سے نقل کی ہے جب کہ مظفر علی نے بہت بعد کے نسخہ سے نقل کی ہے۔ اس وجہ سے اس میں اغلاط بھی زیادہ ہیں۔ دونوں نسخوں میں اختلاف متن کا سلسلہ خطبہ سے شروع ہو کر ترقیمہ تک برقرار ہے۔ نسخہ رضا۔

الحمد للہ والصلوٰۃ علی نبیہ محمد الداعی الی الحق نسخہ مینائی الحمد لولیہ والصلوٰۃ علی نبیہ۔

مصنف اپنے عہد کے فاضل ہیں۔ فارسی نثر نگاری کے ساتھ عربی وارد و پر بھی قادر معلوم ہوتے ہیں۔ جگہ جگہ ہندی دوہے اور جملے بھی ہیں۔ شیخ سعد عوام سے گفتگو عوامی زبان اور لب ولہجہ میں کیا کرتے تھے اور علما سے علمی زبان میں۔ مصنف نے کوشش کی ہے کہ شیخ سعد کے جملے اور فقرے قلم بند ہو جائیں شیخ سعد کا ایک مدرسہ بھی تھا جس سے سند فراغ ملا کرتی تھی اور ایک کتب خانہ تھا جس کے ناظم و کاتب مولانا احمد تھے۔

مصنف نے اس کتاب کے دیباچہ میں اس بات کی صراحت کر دی ہے کہ اس کتاب میں جہاں بھی قطب العالم لکھا گیا ہے اس سے مراد شیخ سعد ہیں۔ چنانچہ شیخ کے افکار و نظریات تصوف کے سلسلے میں لکھتے ہیں۔ نقلست کہ قطب العالم می فرمود۔

الشریعۃ کالسفینۃ والطریق کالبحر والحقیقۃ کالدر فمن اراد الدر رکبت فی السفینۃ ثم شرع فی البحر ثم یصل الی الدر فمن ترک ھٰذا الترکیب لم یصل فی الدر۔

مصنف نے مقام شریعت اور مرتبہ شیخ طریقت کے بارے میں شیخ سعد کا یہ قول نقل کیا ہے: نقلست اگر قول و فعل شیخ مخالف کتاب وسنت واجماع صحابہ بود آں شیخ لائق شیخی و اقتدائی نبودہ ہر کہ بدو اقتدا کند بمقصود نرسد۔ مصنف نے نسخہ مینائی میں بھی اپنے آپ کو شیخ کمال کا مرید بتایا ہے چنانچہ صفحہ ۱۰۸ پر مذکور ہے:

ذکر سلطان العاشقین برہان السالکین مخدومی مرشدی وسیدی صاحب الوجد والحال بندگی مخدوم شیخ کمال روح اللہ روحہ او صل الینا فیوضہ اگرچہ تعریف ومدح ایشاں مناسب مرتبہ امثال ما نیست۔

نسخہ رضا لائبریری کی عبارت بھی یہی ہے۔ اس سے مصنف کا خواجہ کمال کا مرید ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مصنف نے اس کتاب کو عنوانات یا ابواب پر تقسیم نہیں کیا ہے ہر واقعہ کو الگ "نقل است" سے شروع کیا ہے۔ جو کہیں کہیں ایک ایک صفحہ میں تین چار جگہ آیا ہے اور کہیں تین چار صفحات پر محیط ہے۔ طرز تحریر روایاتی دکھائی دیتی

ہے۔ پہلے کوئی اصول یا قول اس کے بعد اس سے متعلق کوئی حکایت، غیر فطری واقعات، وظائف، تعویذات اور عملی عبادات کا ذکر بہت کم ہے۔ انسانی ہمدردی، کمزوروں پر رحم، جانداروں کے ساتھ حسن سلوک، خانقاہ سعد میں آنے والوں کے واقعات، شیخ سعد سے مختلف مجلسوں میں پوچھے گئے مذہبی، علمی، طبی، خاندانی اور سیاسی معاملات سے متعلق سوالات و جوابات شامل ہیں۔ جگہ جگہ مختلف کتابوں کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔ بزرگوں کے اقوال بھی نقل کیے ہیں۔ میں نے دوران مطالعہ "منقول است" کو مستقل ایک عنوان اور باب قرار دے کر خلاصہ مضمون کو فہرست مضامین کتاب بنانے کی کوشش کی ہے اور فہرست، مقامات، اشخاص، کتابیات مرتب کر دی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی حالات مشائخ کو سنہ وار بیان کرنا ہے اور تعلیمات تصوف کے ساتھ خاندانی، تاریخی، سماجی و سیاسی حالات کا اظہار ہے۔ اس وقت ہمارے پاس صرف نسخہ مینائی ہے۔

تاریخی اعتبار سے اس کتاب کے مرکزی کرداروں میں شیخ قوام الدین م ۸۰۰ھ شاہ مینا، ولادت سنہ ۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء، وفات سنہ ۸۸۴ھ / ۱۴۷۹ء، شیخ سعد م سنہ ۹۲۲ھ / ۱۵۱۶ء ان کے خلیفہ سراج الاسلام محمود وفات سنہ ۹۳۸ھ / ۱۵۳۲ء، سراج الاسلام کے فرزند و خلیفہ شیخ کمال وفات سنہ ۹۸۸ھ / ۱۵۸۰ء اس میں خود مصنف بھی شامل ہیں۔ چونکہ شیخ سعد سے خواجہ کمال تک یہ سلسلہ خاندان قدوائی میں ہی رہا ہے اس وجہ سے اس خاندان کے بارے میں کافی معلومات ہیں۔ واقعاتی اعتبار سے یہ کتاب شیخ قوام الدین عباسی لکھنوی م ۸۰۰ھ کے حالات اور شاہ مینا کی ولادت سنہ ۸۰۰ھ / ۱۳۹۷ء سے شروع ہو کر سنہ تصنیف ۱۰۱۶ھ پر ختم ہوتی ہے اور تقریباً ۲۱۶ سال پر محیط ہے۔ یہ زمانہ تاریخ ہندوستان اور تحریک تصوف میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ جن کی کچھ جھلکیاں اس کتاب میں بھی ہیں۔

## حالات شیخ سعد کے سلسلہ میں ہمارے پاس مستند ماخذ صرف تصنیفات شیخ سعد

آغاز حمد، نعت سے ہے۔ ترقیمہ میں دونوں نسخوں کے کاتبوں نے اپنا نام سنہ کتابت وغیرہ کا ذکر کیا ہے۔ نسخہ رضا لائبریری غریب داس نے شیخ سعد کے مشہور خلیفہ شاہ صفی اللہ کے مکان پر نقل کیا ہے جن کا ذکر متن میں کئی جگہ آیا ہے۔ مصنف نے ایک کیمیا گر جوگی کی خانقاہ سعد میں آمد کی روایت شاہ صفی سے نقل کی ہے۔

دیباچہ میں مصنف نے اپنا تعارف اس طرح کرایا ہے:

فقیر حقیر ضعیف گناہ گار امیدوار رحمت پروردگار غفار خواجہ کمال خاک روب آستانہ قدوۃ العارفین

عمدۃ السالکین قطب الصادقین شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہٗ۔ مصنف نے متن میں بھی اپنا اور اپنے پیر کا ذکر کیا ہے۔

خواجہ کمال خانقاہ شیخ سعد کے سجادہ اور مخدوم شیخ کمال بن سراج الاسلام محمود کے خلیفہ و جانشین شیخ کمال شیخ سعد کے بھتیجے بھی تھے۔ دیباچہ میں مصنف نے تحریر کیا ہے کہ میری ایک تمنا تھی کہ شیخ سعد کی سوانح مرتب کروں لیکن حالات اور دیگر مصروفیات نے تکمیل تمنا کی مہلت نہیں دی۔ مگر جب فرزند عزیز شاہ حمید ابو الفیض کا اصرار حد سے بڑھ گیا تو میں ۱۰۱۶ھ میں اس کام کی تکمیل کر دی۔ چونکہ مصنف خود بھی عالم و فاضل ہیں اس لیے انھوں نے اس کتاب کو دلچسپ و معلومات افزا بنانے کی پوری کوشش کی ہے اور اس میں اس عہد کے تاریخی و سماجی واقعات، خاندان مینائی و قدوائی کے بارے میں ابتدائی معلومات، امرا اور عوام کے تعلقات، فوج کا ظلم اور زیادتی نیز علما، وصوفیا اور موسیقاروں کا بھی تذکرہ ہے۔ مصنف نے شیخ کے حالات و تعلیمات کے سلسلے میں جہاں تک ممکن ہو سکا ہے خود تصنیفات شیخ سے مع حوالے کے حالات نقل کیے ہیں وہ شیخ کے نام کے بارے میں لکھتے ہیں تحفۃ المحمود میں شیخ سعد نے تحریر کیا ہے۔

اضعف عباد اللہ القوی الوالی سعد بن مکرم المعروف بقاضی بدھن الخلجی القرشولی شیخ عبدالحق اور علی میاں اور دوسرے تذکرہ نگاروں نے شیخ کا نام سعد الدین لکھا ہے۔ شیخ نسلاً بنی اسرائیلی تھے ان کے جد امجد قاضی قدوۃ الدین المعروف بقاضی قدوہ، روم سے ہندوستان آئے۔ آپ کی اولاد قدوائی کہلائی اور خوب پھلی پھولی۔ شیخ سعد نے اپنے خاندان کے بارے میں کافی لکھا اور بتایا ہے۔ انھوں نے سلسلۂ سلوک کے ساتھ جو حضرت علی سے ملتا ہے اپنا پورا سلسلۂ نسب بھی نقل کیا ہے جو حضرت یعقوب علیہم السلام سے ملتا ہے اور اس اعتبار سے قدوائی اور افغان یوسف زئی ہم نسب ہیں۔

شیخ سعد حصول التعلیم کے لیے لکھنؤ آئے اور پھر حضرت شاہ مینا کے مرید ہو کر لکھنؤ کے ہو گئے۔ خواجہ جمال اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب نے ان کے اساتذہ اور تصنیفات کی فہرست نقل کی ہے جس میں شرح مصباح، کافیہ شرح حسامی، شرح بزدوی، شرح رسالہ مکیہ، تحفۃ المحمود، رسالہ اجابت السماع، خواب نامہ اور ایک کتاب مجمع السلوک ہے جس میں "ملفوظات شاہ مینا" کو شیخ سعد نے جمع کیا ہے۔ یہ خزانۂ جواہر جلالیہ کی طرز پر ہے۔ اس کا ایک نسخہ ذخیرہ رامپور میں ہے۔ خواجہ کمال نے شیخ سعد کا سلسلۂ سلوک ان کے پیر و مرید استاد و شاگرد، ہم عصر صوفیا، علما، اور ان میں سے شیخ سعد کے کچھ سے برادرانہ اور کچھ سے حریفانہ روابط کا تذکرہ کیا ہے۔ کچھ نقد،

قرآن اور احادیث کی توضیحات۔ حضرت خضر کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں شیخ سعد نے مسلک تصوف کی ترجمانی کی ہے۔ مصنف نے حکمرانوں سے تعلقات، ذوق موسیقی اور اس عہد کے شیخ سے وابستہ موسیقار اور کچھ معاصرین لکھنؤ سے چشمک کا ذکر کیا ہے۔ "تحفۃ السعداء" سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نے شمالی ہند میں مختلف سفر کیے جس میں دہلی، آگرہ، بدایوں اور قنوج وغیرہ بھی شامل ہیں۔ سلطان سکندر لودھی بھی شیخ سے ملاقات کو آیا کرتا تھا۔ ان میں ابراہیم لودھی سے اکبر تک کا ضمناً تذکرہ ہے۔

سراج الاسلام محمود کے ذکر میں بابر اور شہزادہ ہمایوں میں اختلاف اور محمود کے صلح کرانے کا تذکرہ آیا ہے۔ نسخہ مینائی میں صفحہ ۱۴ سے ۱۰۸ تک سراج الاسلام، بابر اور ہمایوں وغیرہ کا تذکرہ ہے، جو تاریخی اعتبار سے بہت اہم ہے۔ ۱۰۸ صفحہ سے مصنف نے اپنے پیر اور معاصرین کا تذکرہ کیا ہے۔ جو ۱۱۸ صفحات پر یعنی اختتام کتاب تک پھیلا ہوا ہے۔

خواجہ کمال نے اس کتاب میں شیخ سعد اور شاہ مینا صاحب کے اجداد و اخلاف کے بارے میں جتنا مواد جمع کیا ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ شیخ سعد کا بیان ہے کہ:

جب میں بغرض بیعت حضرت شاہ مینا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھے روزہ رکھوایا اور نماز عشاء کے بعد غسل کروایا۔ بعد ازاں حضرت نے مجھے قبلہ رو بٹھایا اور خود قبلہ کی طرف پشت کر کے بیٹھ گئے، اس کے بعد مجھے کچھ خوشبو عطا کی۔ اور اذکار مسنونہ کے ساتھ سند سلسلہ کی تلقین کی جو اٹھارہ واسطوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے۔

خواجہ کمال نے یہ پوری سند نقل کی ہے۔ اس سند میں سلسلے کے مشہور بزرگ شیخ قوام الدین کا نام نہیں ہے ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ بقول شاہ مینا صاحب آخری زمانے میں ان کا عمل بر مذہب امام جعفر رضی اللہ عنہ بودہ است۔ خواجہ کمال لکھتے ہیں۔ شیخ سعد نے فرمایا۔

میں نے بیس سال حضرت شاہ مینا کی خدمت میں گزارے اور اس دوران کبھی انھیں ٹانگیں دراز کیے ہوئے نہیں دیکھا۔ شاہ صاحب ہمیشہ قبلہ رو بیٹھا کرتے تھے۔ وہ نہ تو کبھی اچھے کھانے کی فرمائش کرتے اور نہ اچھا کپڑا سلوانے کی۔ شاہ مینا صاحب فرماتے تھے "جو صوفی اچھا کھائے پئے یا پہنے وہ صوفی نہیں بلکہ رہزن دین مصطفوی ہے صوفی کو چاہیے کہ ہمیشہ وضو کر کے کھائے تاکہ شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو اور کھانے کے دوران بھی تسبیح جاری رکھے اور کھانے سے فارغ ہو کر وضو کرے تاکہ کھانا

بوجھ نہ بنے۔ خواجہ کمال کا کہنا ہے کہ:

شیخ سعد قولاً و فعلاً اپنے مرشد کا اتباع کیا کرتے تھے وہ تصوف کو قرن الاوّل کا احسان خیال کرتے تھے۔

شیخ سعد کے اقوال زرّین میں یہ بھی شامل ہے:

اگر پیر کا قول و فعل کتاب، سنت اور اجماع صحابہ کے خلاف ہو تو قابلِ اتباع نہیں ہے اور ایسا شخص منصب رشد و ہدایت کے لائق نہیں ہے۔ خواجہ کمال نے جگہ جگہ شاہ مینا صاحب کے اقوال کو نقل کیا ہے، ملفوظات شاہ مینا کا ایک مجموعہ سید محی الدین رضوی کا مرتبہ مطبع مرقع عالم ہردوئی سے شائع ہو چکا ہے۔ اس کا ایک نادر مخطوطہ مولانا "منہاج الدین مینائی" کے پاس ہے، اور نسخے بھی ملتے ہیں۔ شاہ مینا صاحب کے حالات و تعلیمات پر کافی لکھا جا چکا ہے۔

# کتابیات


- انوار صوفیہ ترجمہ اردو اخبار الاخیار فی اسرار الابرار از عبد الحق محدث دہلوی مطبوعہ اشرف پریس لاہور ۱۹۶۲ء
  شیخ سعد کے اجداد، اخلاف اور سلسلے کے دیگر بزرگ شیخ قوام الدین صفحہ ۳۴۴، شیخ سارنگ ۳۲۷، شیخ مینا صفحہ ۳۲۸، وغیرہ کا ذکر۔
- مجمع السلوک و الفوائد (ملفوظات، افادات، و حالاتِ شاہ مینا) مصنفہ شیخ سعد نسخہ رضا لائبریری نمبر کتاب ۸۷۲ سن تصنیف ۸۸۹ھ
- تحفۃ السعدا: نسخہ رضا لائبریری تذکرہ صوفیا نمبر کتاب ۲۳۴۲ کاتب غریب داس سن کتابت ۱۱۷۵ھ
  نسخہ دوم: " " بخط خواجہ عبد اللہ مکتوبہ ۱۲۰۶ھ ورق ۴۵ نمبر کتاب ۲۳۴۳
  نسخہ مینائی: بخط مظفر علی کاتب
- تاریخ دعوت و عزیمت: مولانا ابو الحسن علی ندوی
- شیخ سعد الدین خیر آبادی: از ریاض الانصاری، برہان دہلی۔ جنوری ۱۹۸۰ء
- شیخ سعد الدین خیر آبادی: (استدراک) از پروفیسر محمد اسلم لاہور۔ برہان دہلی فروری ۱۹۸۰ء
- ملفوظات شاہ مینا، مخطوطہ کتب خانہ مینائی
- دیگر مطبوعات مطبع مرقع عالم ہردوئی۔

# تحفۃ السعداء

مصنفہ

خواجہ کمال

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلوة علی نبیه محمد الداعی الی الحق وطریقه صلی الله علیه وسلم وعلی آله
وصحبه وعلی الاخوان بعده وشریعه بعد اما بعد میگوید فقیر حقیر ضعیف نحیف گنهگار
امیدوار رحمت پروردگار بغفار خواجه کمال خاکروب آستانه قدوة العارفین وعمدة
السالکین قطب العارفین مخدوم شیخ سعد خیرآبادی قدس الله سره واوصل الینا برکاته
بارها در خاطر میگذشت و در دل میگذشت که بعضی از شرح احوال و مقال پیر دستگیر و عادات
و ریاضات و ذکر سیران خود در سلک تحریر و بیان تقریر مسلک گرداند تا فواید خاص و عام را
رساند اما بواسطه وفور علایق و هجوم عوایق میسر نمیشد تا آنکه در تاریخ سنة الف
ستة وعشر فرزند سعادتمند شاه محمد ابوالفیض از این فقیر مثل این صورت که در دل
گذشته بود و در خاطر متمکن گشته استدعا نمود لاجرم فقیر بقدر وسع طاقت در تحریر و تقریر
کوشش نمود و مسمی بتحفة السعداء گردانید الموفق للاتمام و منه التیسیر نکل عشر الانام ذکر

ذکر بعض درویشان و منتسب عارفان در سیر الشرفین مینید که شیخ قوام الدین
عباسی لکهنوی نقل است که سولار و مسافر ایشان به شهر کره بود و در وسط عمر
فرد انتقال نموده در شهر لکهنو اقامت فرمود و بعد از مخدوم شیخ قطب الدین والد
پیر دستگیر بندگی شیخ مینا قدس سره که برادر عم زاده و مرید شیخ قوام محی الدین
بودند نیز همراه برادر خود از طمعه کره مانکپور آمده در خطه لکهنو ساکن شدند و در جای این
رساله پیر دستگیر که نور خواند شد مراد مخدوم شیخ مینا قدس سره خوانده شده هر جا که
قطب العالم مسطور میگردد مقصود بندگی مخدوم شیخ سعد قدس سره است نقل است
که بندگی شیخ قوام الدین هفت حج کرده بعد وقتی در بیابان سگی تشنه دیدند فرمودند
که کسی هست که ثواب هفت حج بگیرد و این سگ را آبی بدهد شخصی شربت آب داد او را
سیراب گردانید هاتف آواز داد مار بدگمانی تو بود در هر سال نام تو حج مبرور خواهم
نوشت بسبب شفقتی که بر این سگ درمانده کردی نقلست که بندگی مخدوم شیخ
قوام الدین را ارادت بندگی شیخ نصیر الدین محمود اودهی بود خلافت از مخدوم جهانیان
سید جلال الحق والدین قدس سره بوده است و تعین ذکر از مخدوم جهانیان
دار شیخ قطب الدین منشی مصنف رساله مکیه نیز بوده است در نسخه معیار التصوف
که تصنیف بندگی شیخ قوام الدین است در آن همین نوشته اند نقلست که بندگی
مخدوم شیخ قوام الدین متاهل بودند فرزندان داشتند پسر کلان ایشان نظام
نام داشت روزی شیخ قطب الدین در جماعت نماز میگذارد و شیخ نظام عقب ایستاده بودند

میان مخدوم و شیخ قطب الدین در اداء نماز ایستادند چون از نماز فارغ شدند
در نماز من میان قطب الدین کلفت رسیده که فرزندان مخدوم بحضور مخدوم حرمت
نگاه نمیدارند بعد از مخدوم حرمت من چه خواهد شد وقت نماز دیگر برای جماعت حاضر
شدند مخدوم را بسبب کوفت ایشان معلوم شد فرمودند که کسی برادر قطب الدین را
آزاری رسانده او خواهد ماند شیخ نظام را شنوده سه تشویش شده باشد که دران هلاک شدند
نقلست که روزی مخدوم بمسکوده خود فرمودند که برادر من قطب الدین گاه گاهی برای کاری
در خانه می آید و شما از و پنهان نشوید او بجای فرزند شماست من بعد بحضور او شوید
پیش او آیند بی بی رو داده بنشستند مخدوم فرمودند که سخن ما قبول نمیکنند و نمی خوانند
آمد و او را خواهند دید که سر برهنه و پابرهنه بپای خواهند افتاد می آرند که چون مخدوم فوت
شدند بعد از سیوم روز شیخ قطب الدین گفتند که من از وطن بمحبت مخدوم برادر خود جدا
شده در غربت مانده بودیم برادرم که نماند من نیز بوطن خود میروم عم عزیزی
محنت حوالی کشم آخر شهر خود روم شهر یار خود باشم این سخن را اندرون
کسی مه ازبی بی گفت از شنیدن این حدیث حیات بی اختیار مضطرب گشتند
که از سر پوشی و پای افزار خبر نداشتند سر برهنه و پابرهنه دویدند در پای شیخ
قطب الدین افتادند و حیال برادر خود دیدند حالی بدین منوال که نداشته سر دوید هرچ بسبب
قطب الدین هم در لکهنو ماندند و قصد وطن خود بکردند و هم از ایشان نقلست
که کار سلوک و تصوف کار هر کس نیست که فلان جامه کوتاه می پوشد من نیز بپوشم

پرورشم یا ملازمان نماز بسیار میکنند و دمی نیز کارم است لیکن کار کسانی نیست که عزیز بوده سرمان
این خانه خرابی داده بر دو الموت نیست سیمرغ نتواند که کنده خانه نمود تمامت مین
شیوه همون علمی تحصیل کنند از علما یک دو هم بحفظ علم و بس گفتن و مجدل
و مجادله مجلس بودن و بر از صدر نشستن خود جاه طلب کردن مشغول مانند
بعمل مشروع مانده نه هم بحفظ علم مشغول مانده و عمل را که در نظر باید و تقاکردن تا کرده
دانند بمقامات و احوال ترقی نماید و بمکاشفه و مشاهده برسد آنگاه چون بگوید
العلم حجاب ... ذکر اللسان لقلقة بر ... ثابت از گفتن
شنیدن بلکه از سبق گفتن از عزت تمانی ابرار سبق گویند بی صوفی مقرب
بی ترک سبق نیست مقربان ... غفلت که دل شیخ آینه معقول است مجاری
لحظه
فیض حضرت عزت متجلی است ذاتی و صفاتی و اسمائی و افعالی متجلی شده و هم
بلطایف غیبی آراسته میکرده و چون مرید صادق بارادت تمام دل خود در مقابل
این چنین دلی دارد و شیخ دل مرید مصفا بتواند و این همه کلمات مغیر است و بعمل هم
و دل مرید مصفا از کدورت غیریت و زنگ طبیعت خالی کرده و درین سخن
هر زمان و اصد هر قدر استعداد مرید و هست هر که بر این مجاهده و ریاضت عمری نزد
و هم از ایشان تلقین کرده و ... مدمک و مشایخ کتاب سنت و سیر سلف
که اهل احمد او ... اجازت مجرد و مقام سرکه که فلان ... است در
مقام آباء و اجداد خود نشسته که اگر لایق مقام نبودی بر این مقام شرف نشسته

تحصیل بدان که شهرت ایشان نه بزمان و مکان است بلکه بتقوی است ان اکرمکم عند الله
اتقیکم این اعتقاد طلبات تاکید شده بود که تخلیه قلب از سوی الله قرب حق
میسر نشود نقلست که بندگی مخدوم رکانتی بود که او را مولانا احمد میگفتند
با جرت کتابخانه مخدوم مینوشت تا چون شب میشد روغن از مخدوم طلبید
می ستد بر روشنائی چراغ مینوشت تا چون طعام می آمد بر روشنائی آن چراغ
طعام نمیخورد و چراغ را سرد میکرد بعده بطعام خوردن مشغول میشد بعد فراغ
طعام باز چراغ روشن میکرد و بنوشتن مشغول میشد هم ازیشان نقلست
اگر قول و فعل شیخ مخالف کتاب و سنت و اجماع صحابه بود آن شیخ و این شیخی مر
اقتدای نبوده هر که بدو اقتدا کند بمقصود نرسد چو نزد این قوم جنت ستی
صحرای وحدت بر فند نگاه دارد و دیدار او دید لاجرم تقرب او یافتند
توانا محیط مروان شد کنون رو گوشه نشین که سود حال بیداران کنون گفته است افسانه
هم ازیشان نقلست در کتاب ارشاد المریدین که تصنیف ولی است که علمای سر تربیت
هادی الخلق الی الحق اند میفرمایند که از مقتدیان اقتدا با ماحی کردند بدین گمان
که او متوضی است بعد ادای صلوة دا فتد اید و متحقق شد که او جنب بود و جنابت
بر مقتدیان که نماز را اعاده کنند و بفتوی علمای باعث مقتدیان که بظن آن کما
متابعت علمای طریقت و مشغولی بعرش ایشان معلوم شد که اهل
اقتدا نبود واجب است از روی طریقت از اقتدای ایشان بیرون آیند

آمده و شیخ حقانی متوجه شوند تا حق تو کمال وزری کند و هم از ایشان
نقلست که روزی بازی گر چوگان طلب و دست کرد و گوی این بازی همواره کله
ای گوی بیار و در طلب را باسمان انداز و گاه بلوح و گاه بقلم گاه بعلی و گاه
بشری تا گمیار زاده سعادت بر اندو بر سر ابرده عزت زنند اگر لباس
لباس خواجگان بود بر سر دوش زنند و اگر لباس لباس گدایان بود و بر سر
درویشی تکبر ندهد و در صدر نشانند هم از ایشانست چون ان شکرتر سرای
باغ و بستان هم به کسی که انس حق جوید مقام اوست مر اهل زمین را
تاج نخوت را پس انگه ترک عالم کو به کسی کو قرب حق خواهد نخواهد عالم فانی
نقلست که مخدوم سماع می شنیدند و شیخ معتبر بشنائی می ورزیدند حاضر
در گریه بود و شکستگی او ظاهر بود مخدوم در پرسش حال او اکرام نمودند که
ای عزیز ازین حال چه فهم کردی و در سر خود این چه پیدا آوردی بی نهایت
اعذار کرد که ای شیخ از حال شما ذره فهم ندارم و خود را در زمره صاحبان ان
نمی شمارم لیک در خاطر خطره میگذرد و اشک چشم من می رود که سبحان الله
جیش از وجود یا از ما چه زاد که عاصی گردانیده طاعتی خوانند و پس از وجود
بندگی مخدوم را درا که از عارفان کامل گردانیده در تحت معرفت نشانیده
مخدوم را که در وقت توبیخ ظنی بود ازین گفتار بر حال ذوقی زیاده تر نمود و بر آن
بیچاره شفقت فراوان فرمود و بکنار گرفتند و سر او بر زبان می راندند

که اگر ذوق بوده است مرا بوده است دیگری را و قوام الدین بطفیل و

نموده است و این آیت بتکرار میخواندند و ما کنا لنهتدی لولا ان هدانا الله

هم فرا ایشان تعلق است عزیز کس حال این جوانمردان نمیدانستند ایشان هم فرما

ایشان عاشق آن رحمان اند مشتاق سبحان اند مشتاق نیز [illegible] اند

آتش زننده جسم و جان [illegible] دیوانگان بی کناسند شوریدگان پادشاه

اند بس دیوانگان را عجب حالت است که این عاقلان را عجب کمال است

عزیزا در احوال و اعمال ایشان بکتر یا سر حال شان بینی که طاعت شان

همه گناه و معصیت شان که پوشانند پوشان [illegible] نقل است

که شیخ قوام [illegible] قدس الله سره [illegible] الصفات نقل مخدوم روز دوشنبه بستم

ماه شعبان عجب [illegible] وفات [illegible] گرسنه که مخدوم [illegible] الحرمین الشریفین

[illegible] المعلین سراج الملة والدین سلطان العاشقین مخدوم مخدوم شیخ

سائک قدس الله روحه تعلق است گویند که مخدوم یکی از امرای سلطان فیروز

بود در ملک [illegible] ایشان را دوازده هزار سوار چاکر بود در دنیاداری

ارادت نیز [illegible] ایشان و محبت یاران شیخ قوام الدین آورده بود در

خلافت بعد از ترک دنیا رسید که مخدوم شیخ صدرالدین [illegible]

[illegible] را دو مخدوم جهانیان [illegible] ایشان را [illegible] گفتند که هیچ

کس تاب نظر [illegible] سر زبان او میگذشت با قطع [illegible] می شد

نقلست که روزی پسر حضرت ایشان سر و ریش منطق بی جرم تراشیدن حکم کرد
آن مسکین پیش از حضرت ایشان صورت حال وا نمود بر زبان مبارک ایشان رفت که
که او ریش خود خواهد تراشید همچنان همین پسر حضرت ایشان را حالتی بود و داد
سر تراشی را بخواند و در پیش خود خواند دستار فرو باشد محاسن من تراش
سر تراش بترسید آینه و استره پیش او گذاشت و بهانه دست شستن بیرون
رفت و پنهان گشت آن پسر چنان برید آینه در پیش نهاده و استره کشیده بدست
خویش محاسن خویش تراشید نقلست که بندگی مخدوم بعد از آنکه روزی
سبب ناموس پسر خوردی آمده مخدوم شیخ قوام الدین در حال بودند گفتند که
ملک سارنگ جامه نماز بطریق باران بسازد تا تراتعین ذکر خواهم کرد بر حکم اشارت
قبول کرد بعد از فراغ تعین فرمودند که اگر جامه نماز داری انشاء الله تعالی
وقتی از اوقات این تعین کار خواهد آمد نقلست که بندگی مخدوم شیخ سارنگ بعضی
شغل دنیا داری از مخدوم شیخ راجو قتال در عهد سلطان فیروز در دهلی
بجهت قضیه نواهون پیش سلطان که نیز که در تصرف او ده بوده بود و قضیه
نواهون در سیر العارفین چنین می آرد که ناهون نام هندی بود فارسی نو مسلم
سلطان فیروز او را بدار ادندگی ده و قصبه فرستاده بود در وقتیکه حضرت مخدوم
جهانیان مرض موت داشتند نواهون بجهت دیدن مخدوم جهانیان آمده بود
بر زبان او گذشت که حضرت مخدوم را خدای تعالی صحت بخشد که ختم اولیا اند

چنانچه محمد رسول سو هم انبیا بوده اند مخدوم جهانیان چون این سخن شنیدند جانب مخدوم
سید راجو قتال را دیدند فرمودند که می شنوی که چه میگوید مخدوم سید راجو قتال
گفتند که می شنوم نواحمن نمید که مرا پیغمبر باید که مسلمان شود همان ساعت
از شهر اچ رحمت پیش سلطان فیروز آمده در دهلی واقعه عرض نمود که
سلطان وجود داکر جهانست مسلمان شو گفت جان شد هم تا ما برکه مسلمان
شوم بعد از چند روز مخدوم جهانیان بجوار رحمت حق پیوستند بعد زیارت
سیوم مخدوم سید راجو قتال کو ان برابر کرده سمت دهلی متوجه گشتند
چون بنواحی شهر رسیدند سلطان فیروز خبر قدوم ایشان شنیده داشت
بقصبه لواهون قصد نموده اند سلطان مواهون را بسیار دوست میداشت
و دو سه عالمان که در شهر نشستنی بودند پیش خود طلبیده صورت تخلیص
مواهون از ایشان پرسید پسر قاضی عبد المقتدر تهانیسری شیخ محمد نام
دانشمندی تیز طبع بود بسلطان عرض نمود که حضرت سلطان باستقبال
حضرت روند در اول ملاقات از حضرت ایشان پرسید که بقصبه آن کافر
آمده اند چون فرمایند بلی بقصبه آن کافر آمده ام پس اقرار کفر او نموده باشند
ما در تخت در آمده ایم سلطان این حیله‌اش را پذیرفته باستقبال حضرت شیخ جیو
متوجه گشتند وقت رسیدن پرسید که حضرت مخدوم بقصبه آن کافر
تشریف فرمودند حضرت شیخ فرمود بلی بار بقصبه آن مسلم آمده ام شیخ جیو

شیخ محمد گفت هنوز ثبوت به اسلام او من حیث الشرع نشده است ما حکم اسلام او
می نمایید حضرت شیخ بجانب او نظر تیز کردند و بزبان مبارک آوردند که محمد مغرور
از سخن شما رایحه دیانت نمی شنوم هر دو بر ساختگی گفتن تحقیق کنند محمد این سخن
در دل گرفت بخانه اش رفت قاضی عبدالمقتدر برد و هر چون بحضرت
شیخ رسید بعزت گفت من یک دیده دارم او را بمن بخشید حضرت شیخ فرمودند
به گذشت شد او را پسری خواهد شد که اهل تقوی گردد شیخ محمد همدران حال
وفات یافت منکوحه او حامله بود چون پسری متولد شد او را به شیخ نام کردند
او درویش دانشمند عزیز الوجود گشت الان مقبره او در خطه جونپور
راست کردند و آن نواحی مذکور با وجود شهود اصرار به اسلام نمود ترکش
زدند حضرت شیخ از آنجا اصلی بوطن مبارک خود دراه باز آمدند مقصود
ازین حکایت چون بود که مخدوم سید راجو بدین تقریب در دهلی تشریف
آورده بودند مخدوم شیخ سارنگ را پسندیدند و بعضی شغل فرمودند می گویند
که بادشاه بدست مخدوم شیخ سارنگ برای بندگی شیخ راجو طعام فرستادند
حضرت ایشان بدست خود از آن طعام چند لقمه مخدوم شیخ سارنگ را
خورانیدند در اندک روزها خداوند تعالی ایشان را جذبه نصیب کرد بکلی دل
ایشان از املاک و مال و منال و خانه فرو شست همه اسباب و اموال نصیب
درویشان کرده و سافر جانب بیت الله گشتند بعد از فراغ

حج و زیارت روضه مطهر حضرت رسالت پناه بمقام خود رجوع نمود و در موضعی
که آنرا اجهکوان نام داشت دیه قصبه جهجهور [?] است دوازده کروهی از خطه لکهنو
سکونت فرمودند و بانواع ریاضات و طاعات مشغول شدند حضرت میر سید راجو
قتال و را جامه خلافت و مثال ایشان را فرستادند چون جامه با ایشان رسید
قبول نکردند فرمودند که من مردی نو اسلام مرد ازان [?] طاقت کجاست که جامه اولیا
بپوشم حقوق آنرا محافظت کردن نتوانم جامه را باز حضرت میر سید راجو قتال
کتابت فرستادند که من این جامه و خلافت از فرموده خداوند تعالی و بفرموده
حضرت رسول صلی الله علیه وسلم و بر حکم اشارت پیران فرستادیم هیچ دغدغه بخاطر
نگذرانند [?] این جامه را بپوشند شما را مبارک است آنگاه شیخ سارنگ پوشیدند
ازان تاریخ باز هر کسکه از سرکار لکهنو بجهة انابت و ارادت پیش حضرت میر سید
راجو قتال رفته او را باز میگردانیدند فرمودند که من آنجا شیخ سارنگ نصب کرده ام
شما را چندین مسافت راه برای چه آمدید همانجا بروید پیش شیخ سارنگ مرید
شوید نقل است که مخدوم شیخ سارنگ یکصد و بست سال عمر داشتند پیر فانی
شده بودند طاقت روزه رمضان نداشتند روزی در ماه رمضان چیزی
میخوردند پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا قدس سره در خدمت [?] بحضور ایستاده بودند
بخاطر پیر دستگیر رسید که اگر مخدوم پس خورده من عنایت فرمایند من آنرا بخورم
شصت روزه کفارت بدارم حضرت مخدوم سر بالا کردند و گفتند شیخ مینا

شیخ مینا شما مطلب هستید چه مناسب که ما شما را چیزی نامناسب اجازت چرا کنیم
که ما را شریعت روزه خوردن مباح گردانیده است اگر در شریعت چیزی خواهم خورد
شما را چیزی خواهم داد پس ازین مفهوم گشت که منصب خلیفی از پیر دستگیر خود بود
و از زمان رئیس درویشان و محبت یاران شیخ قوام الدین نیز بوده چنانچه در ذکر
پیر دستگیر مذکور خواهد شد نقل است که بندگی شیخ سارنگ را دو خلیفه بود یکی پیر
دستگیر شیخ مینا قدس سره و دوم مخدوم شیخ حسام الدین صوفی منجهوری چنانچه
پیر دستگیر را دو خلیفه بودند یکی قطب العالم مخدوم شیخ سعد قدس سره دوم برادرزاده
صاحب سجاده شیخ قطب الدین دیگری خلیفه نبود بندگی مخدوم شیخ سارنگ عیالمند نبودند
و فرزندان داشتند که الحال از اولاد ایشان است که جاروب کشی خادمی روضهٔ مبارک
در دیه مجهگوان واقع است میکنند نقل است که بندگی مخدوم شیخ سارنگ همیشه
در اتباع شرع خود مولانا مغلا می بودند و ذره در اتباع شان تجاوز نمی نمودند پیر دستگیر
میفرمودند که روزی مخدوم شیخ سارنگ لباسچه طریقت یارانی که پوشش علمای دنیاست
پوشیده بودند عرض کردم که تحقیق است که بندگی شیخ قوام الدین لباسچه را
طرز یارانی پوشیده اند فرموده اند که مرا فراموش رفته است خاطر ما نمدرا
زمان طلبیدند لباسچه را دو کتانیده طرز شمول ساختند نقل است که وفات
بندگی شیخ مخدوم شب پنجشنبه و دفن روز پنجشنبه شانزدهم شهر شوال در سنه
خمس و خمسین و ثمانمائه روزی که مخدوم فوت کردند پیر دستگیر در خاطر نه نشستند

که برما جای وفات یافته است که کسی برای نماز جنازه هم حاضر نیست چرا که دیده
ویران بود وایشان نزار دعام خلق خوش نبودی فی الحال بندگی مخدوم از
روی خود کفن وا کردند وفرمودند میان شیخ مسافکر مکنید خداوند تعالی کفایت
خواهد کرد چون جنازه موجود کردند لشکر عظیم همه مرقعه پوش از جانبی پیدا شدند
نماز جنازه با جماعت ادا کردند ودر لحد سپردند وغایب شدند ذکر پیر دستگیر
قطب العالم بندگی شیخ محمد قطب المعروف بشیخ میان بر کانه قبسا ر الحا کاد
کان نبیا الرب لو کانت النبوة من بعد جایزا که قول ایشانست از دل خراب
که ایمان صادر شود محض کفر است واز دل آبادان که کفر صادر شود محض
ایمان است نقل است چون پیر دستگیر متولد شدند بندگی شیخ قوام الدین
فرمودند فرزند ما بهندوی ادا امور امیسا بدین سبب معروف ایشان شیخ میسا
شد و از بعضی چنین نقل است که پیر دستگیر بعد فوت مخدوم شیخ قوام الدین
متولد شدند مخدوم قوام الدین بمنکوحه خود فرمودند که بعد من برادر قطب الدین را
پسری متولد خواهد شد که قطب خواهد شد و خاندان پسران ما از وروشن
خواهد شد شما شیر خواهند داد و خانگاه ما باو حواله خواهند بی بی قوام الدین
گفتند که مدتی است شیر از من خشک شده مخدوم فرمودند که شما را معلوم
نیست که خداوند تعالی نصیب ذخیره کرده است چون دستگیر موجود شد
حضرت بی بی را وصیت بندگی مخدوم یاد آمده برگرفتند و نزدیک سینه

خبر دادند شیر چنان روان شد که همه حاضران حیران شدند میگویند که
بعد خشک شدن چهل سال شیر پیدا شده بود نقل است که بی بی میفرمودند
هرگاه که من بی وضو شدم میان مینا شیر نمیخوردند در تمام مدت شیرخوارگی
همچنین بود نقل است که بی بی میفرمودند چون پیر دستگیر سه ساله شدند
هر جانوری از گنجشک و غیره پیش ایشان که میکردند میطلبیدند فی الحال از هوا آمده پیش
ایشان می نشست تا آنکه نمیفرمودند نمیرفت چون چهار ساله و چهار ماهه شدند
ایشان را در مکتب فرستادند معلم میدید که این ولی است بدان سبب
کوشش خواندن نمیکرد و دیگران میخواندند و ایشان مشغول می ماندند چون
وقت وداع کودکان رسیده بر همه یکبارگی معلم را دعا و سلام گفته وداع
میشدند از او از دعای ایشان پیر دستگیر حاضر میشدند و معلم را سلام کرده میرفتند
چون عمر ایشان ده سالگی رسید یک خادم بندگی مخدوم سید راجو قتال
به مقام لکهنو آمده بود که در معرفت کمال نسبتی داشت چون پیر دستگیر را بعضی شغل
تلقین کرد چون به دوازده سالگی رسید قطب گشتند و قطبیت ایشان را حضرت شاه مدار
اظهار کردند و او آنچنان بود که قاضی شهاب ساکن مقام جبلائی که بنده داماد
بعضی بجای قاضی شهاب قاضی محمود کنتوری میگویند مرید شاه مدار بود و آن قاضی را
قاضی شهاب بر کمالات ایشان میگویند نسبت ملاقات برخوردار نشدند چون
به مقام لکهنو رسیدند اکثر خلایق برای حاجات پیش ایشان آمده ملاقات

کرد قاضی شهاب گفتند که کسی ملاقات میروند میروم حاجتهای هر یک پیش
پیر خود نوشته میکردیم تا به جواب هر یکی همچنان کردند قاضی شهاب پیش حضرت
شاه مدار رسیدند چند روز اقامت نموده وقت رخصت عرض هر یک را
که هر کاغذ نوشته بودند که داده اند حضرت شاه مدار فرمودند قاضی شهاب شما را
خبر نیست که این ولایت حواله شیخ مینا شده است این مردم را بگوئید از جو رجوع
بشیخ مینا کنند قاضی شهاب گفتند که شیخ مینا کدام هستند حضرت شاه مدار
فرمودند که چشم شما جریان مرمع گرفته است چونکه مزار بیار قاضی شهاب اکثر خورد بس
بوده است حضرت شاه مدار این حکایت فرمودند و گفتند که ایشان خورد ساله اند
عمر ایشان دوازده ساله است و حلیه ایشان بیان کردند فرمودند که ایشان
قطب هستند و معلوم دارند که این ولایت حواله من شده است اما مردم
اینجای خبر نیست شما بروید و جمله مردم را خبر کنید که حاجتمندان پیش ایشان
بروند شما هم برای ملاقات بروید و از من دعا و سلام رسانید و یک مصلا داده اند
که این هدیه من بشیخ مینا بگذرانید و نام حضرت شاه بدیع الدین است و لقب شاه مدار است
ایشان اویسی بودند شاه مدار از سادات حسینی بودند و از اصل مرز
نام پدر ایشان ابو اسحاق شامی و نام مادر بی بی هویدا و جد زین العابدین
حسینی ابن موسی کاظم ابن امام جعفر صادق ابن محمد باقر ابن زین العابدین ابن
ابن امام حسین شهیدان کربلا رضی الله عنهم بعضی شجره ایشان چنین نوشته اند

نوشته انتساب بدیع الدین و هو مجاز من الشیخ محمد الملکی و هو مجاز من خواجه طیفور
الشامی و هو مجاز من ابی بکر الصدیق و هو مجاز من خاتم النبیین و بعضی از شیخ
عبدالله المکی الشیخ ابو ربیع المقدس و هو من الشیخ حسن العین الشامی و هو من
اسدالله الغالب علی ابن ابیطالب و الله اعلم و تاریخ فوت ساکن بهشت دیست
که هشت صد و سی و هشت سال بود العرض چون قاضی شهاب مقام لکهنو
رسیدند حاجتمندان جمع شدند قاضی شهاب گفتند که بریاضت فرمود
که این ولایت حواله الشیخ میناشده است و ایشان قطب هستند شما در مهمات
رجوع بایشان نمائید آنگاه قاضی شهاب باجمله حاجتمندان پیش مخدوم شیخ مینا
آمدند و ملاقات کردند و جواب سلام شاه بامعلا کردرا شنیدند و سفارش امردوم
حاجتمندان کردند و خود بار گشتند یک حاجتمند زود برخاست و التماس
کرد که بر من مرض است بر دستگیر دوات و کاغذ طلبیدند بر یک حاجتمندان را
دعا و تعویذ عطا فرمودند امردوم که نخست عرض مرض بر خود کرده بود همچنان
استاده ماند حضرت مخدوم سر فرو بردند بعد از دیری سر بالا کردند و
فرمودند که بابا برو و صبر کن که هرچند شفا بود از درگاه حق تعالی خواستم
سودی نکرد خطاب رسید که عمر او همین قدر بود این سورٹه خواندند
ٹوٹی بیت اکاس جتنا جوڑوں نا جڑی جنہ سوجن کی اس لی
سر جن تو درجن بھی حاصل معنی آنکه رسن گسست زباله نمیتوانم بست

که دوستی و دشمنی انگیخت و دوستی بشکست مجلس کار حضرت ایشان روز بروز
زیاده میشد بعد از آن در خدمت بندگی مخدوم شیخ سارنگ رفتند و مرید
شدند و سالها خدمت کردند نقل است که وقتی مخدوم شیخ سارنگ پیر دستگیر را
بجهت مهمی در شهری فرستادند آن مهم را بصلاح آورده بازگشتند پیش بندگی
مخدوم آمدند مخدوم پرسیدند که در آن شهر مردی بود عارف او را ملاقات کردید
گفت نه بندگی مخدوم فرمودند در شهری که بروید آنجا درویشی هست او را
می باید دید و اگر این خوانند نیست همه شهر پر ز خوبان منم و خیال ماهی
چه کنم که چشم بد خو نکند بکس نگاهی بندگی مخدوم پیر دستگیر را خلافت عطا
فرمودند که در مقام خود بروید بحق مشغول باشید نقل است که پیر پیر
دستگیر قطب الدین دو پسر داشتند یکی شیخ احمد و دوم شیخ محمد المعروف
شیخ میناو پیر دستگیر حضور یافتند حضور ایشان که قریب نشو و نما قدرت
از جهت باز داشتن نفس را از شهوات و شیخ احمد را دو پسر شدند یکی شیخ قطب الدین
و دوم شیخ [illegible] قطب الدین را پیر دستگیر پسر خوانده بودند آخر خلیفه و جانشین خود
ساختند الی الآن نبیرهای شیخ قطب الدین اند که خادمی آستانه ایشان
میکنند نقل است که پیر دستگیر ارادت و خلافت به بندگی سلطان
العارفین شیخ سارنگ بوده است و همیشه در طبیعت پیر خود در حرکات
و سکنات می بود هر چیزی به پیر خویش بدیگری اصلا توجه نداشتند میفرمودند

مشهور بود که مرید اگر در حالت حیوة پیر به دیگری ورا اتباع و اطمینان ترجیح کند
بهره نبرد و او جود و پیر از دیگری محبت ستودن و تلاوت قبول کردن را نیز نبود
هر چند که محبت و رابطه دل با پیر بسیار بود در ترقی نزیاده نشود در شبها مخصوصا
که پیر دستگیر قدس سره در راه خدا بوده اند خارج از طاقت بشریت است
خرق عادات الهی و دست نداده اند نقل است که پیر دستگیر در شبهای زمستان که نشستن
بر کمال بودی اگر گاهی خواب غلبه کردی که گاهی بودی که پیراهن را از آب سرد
تر کرده پوشیدی در صحن خانه بندگی مخدوم شیخ قوام الدین نشستی باد از
هر طرف رسیدی سردی بر کمال اثر میکردی خواب دفع میشدی که بودی
کلاه را تا به سر تر کرده بر سر مجلوق مینهادی گاه بودی که سنگریزها گرد برگرد
وی نشستی تمام شب در عبادت خدای مشغول می بودند تا چون خواب غلبه
میکرد بر آن سنگریزها می غلطیدند معلوم است که بر سنگریزه چه خواب خواند بود
و چه استراحت خواهد بود گاه بودی که بر سر دیوار بلند می نشستند بخوف افتادن
از دیوار خواب نمی آمد شب تمام در ذکر خدا میگذشت بعضی اوقات چون آب
گرم میکردند تا گاه بعضی از گرمی آتش مقداری راحت گرفت و سوی وضو
شتافت مقداری کاهلی کرد و یا در خطره گذشت که مقداری درنگ کرده وضو
بکنم فی الحال بر می خواستند آب گرم را همچنان گذاشتند آب سرد و خوب
غسل میکردند شبها در نماز معکوس می بودند صوم طی اکثر داشتند

نعلین چوبین می‌پوشیده دوازده گروه سر بسر حولس پیاده میرفته است

مردان بسعی و رنج بجای رسیده اند تو بسحر بکار رسی از نفس سحری

نقل است که قطب العالم شیخ سعد قدس سره میفرمودند که طعام عرس

پیر دستگیر که روزانه خرج میکنم از برای خلق زیرا که نخست نسبت کنند

و اگر نه مرا از پیر دستگیر شرم می آید که هرگز پیر دستگیر روزانه طعام نخورده اند

نقل است که پیر دستگیر را از طعام چرب باشد تنفر بود تا گاهی بوی روغن

یا چربش بگردد دماغ پیر سیدی تحمل نمی آوردند مسکر می نباشتند

نقل است پیر دستگیر ریاضات بسیار کرده بودند اما شهرت نبود صایم و مشغول

بودی سبب ملاقات اینگان بیرون می آمدند در خانقاه مقداری در یک

میکردند باز در حجره میرفتند مشغول میشدند بعضی اوقات ناگاه شبی و نه روز

گذشته بودی که برادری و معتقدی آبی پس خورده طلبیده عالم ستر داشتند

نمیگفتند که من صایم بدانچه خوش وی بودی میکردند باز از سر نیت اربعین

میکردند مقصود ازین مهر نفس با تمام اربعین مغرور نشود و اینده سر او در

موسن نکند نیز ود نقل است پیر دستگیر را اعتقاد بوده است مجرد که از خواب

بیدار میشدند فی الحال تیمم میکردند تا آنگاه در استعداد وضو می شدند. سهو بود

اصل خلقت آدم از آب خاک گشته بدین هر دو آتش گشته میشود فرد قیامت

نیز رجای عظیم است بفضل و کرم خداوند تعالی باتش آخرت نیم ازین ببرد

هر دو گشته شود نقل است که پیر دستگیر را اگرچه وضو بودی بعد یک دو ساعت
پیر میخواستند وضو جدید میکردند و دوگانه ادا میکردند میفرمودند وضو تازه
عبادت ظاهر و ظلمات را دور میکند و نور تازه بدل میکرداند که شیطان چون
همین می‌بیند در کاهش حی افتد تا آنکه این آب در او ندمی باشد ثواب
وضو بنام آنکس ثبت میکرداند نقل است که مطلب العالم مخدوم شیخ قدس سره
سعد میفرمودند که تا بیست سال در خدمت پیر دستگیر قدس سره بودم هیچ
وقتی پای استاده کرده یا پای دراز کرده نشسته ندیدیم همیشه مستقبل قبله
بر هیئه نماز نشسته می بودند هیچ وقتی ندیدیم که چیزی طلبیده بخورند یا فرمایشی
بهر خوراکش بکنند یا جامه خوب بهوای خوش بدوزانند یا بگویند این جامه
نیکو نیست یا به خیاط بگویند چرا چنین دوخته آوردی و این جامه چه کرده
میفرمودند صوفی بهوای طعام نخورد و یا جامه نپوشد کلاه حسابشان
صوفی نباشد راه زن دین مصطفی صلی الله علیه وسلم بود نقل است هیچ وقتی
کفش خیر جانب مسجد برنشستند و نکشیده اند نقل است پیر دستگیر میفرمودند اگر
کسی طعام یا آب بی وضو بخورد شیطان با وی شریک میشود طهارت باطن
و سلامی سینه چگونه بود پیر دستگیر را معتاد بوده است چون میخوردند
طعامی بخورند اگرچه با وضو می بودند وضو جدید میکردند میفرمودند طعامی که
با وضو خورده میشود آن طعام در دل به تسبیح مشغول میشود و آن طعام دل را

معلوم شد در طعام شیطان شریک میشود

منور و روشن گردانند و در عبادت کاهلی نیارد و چون از طعام فارغ میشدند
باز وضو میکردند و میفرمودند وضوئی که بعد از فراغ طعام کرده شود آن وضو از گرانی
مانع آید نوری بر نوری بدید آید پیر دستگیر را معتاد بوده است که بی وضو هیچ
وقتی مقام نکرده اند و بی وضو گاهی خواب نکرده اند میفرمودند که مصطفی صلعم گفت
هر که با وضو بخسپد برابر وی فرشته بخسپد پس بیدار نشود آن بنده ساعتی از خواب
مگر آنکه آن فرشته دعا کند بگوید بار خدایا بیامرز این بنده را که با وضو خفته است
پیر دستگیر چون در خواب میشدند از پهلوی خواب بیدار میشدند بوضو به پهلوی دوم
نمیرفتند برمیخاستند و وضو میکردند بعد ادای دوگانه خواه بذکر مشغول میشدند
خواه باز بخواب میرفتند پیر دستگیر میفرمودند چنانچه قرآن و ایمان و اسلام و دین
نوری دارند وضو نیز نوری دارد نقلست که پیر دستگیر میفرمودند که نماز بسیار گذاردن
و روزه بسیار داشتن و تلاوت قرآن کردن هر کس تواند اما حاصل کردن
درد محبت که اصل این راه است اندازه هر کس نیست و این بیت میفرمودند
بیت مارا ز مرید درد خوان می باید نه زاهد حافظ قران می باید صاحب
دردی سوخته جانی می باید آتش زده بیخانمان می باید این مثنوی بخوانند
در سینه بود درد ورام صد ملک و دین دیار دارم ای درد هر درد سینه بردن
زنهار که جانبو گذارد دارم پیر دستگیر میفرمودند که مولانا عمر بدادنی کرد دانشمند اهل پیا
و عزت در حضرت بندگی مخدوم شیخ نظام الدین سالها بسپاهی مشغول بود و در سپاهی

روزی عنایت ازلی در رسید همه را ترک افتاد و راه ملامت اختیار کرد و جامه زنانه
و پیرایه زنانه پوشید یک رخسار سیاه و یک رخسار سرخ کرده پیش بندگی
شیخ بیامد و زانو بر زانو نشست گفت مولانا نظام الدین از تو مستعد شود
که من کرده ام همیشه بر سجاده تکبر و نماز و عزت نشسته می مانی و خود را از
سالکان و طالبان و صادقان میخوانی بندگی شیخ ساکت بودند تا اگر مولانا
عمده دو سه بار تکرار کرد گفت مولانا چرا جواب نمیدهی بندگی شیخ فرمودند
کاریکه تو کرده است سهل است کار بیوه زنان و مخنثان است اما کار مردان خدا
کاری دیگر است مولانا عمده متعجب شد گفت آن کار چیست بندگی شیخ فرمودند
که کار مردان خدا آنست که همیشه در درد عشق خدای سوزند و پاسبان دل
باشند تا خطره در دل راه در نرود و پیوسته کفر میفرمودند که وقتی نزد حضرت شیخ
الاسلام شیخ نظام الدین قدس سره درویشی بیامد و ذکر بندگی کردن گرفت
این بزرگوار کشف چنین دارد و کرامت چنین دارد بندگی شیخ فرمودند آن دارد
یعنی عشق در اصطلاح صوفیان عشق را آن گویند شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین
میفرمودند چون محبت شد همه رشد خانه آن ما هر چیزی است یکی محبت دوم
اتفاق مریدی پرسید محبت بچه حاصل میشود فرمودند بعنایت خدای تعالی
بچیزی دیگر هم فرمودند با احسان هم عرضداشت کرد که وسیله نباشد که بخوانند تا محبت
خدای روزی شود فرمودند بعد از نماز دیگر پنجبار سوره نبا یعنی سوره عم یرکه

بخوانند اسیر محبت حقتعالی گردد و فرمودند که از شیخ الاسلام شیخ نظام الدین شنیده ام
هر که بعد سبعات عشر هفت بار این دعا بخواند اللهم ارزقنی محبالک و امتنی
محبالک و احشرنی تحت اقدام احبابک و بعد دوگانه تحیت هم این دعا بخوانند حقتعالی
وی را بمحبت خویش اسیر گرداند بعد فرمودند که مردم را از جهت خویش جهدی می باید
والهامی علی السویه اندرین راه گر توانی بکنی خانه و جان و زبان بکنی و بدانکه
ای عزیز سالکان میان محبت و عشق فرقی گفته اند عشق نهایت محبت را
گویند و بدایت محبت موافقت است بعده میل است بعده موانست است
بعده مودت است بعده مواصلت است بعده خلت بعده محبت بعده شغفت
بعده تیم بعده وله بعده عشق بیان این هر یک در شرح رساله مکیه قطب العالم
واضح است اگر خواهی دریاب نقلست که حضرت پیر دستگیر میفرمودند که عشق را از
عشقه گرفته اند و عشقه گیاهی است که بر تن هر درخت که پیچید آن درخت را
خشک کند و خود تر و تازه باشد عشق بر هر تنی که در آمد غیر محبوب را خشک و محو
کرد اندران تن را ضعیف و نحیف کرد اند و دل و روح را منور و مسرور کرد اند
نقلست پیر دستگیر میفرمودند عشق و محبت هند امثل این توفیقات
که از شریعت خارج اند بجز اعانت او روی نماید و بجز توفیق وی نگشاید
پیر دستگیر که وقتی قاضی شهاب سعد لشکر پادشاه بودند بسبب قضا حاجت
طرف صحرا روان شدند ناگاه گذر ایشان در راه طرب آباد افتاد از خیمه

به خیمه فاخته او از گریه شعبیه‌ها متامل شدند که طرب اباد گریه چه
مناسبت دارد طاقت نماند از اسب فرود امدند استاده زمانی تامل
بخوف خلق و گمان بردند درون در امدن نتوانستند چون بسیار شد
درون خیمه در امدند دیدند که تنها فاخته میگرید فاخته چون مخدوم را
دید گفت ای عزیز باز گرد این کس ایام حبس دارد و معذور هستم و غمگین
که امده بود باز گردانیدم تو نیز باز گرد مخدوم گفتند نمی‌بینی که مرد بی مسکن
و کسوت صلحا دارم طریق حریفان ندارم بپرسید موجب امدن تو چیست
گفتند گریه تو ما را اورده است موجب گریه تو چیست هیچ جواب نمیداد
مخدوم چون بسیار عجز و الحاح نمودند گفت ای عزیز امروز در خاطر من
گذشته است که مرا فاخته میگویند میر تبسم و مثل مریم نباید که خدای مرا بسبب
این نام فردای قیامت عذاب کند مخدوم گفتند نام چه باشد از تو فعل بد.
صادر نمیشود گفت نعوذ بالله هر چه که می اید چنانچه بر تو عذری اورده‌ام
بر او نیز بعذری پیش می ایم و بنوعی حیله میکنم باز میگردانم مخدوم
گفتند ای ولیه چرا هستی با کنیزک گفت شخصی مملوک هستم فرموده او بجا
می ارم تمام روز بر مصلا نشسته در عبادت خدای مشغول می باشم چون
شام میشود در دوان میشوم چهار حیل دارم که مولا مابر من برین مطالبه معین
گردانیده است بر مصلا می ایم و استراحت میبرم هو و خویش را امید هم

بار مخدوم پرسیدند اگر در شب حریفی می آید مولانا مرتراحی بسیار دیده میکنی گفت بسیخ دیگر در خانه میبردم تب محرق بر صفتی می آمد که خبر از جهان و جان نمیماند نقلست که پیر دستگیر میفرمود که برین طایفه کسی ظلمی کند یا دزد کالای ببرد دعا بد نگویند و اگر گویند توکل باطل شود و باک چون دزدی مال او ببرد یا کم شود خوشحال شود و غمناک نگردد و اگر تواند نگوید که دران خیریت بوده است انگاه وی برده است یا گم شده است که دران خیریت و رضای تصور کند وقتی مریدی اسپی به پیر دستگیر آورده بود شبی دزدان آمدند آن اسپ را بردند چون دزدان خبر یافتند که اسپ پیر دستگیر است پیغام فرستادند چیزی بدهید پیر دستگیر فرمودند ارادت خدای برین رفته بود که اسپ را دزدان ببرند خیریت هم دران است ما داده اوردن خلاف این راه باشد اسپ باز ادیم نفروشید و نخورید شمارا بخشیدم نقلست که حاضری پیش پیر دستگیر عرض کرد که قال السری سقطی رحمة علیه النبوة ان لا منی و منک و قال الجنید رحمة الله علیه النبوة ان منی و منک میان قولین بظاهر ضد مینماید پیر دستگیر فرمود ضد نیست زیرا که سری سقطی در حق مبتدی فرموده است که مبتدی را باید که هیچ ساعتی گناه را فراموش نکند تا دخل عجب در عبادت و اطاعت نشود و شیخ جنید در حق منتهی کامل فرموده است تا یکی را عوض حق سبحانه و تعالی.

تعالی بکرم خویش بمقام انتها رساند و سزا شاید که گناه فراموش کنندگان
و کالحصار فی حالة الوفا و خفا نقلست روزی ذکر ادب افتاد بر دستگیر
فرمودند که مردمان در نفس ادب سه گروه اند یکی اهل دنیا که بیشتر ادب ایشان
در فصاحت و بلاغت و یاد کردن علما و خبرا و سمرها نزد ایشان همین ادب بود
هر که این خصایل شود ویرا ادیب گویند زهی کم گناه دانی که بسیار بین آدب
نمایند همت بر ادب اهل شریعت و دین اهل خصوص کنند و دوم گروه اهل شریعت
و دین اند که ادب ایشان با تحصیل علوم و ریاضت نفس و ادب کردن جوارح
پاک گردانیدن طبیعت از چیزهای نارو و نگاه داشتن حدها و ترک شهوتها و دور بودن از
شبهات و شتافتن بسوی خیراتها سوم گروه اهل خصوص اند که ادب
ایشان در نگاه داشتن دلهاست که همیشه پاسبانی دل کنند و نگاه داشتن
سرهاست از آنکه خدای تعالی با دلی سرها بود دانسرا با اغیار نگاه دارد و وفا کند
اسرار نگرد و برابر کردن ظاهر و باطن سرا و علانیه با تفاق در نیاید
و این کاری بس مشکل است نه بینی بعضی اهل سلوک چون از دور کردن صفت
نفاق عاجز شدند زنار را در میان بستند و گفتند اگر مسلمان نباشیم
باری منافق هم نباشیم نقلست از مطلب عالم که پرسیدم هر دو لشکر فرمود
که علما و مجتهد در جهان بسیار بودند موجب چیست جواب فرمودند
مردی پیش رسول صلی الله علیه و سلم آمد گفت من خواب دیده ام مطلق

صلی الله علیه وسلم پرسید که چه خواب دیده بگو وان مرد گفت دیدم خیمه در آسمان و ستون
و زمین وان خیمه را از چهار طرف طناب بوده است وان از چهار طناب چهار
مرد نگاه داشته‌اند گفت رسول صلعم آن خیمه که دیدی دین اسلام است و چهار طناب
که دیدی ایشان مردمانی اند بعد من ظاهر شوند که ایشان صاحب مذهب
باشند نقلست سرور دستگیر مغفرمودند که وقتی موسی عزم مناجات
کرد و گفت الهی طاعتی بفرمای که در آن مشقتی و رنجی باشد فرمان شد
که بگو لا اله الا الله موسی چند هزار بار بگفت پس مناجات کرد الهی
طاعتی خواستم که در آن بسیار رنجی و مشقتی باشد درین کلمه مرا راحتی و
شادمانی می افزاید فرمان رسید ای موسی رنج و مشقت این کلمه از فرعون
پرس ما بر تو آسان گردانیده‌ایم و دل ترا صاف و پاک کرده‌ام آنگاه ترا
گفتن این کلمه آسان مینماید نقلست که سرور دستگیر مغفرمودند ما واحة در دنیا
فیها راحة و واحه در عرب خانه را گویند آنچنان الله کل ما یکسازند مصطفی صلعم
فرمود الدنیا حرارث جهان فمن سکر فیها لا یصحو الا بذهابه و نیز گفت
الدنیا جیفة و طالبها کلاب و نمر الکلاب من وقف علیها نقلست
سرور دستگیر مغفرمودند که عشق هیچ آمدنی است اندر دل نیز بباستد آمدنی
آن باشد که بی اختیار کسب بنده حق سبحانه و تعالی بنده را عاشق و
مبتلا و خوش گرداند حرمه خویش را روزی گرداند اندر دلی آن باشد

باشد که باختیار یک محبت را حاصل کند و آن آفت که خانه دل
دانست منتظر نشیند و در خانه سر در بکشاده سحرگاه آید نقلست که
پیر دستگیر میفرمود که طعام حلال دیگر است و طعام پاک دیگر است در این
حکایت فرمودند که درویشی بزرگی را بر مائده پادشاه بخت بردند چون طعام
فراز شد آن بزرگوار چند نانی از آستین کشید و خوردن گرفت پادشاه گفت
طعام از وجه حلال ساخته ام بخور بدین بزرگوار گفت والله اعلم اگرچه حلال خواهد بود
اما پاک نخواهد بود که دلم این فتوی نمیدهد بعد زمانی پادشاه باز برعونت سلطنت
آغاز کرد که چندین میگویم طعام حلال است طعام را چرا نمیخوری که در خوردن
طعام من ایمان نخواهد ماند آن بزرگوار گفت ایمان نخواهد رفت چه حلاوت ایمان
خواهد رفت نقلست پیر دستگیر میفرمود درویش را باید که از سخن احتراز
کند و این حکایت فرمود که بزرگی خواست تا یکی را خرقه خلافت بپوشاند
و در مقام دعوت و ارشاد نصب کند چند بزرگی را جمع کرد تا بحضور ایشان
خرقه پوشانیده بنشاند هوا گرم بود و آفتاب را تابش بود از زبان وی
بیرون آمد که چه آفتاب سخت گرم شده بود بزرگان که جمع شده بودند سر همه
برخاستند و گفتند که این لایق این کار نباشد که سخنی لغو و بیفایده
گفت درین گفتار هیچ نفع نبود سر مردم که امیر المؤمنین ابابکر صدیق
رضی الله عنه معتاد داشت که در دهن مبارک خویش سنگی میداشت

هیچ وقتی بیرون نمی آورد دیگر بوقت طعام خوردن یا نماز گذاردن
و ما ذکر گفتن این از پیران بود تا از لایعنی باز ماند نقل است پیر دستگیر
بعد کلاه دادن مرید را امر فرمودند بدانچه خدای تعالی و رسول خدا امر کرده است کلاه
بکنید و آنچه نهی کرده است نکنید و غسل روز جمعه و جماعت و ایام بیض و چهار
دوگانه او این را تخصیص کرده و امر فرمودند نقل است پیر دستگیر چون
دو سال این آیت جاء لرسول الله قیاما و قعودا و علی جنوبکم میشد این
دو سره او است بیعت سبب تحکمی کسی بود که امر نمیکنی نقل است که پیر دستگیر
در فواید السالکین که تصنیف ایشان است آورده اند که خواجه معین الدین
قدس سره فرمودند که یکبار من در خدمت شیخ یوسف چشتی حاضر بودم حکایت
اولیا میرفت و درین میان مردی بیامد بر نیت بیعت سر در قدم خواجه
آورد و فرمان شد بنشین بنشست گفت من آمده ام تا بخدمت خواجه مرید
شوم خواجه در وقت خود بودند فرمودند بلی که کنی آنچه بگویم گفت فرمان شود
فرمود چنانچه تو کلمه لا اله الا الله محمد رسول الله گوئی اگر یکبار اقرار کنی که لا اله الا الله
چشتی رسول الله ترا مرید بکنم چون آن راسخ بود در خود گفت لا اله الا
الله چشتی رسول خواجه او را دست داد به بیعت مشرف گردانید خلعت
و نعمت وی بر کرد بعد از آن او را گفت بشنو این که گفتم که تو کلمه برین
نوع بگوی من کیستم و من کدام ام کی بنده کمینه محمد رسول الله کلمه بیان است

هیهات ما برای کمالیت حال شما گفتیم و ترا آزمودیم که در این اعتقاد
با صدق داری که پیش آمده مرید شدن میخواهی چون دیدیم که داری
پس مرید همین را شیخ می باید که محرم صحبت باشد و من اعتقاد ترا
امتحان میکردم نقلست که پیر دستگیر در وقتیکه در میانه روز نشسته
بودند ناگاه سجده کردن گرفتند یاران و مصاحبان که بودند زبان منع
گشودند که وقت نکرده سجده منع است بندگی پیر دستگیر از غایت شوق
هر دو دست بدهان بوده اند و نگاه کرده اند فرمودند عزیزان برای خدا باز
ایستید چیزی نگوئید معشوق در نظر آمده است طاقت آوردن نمی توانم
بعده پیر دستگیر این دو بیت فرمودند ه جستجوئی حبیب آئی ریت
کربیت ندیلهس مجای نقلست پیر دستگیر فرمود که ذکر کردن خدا تعالی
با صفای باطن فراموش میکردانند بنده را از تجلی بلاد و این حکایت فرمود
که روزی شیخ کلیست بنجاری بر خادم گفت نظر کن در تمام اندام من دست
محلیکه اینجا گرم نیست بر زبان خادم گفت آری همه جا گرم در همیشود
گر زبان گفت کلب هم چنین است که در دهنه همه جا گرم است مگر در دل
و زبان را برای ذکر گردانیده دل را برای حضور و فکر گرسنگی این بلا را
هیچ چیزی نمی باشد چیزی نرسد که کالیست مخدوم شده از سهراوردن آمده
بادیه افتاد شبی اصحاب جنید منتظر گرد او استاده بشنوند گوش

دانستند که چنین حالت تا مدتی چه میگوید شنیدند که میگفت اسمی کلیت جسمی
مخدوم و اکلی بعد ما فه فانی جزئی در من میدان سلا نامعلوم شود که بدر خوی
صحبت مبارز گفت اوست باش او بوده اند که ممشاد دینوری مریض شده
و مبتلا گشت پرسید که رحمت را چگونه می یابی گفتند رحمت را پرسید
که او ما را چگونه می باید گفتند حال تو چیست گفت سی سال است که دل را گم
کرده ام از شیخی رحمت و از حال دل چه می پرسید نقلست پیر دستگیر فرمود
مریدی به پیر خویش گفت ای بزرگوار میخواهیم که بردم اغیار درین خانه دم
و زمانی در تماشای ان طایفه بکنیم آن پیر گفت اگر باز از انجا بیرون میایند
هم انجا بگذارند حکایت پیر دستگیر که گزشته معروف و مشهور است
واللہ اعلم جز مصطفی صلعم بالاتر دیگری نادر خواهد بود روزی حجام هست حشت رسید
دشنام گویان پیش پیر دستگیر پیدا شده پاره زر کشیدند و بدست وی دادند
کناره گرفتند حجام مذکور رو بوی بر پای افتاد و ازان شد نقلست پیر دستگیر را
شخصی چند خیار آورد یکی بر داشتند چشیدند بسیار تلخ بود او را خوردند
همچنین همه را چشیدند همه تلخ بودند حاضران گفتند مردم را عجب آمد که
هرگز چنین عادت نبود آخر خیان معلوم شد از برای نگاهداشت آن که خیار
آورده بود که مبادا انجی آنکس خاطر کند دل او آزرده شود نقلست پیر دستگیر
خبر مودند که در مدینه بندگی شیخ قوام الدین میماندم اضطراری بنجه داشتم

بیجه داشتم بعضی اوقات بعدی که مسافران فرود آمدندی طعام اندک بودی
پیش وی می آوردم بهانه صلاح چراغ بر میخاستم چراغ سرد میکردم در
تاریکی بخوردن طعام مشغول میکردم من نیز دست می انداختم اما می خوردم
تا ایشان سیر شوند و من همچنان گرسنه بماندم روزی چند فقیر مهمان در
روضه مخدوم فرود آمدند والده در حیات بودند رفتم عرض کردم که مهمان
رسیده اند چیزی طعام برای ایشان می باید والده گفتند خواهد بود برو بد
در تفحص آن رفتم دیدم آردی اندک خمیر میکردند پرسیدم از انچه در جواب
چندین در نان که چه بود والده فرمودند آرد همین قدر موجود بود دیگر نبود
خواهرزادگان همه بیدار بودند برای ایشان تعلل کردم تا آنکه در خواب شدند
بعده خمیر کردیم اگر بحضور ایشان خمیر میکردم وی هم ایشان مقدار قوت
می بردند مهمان را بدان طعام اندک کفاف بخشید و برکت بخشید این بعض بود
چون طعام موجود شد آوردم مهمان را خورانیدم اما بسبب آن بچگان
خاطر محزون گشت سر دستگیر بار می فرمودند درین وقت که بر من فراغ
ظاهر گشته است و گمان دارم که صدقه آن شب است و این روشنای
از دولت خدمت والده است نقلست سر دستگیر میفرمودند بزرگ
از خراسان به شام رسید پرسید عالمی متقی هست که زیارت کنم شیخ
سعد الدین مظفر را نشان دادند چون پیش وی آمد دید که سر گلیم

آب میکردند باز گشت گفت چگونه عالمی متفق است که این پلیدی بر دو کرد خود
روا دار دان الله یحب المتطهرین از قطب العالم مخدوم شیخ سعد قدس سره
روزی از پیر دستگیر وداع شدم بسبب مانوس والدین و ملاقات او باز در وطن
خود میبر او بام میرفتم ایام برشکال بود ناگاه در سر قصبه بوهان رسیدم آب بسیار بود
بامیت نام سیل داشت اسپ سوار بودیم خواستم که گذار شوم چند قدمی
رفته بودم که از اسپ بیافتادم غرق شدن گرفتم پیر دستگیر را یاد کردم و شیخ
ادرم و پیر دستگیر را حاضر دیدم ران مارا گرفته بالای آب انداختند مصاحبان
دیگر ایشان تماشا کردن میدیدند شکسته مرا گرفته روان شدند هم از قطب العالم
نقلست که این فقیر در ماه مبارک رمضان تب فزون داشت چند روز فاقه
کشیدم تب غالب بود در سیزدهم ماه مذکور حالت سخت و دشوار بود نه در زمین
نه در بالای قرار بود تا آنکه شب پیر دستگیر را حالت دشواری گفته فرستادم
پیر دستگیر در خرج طعام عرس شیخ نصیر الدین مشغول بودند از حلوای چند نانے
مقدار یکان سیر مار روغن و شکر بسیار درست کرده آمده بودند از جمله آن نانها
یک نان گرفته بر من فرستادند که این را کل بخورید چیزی نگذارید مرا چند فاقه
گذشته بودند اصلا رغبت بطعام نبود اما بر حکم ایشان و حسن اعتقاد
تا دیری قصد کرده بخوردم همان که مرتب کرده بخوردم در آن ساعت
خواب بیامد در خواب بودم که پیر دستگیر سماع شروع کردند بیدار شدم دیدم

دیدم که رتب اصلا نمانده است برخاستم وضو کردم در مجلس سماع حاضر
شدم صوفیان سماع شنیدند من ایستاده ماندم قوالان این بیت
شروع کردند بیت رفتیم بکلیسا ترسا و جهود و ترسا و جهود را رخ
تبو بود ... مرا ذوقی شد برخاستم سماع شنیدن گرفتم تا چون دیری
بنشستیم پیر دستگیر ضعیف ملالی آوردند مرا گرفته درون حجره خود
بردند فرا رکم آمدند بعد فراغ سماع دستار سیاه از سر مبارک خود بمن عطا
فرمودند نقلست پیر دستگیر میفرمودند که برادران چون خواهند که یکی را در
میان خویش درآرند برای تصعید ل زعفران با شیر آمیخته کرده بربندند و بخورد ابنند
و این اثری ظاهر باشد گویند و میان ایشان موازنه چند درم سنگی چیزی در طریق
آب میباشد و این چند رنگ است سپید هم باشد و سرخ و زرد و سیاه هم اما
سیاهی روشن خوش منظران چیزی و بوی انچنین که هیچ خوشبوی
نرسد و در کام او حلاوتی در چیزی کم باشد دل را از ان فرحتی که حد ندی
اندازه نیست از ایشان پرسیدند که این چیست و از کجاست گفتند
بیت ... اسرائیل درختی است طاعت باشد این باران درخت است
نقلست عجوزه بر تشویش وقت داشت از بسیار گناه کسی ملاک بیشتر روز
بخدمت پیر دستگیر آمده حالات خود عرض کرد فرمودند که بر در دمش گاو
بخور چند روز دمش گاو بخورد فرصت تمام شد نقلست در بیت سوم ماه منو

سنه اربع و ثمانین و ثمانمائه بود ذکر حضرت مخدوم قطب العالم شیخ سعد
قدس سره جد کلان ایشان از روم بهندوستان آمده بودند قاضی قدوه
نام داشته پادشاه وقت ایشان را خطه اوده جاگیر داده بودند مدفن
ایشان در همان شهر است صبحی کنیز همراه ایشان آمده بودند اکثر علما و دانشمند
بلکه بسیار داده و غلام دانشمند بود نمی آرند که دانشمندی مسئله مشکل
شده و بود که هیچ کس حل آن نمیشد در خانه قاضی مذکور آمده قاضی اندرون
بودند کنیزکی در خانه را جاروب میداد دانشمند ظاهرا گفت که برو قاضی را
خبر کن کنیزک پرسید که برای چه آمده اید داد گفت که تو چه دانی برو خبر کن
چون پاره ایشان یکدیگر کلمات شد دانشمند بآن کنیزک مقصود خود گفت
ان فی الحال مسئله را جواب داد و گفت این چه چیز است بقاضی میتوان
پرسید من جواب ترا بس هستم دانشمند را خاطر ایشان ساخت
دانشمند متحیر و حیران شد بخانه خود باز گشت در هندوستان اولاد
قاضی بسیار شد و الحال هست قطب العالم در شرح رساله مکیه تصریح
چنین عبارت آورده اند که اکثر شجره اولاد قاضی قدوه که من یکی از اولاد
قاضی مذکورم نور الله مرقده می بینی بدانی که عین صورت لوح محفوظ است
بتفصیل اولاد انست قاضی قدوه سه پسر بودند قاضی موفق کر
کرد در قصبه انام متوطن شدند قاضی اعز الدین ساکن رسولی شدند

رسولی شده‌اند قاضی نظام الدین ساکن سرسنده شده‌اند بعده
قاضی موفق را چهار پسر شده‌اند قاضی علاء الدین قاضی نصیر الدین
قاضی تاج الدین قاضی زین الدین و نسبت قطب العالم بقاضی
موفق میرسد قطب العالم مخدوم شیخ سعد بن قاضی بدهن بن شیخ
بن محمد بن مسعود بن زین الدین بن موفق بن قدوه بن داود شاه
بن مبارک شاه بن علاء مرکز شاه بن عمر شاه بن فرد شاه بن سلیمان شاه
یعقوب معمر
بن بهود شاه بن یعقوب معمر میرسد حضرت قطب العالم ظاهراً و من
بکمال داشتند بپایهٔ اجتهاد رسیده بودند و تصانیف بسیار گذشتند
در آنهمه شرح حواشی کافیه شرح حواشی مصباح و شرح اشعار لباب الا
عراب که نام او تحفة المحمود است که باسم برادرزاده خود سراج الاسلام
شیخ شیخ محمود که جانشین قطب العالم بودند ساخته‌اند و در دیباچه
این رساله نام خود چنین مرقوم فرموده‌اند هذا ضعیف عباد الله القوی
العالی سعد بن نکرم المعروف قاضی بدهن البلخی المشغول
و در بعضی جا سعد الدین بدهن هم نوشته‌اند و شرح رساله مکیه که جامع
همه علمهاست و رساله اجابت سماع و غیرها و ارادت و خلافت
بندگی پیر دستگیر بندگی شیخ مینا قدس سره دارند و همیشه در اتباع
پیر دستگیر قولاً و فعلاً معمول بودند هر کرا متابعت پیر با صدق و اخلاص

بود گویی دولت دارین همون را بود لغلت کرده بودی قطب العالم
از جا نقاه برخاستند متوجه جانبی شدند کفش حاضر نبود شخصی
پای افزار خود پیش نهاد قطب العالم پوشیده دو سه قدم روان
شدند فی الحال از پای کشیده برتافتند فرمودند که این ملا سخت
که بر ما سر کرد پای افزار نپوشیدند ایستاد قطب العالم در عالم ظاهر کمال العمار
بدر تحصیلها قاضی مسیح بن شیخ مرتضی برادر زاده استاد الائمه منتخب
بن علا بود دوازده سال علم تحصیل فرمودند بعده وطن خود که قصبه انام
بود گذاشته در لکهنو بیست سال در خدمت پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا
قدس سره بودند بعد از نقل پیر دستگیر شش سال نیز در لکهنو ماندند
پس در خواب اشارت چنین شد که شما رفته در خیرآباد متوطن شوید
بعده در شهر خیرآباد آمده مسکن ساختند بیست و دو سال در خیرآباد
در قید حیات خلق خدای را از عالم ظاهر باطن دار دینی و دنیاوی
رخ بر کمال رسانیدند بر طالب علمی را که سبق فرمودند اگر او دانشمند مشهور شد
زبان قطب العالم ماده آن حکمت شده بود چنانچه از زبان
ایشان بیرون می آمد همین حق میشد این نسبت درشان قطب العالم
مسلم بود دست رحمت بر در دره لشان ناحق ظلم از ایشان انجامید
حق دیدم حق بجانب درویشان قطب العالم را نسبت و نه مخلیقه بوده

بودند اول یازده کس مادر یک روز بر حکم اشاره در خواب پیر دستگیر
مخدوم شیخ مینا قدس سره خلافت داده بودند و دو بعضی دیگر بعد
این که تفصیل می آید قطب العالم خواب نامه چنین در قلم آورده لذا
عین آن خواب نامه بجنسه تبرکا درین رساله نوشته شد این است
بسم الله الرحمن الرحیم میگوید داعی کافه اهل اسلام سعد که در شب جمعه
چهاردهم ماه صفر ختم الله بالخیر و الظفر سنه خمس و ثمانمائه جمال جهان
آرای پیر دستگیر قطب العالم مخدوم شیخ مینا قدس سره بخواب دید
گویا که در خانقاه محل سجاده نشسته اند این فقیر پیش آمد نشست
فرمودند شنیده میشود که شما محزون شده فرد جدا باشید چون
غیر خدا چه معنی دارد گفتم مرا هیچ نباشد نه بنیانه بعضی چون
تو دارم همه دارم دگرم هیچ مباد زمانی ساکت بودم بشاشت
و لطف بسیار فرمودند این فقیر طرف صوفیان و خلق نظر میکرد
در خاطر گذشت چند عزیزی که مشغول هستند بگذرانم اگر قبول کنند
الباس خرقه هر گرا قبول کنند عرض کردم که بعضی صوفیان هر این
بند مشغول هستند مرا کار قبولیت چند کار دارند اگر اجازت
الباس خرقه با خلق مستفید شوند بهتر است بیشتر هر چه فرمان میشود
پیر دستگیر فرمودند کجا شیخی کجا درویشی کجا پیری کجا مریدی پیر دستگیر

واین فقیر یاد دیری میکرد نشستند بعد گریه دیری در مراقبه بودند سر برآمدند
فرمودند که شما یاد دارید که گفته بودم که شما قبول خدا شده اید چنانچه ملایک ها
پس گواهی دادند این فقیر دوید در پای افتاد که جز این نقش هیچ کمینه
دعمل دیگر ندارم فرمودند هر که از شما قبول خواهد افتاد دست بر این نگاه
می باید داشت وافوض امری الی الله وافوض امری الی الله وافوض
امری الی الله سه کرت فرمودند بعده این فقیر هر یکی که در نظر افتاد شرح
کرده شد شیخ محمود بلخی لکهنوی اول در نظر افتادند عرض کردم
شیخ محمود محمد بلخی لکهنوی بن شیخ مکرم هستند ایشان را التماس
خرقه کرده شده است از سر لباس خرقه عطا شود خرقه از زیر بغل
کشیدند و پوشانیدند فرمودند مخدوم زاده استحقاق این جامه بسیار
می باید که حرمت این جامه نگاه دارید و اوقات ضایع نکنید تلقین
کنید با خوف تمام گریه وقت سخن بسیار کنند و کاغذ سفید نیز بر دست داد
شیخ مبارک را خود بر سر در همه داده اند بعده شیخ مبارک را گذرانیدم
عرض کردم در حق این چه فرمان میشود فرمودند من گفتم هر که قبول
خواهند کرد قبول خواهند افتاد خرقه خرقه از زیر بغل کشیدند و پوشانیدند
فرمودند تحصیل علم کنید و حق این جامه ادا کنید و استحقاق پیدا آرید
و اوقات ضایع نکنید بعد تلقین ذکر جهر وقت سحر کاغذی نیز بدست

داده‌اند بعده گرفته و جا خوانده‌اند در گوش قاضی محمد را طلبیدند قاضی محمود
و مسافر شده. الغرض بعده شیخ ملک حسن بادی پیش آمدند از انجا نیامدند نسیم
خرقه از زیر بغل کشیدند و پوشانیدند فرمودند طالب جاه مباشید و اوقات
ضایع مکنید و از لا یعنی احتراز کنید که صحبت شیخ کاغذی سپید بر دست دادند
بعده خود هم پیش شیخ محمد حاضر بود در بنگاله قاضی محمد پیش آمدند قاضی محمد ملقب
شیخ احمد عرف قاضی محمد بن امین الدین ساکن گاکوری گذرانیدم نادری
سر فرود کرده ماندند فرمودند که قاضی محمد سبب شانغایت مشغول می
باشیم خرقه از زیر بغل کشیدند و پوشانیدند فرمودند از مزاج غضب بسیار
و القاعدت معنی و در باشند اهانت و غیبت کسی مکنید و طالب جاه
مباشید آنچه میگویم نیکو بر شنوانید تلقین بگیرید و ذکر جهر وقت سحر
بعد ازین قاضی محمد ساده بند گفت شیخ احمد گوید که کاغذی سفید نیز
بر دست دادند بعد شیخ مبارک لکهنوی را گذرانیدم فرمودند
بی بسیار باشند شیخ محمد مولانا بکی طلب دید عاشقانه مال زر
باشند رعایت شب نگاه دارند ذکر جهر وقت سحر خرقه از زیر بغل
کشیدند و پوشانیدند در گوش این فقیر هست گفتند سبق بسیار منع
کنید متهور مباشند کاغذی سفید نیز بر دست دادند بعده
شیخ جایند را گذرانیدم فرمودند مخدوم را و رعایت شب نگاه دارند

صفت موها عجمی نگذارید صحبت فرزندان و خانه نباید بگویند موجب
امری ولی بعید ما ایمست وصفت عاشقانه با ناله و زاری باشند
ذکر جهر وقت سحر خرقه از سر بنالچه کشیده پوشانیدند کاغذی سفید نیز
بر دست داده اند بعده قاضی را جبار اقبض شیخ را جا ساخته آبادی را
گذرانیدم فرمودند رعایت ما شب نگاه دارید و حب دنیا نگذارید طریق
سنت می باشید صفت عاشقانه با ناله و زاری باشند و ذکر جهر وقت سحر
اصل درین راه سبب است که اوقات ضایع نکنید بعده خرقه از زیر
بنالچه کشیده پوشانیدند کاغذی نیز بر دست داده اند بعده میان سکندر
گذرانیدم فرمودند شیخ سکندر نصرالله خیرآبادی صاف سفید است ذکر دنیا
در مجلس بسیار میشود و به پرسم و پرسیدم عقلا کشیده دور باشید دور باشید
بعده خرقه از سر بنالچه کشیده پوشانیدند باز فرمودند تلقین بکنید اوقات
ضایع نکنید و ذکر جهر وقت سحر کاغذی سفید نیز بر دست داده اند بعده قاضی
بده را گذرانیدم فرمودند قاضی بده عماد بلگرامی است مقتدای بسیار دارند
حق تعالی پاک تواند کرد اینها را بگویند مطلوق شده باشید بعده مخلوق
نشده آمدید فرمودند مخدوم زاده بعده شیخ بده سنت جد محمود نگاه دارید
وقت ضایع نکنید طالب جاه میباشید تلقین شما دارید ذکر جهر وقت سحر
بعده خرقه از زیر بنالچه کشیده پوشانیدند کاغذی سفید نیز بر دست داده اند

داده اند بعده یک از مقربان گفتند شیخ همدان کلس او دنیا متغیر مودند بسیار شد
گر ساقی دیگر بردیم باطل گفته خواهد شد بعده خود گشته روان شوند
عرض کردم کاغذ سفید بر یکی برای چه عطا شده است فرمودند که یکی را
اجازت نامه چنانچه بر شما است نوشته دهید مرا فرصت نیست
عرض کردم بکدام سبب فرصت نیست فرمودند که مرا در هر شب جمعه
در حضرت علیا بار میشود مشاهده اب مشغول میدارند چون شمارا متعلق
بسیار دیدم مقداری بر شما آمدم اکنون انجا خواهم رفت همدرین
وقت گویا شیخ شاهین رسیدند عرض کردم شیخ شاهین اوهی هستند
فرمودند از شیخ شیخ خلافت و اجازت داده اند باز عرض کردم سبب خلافت
نمیگویم عرض میکنم که ملاقات آمدند بندگی شیخ دویدند مصافحه و ملاقات
کردند که دستار بیارید این فقیر دستار پیش آورد باز فرمودند شما همت
علیا دارید بر کاله هم گیارید بعده یک گزینه موجود بود باز آوردم عرض کردم
نرمینه موجود نیست گزینه تارم فرمودند الموجود صفا بر کاله گزینه آوردم
دادند بعده خواستند که روان شوند اسلام علیکم ای عزیزان دو سه
قدم روان شدند باز گشتند فرمودند شیخ شاهین شما خوب میدانید
از دل خراب که ایمان صادر میشود محض کفر است و از دل آبادان که کفر
صادر میشود محض ایمان است این همه عزیزان را نگو شد که در ره دنیا

تا دل را آبادان و معمور کرداشند بدین نصیحه فاتحه بخوانیم بعد از فاتحه
فاتحه دست این فقیر گرفته و تیغدار را در همه دید کنارها گرفته دست گرفته
دعا کردند استودع الیه دینک و خواتیم عملک رمس معک
و ما معک بهمدرین بودم که از خواب بیدار شدم عشا ادا نکرده بودیم
برخاستم وضو کردم عشا ادا کردم و کیفیت خواب نیکو یاد بود هر روز
و کاغذ للبسید و بهمدران شب نوشته داشتم والله اعلم بالصواب

بعده قطب العالم این نه نصیحه را که در خواب یاد فرموده اند و دو دیگر شیخ ابراهیم
بهوجپوری و شیخ ابراهیم راجپرا در زاد حضرت قطب العالم در یکروز خلافت
دادند بعده چهار کس دیگر در یکروز میان شیخ صفی عالم ساکن سامپور شیخ
کدن خیرآبادی شیخ معظم گوپامئو میران سید حامد لکهنوی بعده سه کس
دیگر در یکروز بندگی شیخ محمود محمد صاحب سجاده شیخ نصیر الدین راجو
برادرزاده شیخ اعظم ساکن قلعه نو بعده میران سید گسائین بخاری
بعده میران سید خورد ساکن کهیری بعده شیخ نور اسحاق بجنوری
لکهنوی بعده چهار کس دیگر در یکروز شیخ قاسم ساکن اعولی شیخ بدهن
مبارک نیز میان شیخ علاء الدین ارزانی و میان قاضی محسن ساکن دانسو
بعده دو کس دیگر در یکروز شیخ مبارک ساکن ردولی میران سید بیاری خا
جونپوری بعده شیخ کدن صالح لکهنوی میان شیخ برهان این همه نسبت

بست و سه خلفا که مذکور اند بر همه علما با سعود مرشد و مقتدای دین بودند
دیگر بر همه جهدان این مختصر طاقت ندارد با وجود این بارها بر زبان
خویش می نالیدند میفرمودند چون درین زمانه ما سوار گرایان
بسلامت بردیم بالحقیقه بمقام جنید و شبلی رسیدیم و این بیت
میخواندند شانه طفلی بر سرها من بر پای سر کوئی نه پیر برد و نه سجده بین
خالی همان خالی و تلقین ذکر خود قطب العالم در شرح رساله مکیه چنین نوشته
سعدبه من شبه الله تعالی الی صراط المستقیم تلقین ذکر گرفت از پیر دستگیر
قطب العالم شیخ محمد بن قطب المعروف بشیخ مینا قدس سره و پیر دستگیر شیخ
مینا از مخدوم شیخ برهان السالکین شیخ سارنگ قدس سره و بندگی شیخ سارنگ
از مخدوم یوسف ایرجی و شیخ یوسف ایرجی از بندگی مخدوم جهانیان جلال
الحق والدین و بندگی مخدوم جهانیان از شیخ امام الدین گازرونی و شیخ امام
الدین گازرونی از ادور خود و شیخ اوحدالدین عبدالله بن مسعود و شیخ
اوحدالدین از شیخ اصیل الدین و شیخ اصیل الدین از شیخ رکن الدین ابی
التکشیم رکن الدین [illegible] بن ابی القاسم الخطیب و شیخ رکن الدین از
شیخ قطب الدین بن ابی رشید احمد بن محمد بن یحیی ابهری و شیخ
قطب از شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقاهر بن عبدالله سهر
وردی و شیخ ابو ضیاء الدین ابو نجیب سهروردی از شیخ

سهروردی

ابی احمد غزالی و شیخ احمد غزالی را از ابی حومن عمر بن محمد عمویه
و شیخ ابی را از شیخ ممشاد دینوری و شیخ ممشاد دینوری را خواجه
جنید و خواجه جنید را از خواجه سری سقطی و خواجه سری سقطی را خواجه
معروف کرخی و خواجه معروف کرخی از خواجه داود طائی و خواجه داود
طائی از حبیب عجمی و خواجه حبیب عجمی از خواجه حسن بصری و خواجه
حسن بصری از امیر المومنین علی کرم الله وجهه و علی کرم الله وجهه از خواجه کاینات
خلاصه موجودات محمد مصطفی احمد مجتبی صلی الله علیه وسلم و بندگی مخدوم
شیخ سارنگ را چنانچه تلقین ذکر از بندگی شیخ یوسف بوده است از بندگی
شیخ قوام الدین نیز بوده است لیکن از بندگی شیخ یوسف بعد ترک
اشغال نیز بوده است اما بندگی شیخ قوام الدین در هنگام شغل
دنیا بوده است چنانچه در ذکر ایشان گذشت. و نیز قطب العالم صورت
تلقین خود در شرح رساله مکیه چنین مرقوم نموده اند سعد بن عمر
ثبته الله علی صراط المستقیم والدین القدیم چون سر دستگیر خواست
که این فقیر را تلقین کند ذکر صوم و روزه با شرائط مذکور فرمود و بعد از
نماز خفتن غسل کرانده. طلبید خود و پشت بقبله داد و این فقیر را متوجه
قبله ساخت مقداری خوشبوی نیز طلبید این فقیر را بداد در محاسن
مبارک استعمال کرد چنانچه سند تلقین از مشایخ اکابر اعلی الله مراتبهم

مذکور بود نقلست که قطب العالم بعد از فوت پیر دستگیر در لکهنو چند سال
دیگر هم بودند در ان وقت اکابر علما مخادیم بسیار در لکهنو بودند تجدید نمی
کرده اگر کسی دعوت میکرد طعام بست طشت می باید که موجود سازد
یکروز شخصی دعوت کرد و جمیع اکابر حاضر آمدند میان خود مشورت
کردند و نام قطب العالم گرفتند که ایشان مردم بیگانه اید در شهر ما آمده
در صدر می نشینند امروز بمجلس در صدر جا ندهند چون قطب العالم
دران مجلس تشریف آوردند بر سر ایشان مطلع شدند در پایان
مجلس نشستند هنوز طشت در مجلس نهاده بود خبر شد که سعید خان
لودی که از امرا سلطان لودی که ده هزار سوار همراه داشته از قصبه
رنی پور بوره که مشهور بوده است برای ملاقات قطب العالم در لکهنو
رسید در خانقاه قطب العالم را نیافت همان راه دران مجلس
بپای بوس قطب العالم مشرف شده نزدیک قطب العالم با ادب تمام
بنشست لشکریان چنان خلو کردند که هیچ اکابر در جای خود نماند
هر جای ایشان لشکریان گرفتند بلکه اکابر را دستار گم شده در پایال
مردم افتاد نیافتند بعد از ان خوردن طعام خلق اسد بجانبهای خود
رفتند همه اکابر ازین کرامت قطب العالم مستقر شدند از کرده و اندیشه
خود توبه و پشیمان گشتند عفو خواستند بعد ازان بخاطر قطب العالم

رسید که مردم این شهر حاسد اند در چنین شهر ماندن خوب نیست همدران
نزدیکی از پیر دستگیر اشارت شد که در خیرآباد رفته متوطن شوید حسب الحکم
بآنجا رفته شدند نقل است که پیر دستگیر مقام مخدوم شیخ قوام الدین که بایشان
رسیده بود رسیده بود به قطب العالم عطا فرمودند چون قطب العالم
بجانب خیرآباد توجه نمودند آن محله و خانقاه برادر زاده خود شیخ نصیر الدین را
عنایت نمودند بعد شیخ نصیر الدین فرزندان ایشان اراضی که تعلق
آن محله داشت همه را فروخته خوردند همه این اراضی و محله را مردم دیگر
قابض شدند تا الحال هستند غیر از روضه بندگی شیخ قوام الدین دیگر جای
نمانده است و قطب العالم درای این خانقاه و یک خانقاه دیگر در لکهنو کناره
آب و سرای قریب آبادان ساختند گرچه آن خانقاه نمانده اما آبادانی
سرای یک جزوی مانده است بعضی کاسبان می باشند و تا الحال
آن سرای هم بنام قطب العالم مشهور است و خانقاه و بستان پیر دستگیر
که تا الحال موجود است پیر قطب العالم ساخته بودند و یک خانقاه در مانکپور
نیز راست کرده بودند که آن را در روضه شیخ ابراهیم را کرم نمودند.
نقل است قطب العالم در خیرآباد تشریف آوردند دران زمان
حاکم شهر خیرآباد میان راجی و مینان خویش سلطان سکندر بودی
و در جای که قطب العالم مقام ساخته بودند ویرانی بود در قلعه شهر جا.

جانب مقام متبرک قطب العالم هیچ آبادانی نبود و در شهر هم مردم اشراف
و اعیان کم بودند همه از برای قطب العالم از هر جانب آمده متوطن
شدند مقصود آنکه وکیل میان راجی و موسی میان برخوردار نام
قطب العالم را مرید شده بود روزی هر دو برادر برای شکار سوار
شده بودند امساک باران بود و خلق حاجتمند آب هر دو برادران میان
برخوردار گفتند که اگر امروز باران بارد من کرامت بر شما دانم و در عین
بارندگی همین راه بر دیم مرید شویم اما بشرطا آنکه هر دو کلاه که ما را بدهند
هر یک مختلف بدهند قضارا یکبارگی ابری پیدا شده باران ریز
کرد همانا لباس در عین باران آمد مرید شدند هر دو برادران کلاه
خاطر خواه یافتند یکی از صوف سبز و یکی از صوف زرد هر دو برادران
داده به یکی مرید شده دوم سراسر برای فرح خانقاه پیش کردند
نقلست یکی از امرای سلطان سکندر مرید قطب العالم بود سلطان
بر وی غضب کرد فرمود که در چشمان میل کشند همچنان کردند قطب العالم
در همان ایام در خانقاه خود مشغول به درس گفتن بودند که سوختگی میل
را دست چون الف در سر دو انگشت دست قطب العالم ظاهر شد مردم
عجب نمودند بعد از چند روز سلطان را معلوم نمودند که هر دو چشم او بینا و
سلامت اند او را طلبیده حقیقت پرسید او گفت که وقت کشیدن میل

کشیدن و سر خود را یاد کرده بود دیدم که سر دو دست بر پا بر سر دو چشم ایشان
بسته و چشمان ما را نگاه میدارند میگویند که پس تقرب شد که سلطان
قطب العالم را طلبیدند که چنین شیخ در ولایت ما باشند و من
نه بینم از طلب قطب العالم متوجه اگره شد نزد چون در سرای ابرده فرود آمدند
نزدیک آن سرای حوض کلان واقع است در کناره حوض یک بتخانه بود
که مردم دوازده گروهی سیزده گروهی از هر جانبی از زن و مرد کافران شیر برنج
پخته می آورند درون بتخانه بهر پرستش آن بت می نهادند یک صوفی
قطب العالم میان یحیی نام از جمله صوفیان بود کان الصوفی یاکل سبعین جره
بمعنی ظاهر این قول عمل داشت جانب حوض رفته تماشا کنان در آن
بتخانه رفت چند طبق که هندوی تعالی میگویند شیر برنج در آنجا نهاده دید
متوجه شد که بگیرد دستش بسته شد دست چپ انداخت او نیز همان
گرفته شد نام قطب العالم را شفیع آورد صورت قطب العالم حاضر شد و بوی
در آن بتخانه از گوشه نعره و فریاد بر آورد که مرا رها سازید که دیگر هرگز درینجا
نیایم میان شیخ دیدی همه طبقهای برنجی خالی کرد و برداشت در سرای
آمدند پیش قطب العالم قصه باز نمود از آن باز میگویند آن بتخانه منهدم و
معدوم شد بتخانه یکسان شد که هرگز کسی در آنجا بت پرستی نکرد چون
قطب العالم در اگره رسیدند آنجا منزل گرفتند خبر بسلطان رسید طلب نمود

طلب نمود قطب العالم رفتند پادشاه بجهت کاری اندرون رفته بود چون
وقت نماز نزدیک رسیده بود قطب العالم هم پیشتر برخاسته بنماز شد
آمده بند سلطان فی الحال ازین خبر برآمد و توجه بدایره قطب العالم کرد وقت
شام قطب العالم بنماز مشغول بودند سلطان دیری ایستاد و قطب العالم
از نماز بجای آورده رفتند دلگیر شده بخانه رفت میان یکدیگر صحبت راست
نشاید [illegible] آورده در وقت قطب العالم در آگره بودند میگویند دران
[illegible] رسیده بودند لشکر پادشاه یک دیهی مطیع الاسلام را
تاخته بودند [illegible] اشیای آن دیه در لشکر پادشاه بهر بازار میبردند و میفروختند در
دایره قطب العالم طعام بسیار موجود میشد مردم میخوردند و قطب العالم
خود مجلس حاضر میشد و هیچ نمیخوردند تا مدت دوازده روز برین صورت
گذشت و هر کس میدانستند که قطب العالم نمیخورند دوازدهم روز تفتیش حال
محمد بن حسن اسد واقف شد در لشکر پادشاه امرای بود که در اکل حلال
احتیاط کلی داشت و ورع بحد می نمود حتی که کلوخ استنجا را
میگرد قاضی محمد در خانه آن رفتند و پاره خوردنی آوردند قطب العالم
خوردند حاصل آنکه چون میان سلطان و قطب صحبت بسبب [illegible]
ملاقات میسر نشد قطب العالم بجانب خانه خود متوجه شدند پادشاه پنهان
بسرهنگان خود گفت که هرگاه شیخ در کشتی سوار شود کشتی در غرق آب

رسید چنین مست بیا برده کشتی غرق گردانی این شور بختان همچنان کرده
چون کشتی ده غرق آب رسید مثل مست پیدا کردند و لخشی زدند
غرق گردانیدند همه اهل کشتی در جوی افتادند جاسوسان ما درساعت خبر
رسانیدند که کشتی غرق شد میان راجی و موسی بردو مرید این
قطب العالم درین مجلس حاضر بودند بادشاه توجه بایشان نمود
گفت که بر شما غرق شد ایشان گفتند که بر ما هیچ غیبت گرد زمین
جوی غرق شود سه هر که از بحر بگذرد و چون برق کی زسیل بیلد
کرد و غرق نه آخر همچنان شد که خدای تعالی جوی را پایاب گردانید
قطب العالم با جماعه بسلامت در کنار رسیدند مگر یکس طالب صادق دنیا
قطب العالم بود میان قاضی خان نام مرد فاضل و عالم خوش طبع
صاحب تعال طابرا وقت سواری کشتی گفته بود که ما همه بیکبار در آبجا
غرق شویم که از عذاب قبر خلاص شویم میان قاضی را خلیفه قطب العالم
گفتند که ای بسی زبان که چه فعال بد میکنی گفت من برای خود
میگویم شما همه بسلامت گذر شوید عاقبت چنان شد که او غرقه بود
هر چند تفحص حال او نمودند و ملاحان همه مبالغه بسیار نمودند هیچ اثری
از ان پیدا نشد اگر چه وقت غرق شدن بعضی یاران او دستگیری
کرده و دستش گرفته در کشیدند و نرمی فرو میرفت قطب العالم

قطب العالم فرمودند که چون رسید او را شما دست میکشید شیر علم العلم بر دو پای
میکشند فقاست قطب العالم از دهلی بجانب خیرآباد مراجعت نمودند
عبور ایشان در شهر براون افتاد برای زیارت مخدوم شیخ بدرالدین که صاحب
ولایت آنجا اند رفتند چند روز در جوار دیواری مقبره مانده اند خادمی دختر
صغیره خود را در بغل گرفته در تکلم او مشغول بود چون جانب مقبره قطب العالم
نظر کرد گفت ای شیخ ادب کنید و از چند روز فرود آمدید قطب العالم فرمودند که
شما در نسب و بهر دختران باشید بعد از ان هر فرزندی که از و متولد میشد همه دختران
بودند هفت هشت دختران شد بد التجا بشیخ بدرالدین آورد که از برکت شما
پسری شود که خادمی آستانه شما کند در خواب او را از شیخ معلوم شد که
این تاثیر نفس شیخ سعد است پیش ایشان برو و از ایشان التماس کن
در خیرآباد آمد قطب العالم از دور بدیدند فرمودند که برادرم شیخ بدرالدین فرستاده
بر و خداوند تعالی ترا پسری خواهد داد آخر آمد یک پسر شد تا مدت
خادمی آستانه میکرد و میگفت که پدر مرا پسری نمی شد من از دعای
مبارک مخدوم شیخ سعد قدس سره شده ام نقلست که در لکهنو
شخصی قطب العالم را تکلیف دعوت کرد قطب العالم پای پیاده
بجانب خانه وی متوجه شدند در راه دوکان درزی بود سلیمان نام
نشسته جامه میدوخت از زبان او برآمد که شیخ جیو در کار مشغولم

وگرنه برای تعظیم بر میخاستم قطب العالم فرموده نشسته باشش بجهت
عزت هرگز بر نخاست امن دعا مانده شد این نفس و را اولاد او
سرایت کرده البته در بار او بکند و بس مشهود است این سخن حکایت
حضرت بایزید البسطامی یاد آمد که شخصی بر پای ایشان افتاده بود
بعد از چندی دزد در پای او تشویش خواهد شد بفرزندان او نیز سرایت
کرد کسی از ایشان پرسید گناه دیگر میکنند و عقوبت بر دیگران فرمودند
سخت کمان را تیر دورتر میرود فی الواقع همین نموده میشود در باره
قطب العالم تعالی فرموده اند دور باید بر که کفش مبارک زده و اند
خواه از حسد خواه از مزاح تا غایت اولاد او همان جاریست نقلست
که شخصی از جانب برگنه انبر دهه جسیم و سیه فام میان من نام بتقید
از موضع مرخیرآباد آمد در خانقاه قطب العالم می بود خوش آواز بود گاهی گاهی
قطب العالم بر سرود او مایل و تواجد می نمودند شعر هندی می
قطب العالم بسیار گفته در سرود بسته توالی میکرد که تا حال اکثر قوالان
ابیات را میگویند آن وقت زنی مطربه صاحب جمال از قنوج و خیرآباد
آمده بود میان من عاشق نگران او شدند خواست که او را در عقد خود
بیارد آن مطربه اصلا راضی نمیشد پیش قطب العالم عرض نمود
قطب العالم آن مطربه را بر سرود گفت قطب العالم چه این مطربه سیاه را

مقطعه سیاه را قبول کنم فرمودند اگرچه مقطعه سیاه بست پر از شربت است
واین را فرزندان که مقبول شدبان کردند ازان زن عدد دارد شدید
شود که همه مخلوط و منظور پادشاهان گشتند الحال میان سید زمان
مقرب الحضرت بادشاه وقت ست نبیره میان مذکور ست نقلست
ابادانی شهر خیراباد و اسلام و قلعه ساختن از یوسف خان غازی است
که از امراء پادشاه نامی بود و مقبره ایشان نیز در خیراباد واقع است
چون ایشان فوت کردند لشکر متفرق شد هرکس بجانبی رفتند در شهر
اسلام ضعیف شد دران هنگام که قطب العالم در خیراباد تشریف آوردند
از یوسف خان پسری فرتوت نصرت خان نام زنده مانده بود بجهة ملاقات
قطب العالم آمد بعد از پابوس اظهار نمود که پدر بزرگوار چون شهر را
ابادان ساختند و قلعه بنیاد نهادند بارها میگفتند که من هرگاه فرمایش
نیستم خانه میسازم اما خداوند دیگر ست که من بعد خواهد آمد بعد از
چندین سال صورت هیکل قطب العالم را بیان کرده بودند اکنون
تحقیق شد که شما را میگفتند صاحب ولایت شما آمد قطب العالم
تواضع نمودند و بتعظیم و اکرام تمام ایشانرا بخانه رخصت فرمودند
نقلست که یک جوکی گوزی پیش قطب العالم آمد چند روز ماند ن
دید که خرج خلفاء برای صوفیان و طالبان و مسافران و مجاهدان بالسلطا

بسیار بیت و خلق خدای را طعام میدهند و قطب العالم از و فراغت
بخاطرش رسید که شاید از سر خوراک متعلقان اند و مسکین محتاج باشند
یک سیل پر از اکسیر کیمیا از بغل کشید پیش قطب العالم نهاد که چند
سال خرج خانقاه کنید قطب العالم فرمود این را بمحتاجی بده که مرا
حاجت نیست بعده میان شیخ صفی که خلیفه بودند فرمودند که این
جوکی را اندرون حجره خود ببرید چون در حجره رفت دید که همه دیوارها و ته
بالا حجره از خشت طلا راست کردند جوکی دانست کسیکه این
تصرف دارد کیمیا را چه کند نقلست روزی قطب العالم از قصبه
هون کاوه انجیرآباد می آمد در خانقاه شیخ بدهن فرود آمد برسید
کجا میروی گفت خیرآباد بسلامت برخود شیخ بدهن گفت که بر شما
سحر درست یعنی سماع میکنند آن مرید چون پابوس قطب العالم
مشرف شد سخن شیخ بدهن نقل کرد فرمود بزبان هندی
بره کند مب نابجی کا خدا ز مرور ایام که قطب العالم در قنوج افتاد
در خانقاه شیخ بدهن فرود آمدند تعظیم و تکریم کردی بالست کرد
همراه قطب العالم قوالان بود سرود بنیاد نهادند شیخ بدهن
برخاسته اندرون خانه رفت تا دیری نه آمد زنش گفت
مهمان عزیز آمده مناسب نیست که شما درون خانه باشید اگر سرود

اگر سرود می‌شنوند بعینه در گوش کرده بروید حاضر شوید و ایشان پنهان کردند
قطب العالم را حال شد شیخ بدهن هم در مجلس دست بسته استاده بودند
یکبار قطب العالم دست شیخ بدهن گرفته کشیدند ایشان دست خود کشیده گرفتند
مرتبه دوم قطب العالم دست ایشان گرفتند شیخ بدهن را وجدی عجیب و
حالتی غریب روداد که نتوانستند در خانقاه ماند جانب کوچه بازار متوجه
شدند قوالان در پی سرود گویان تمام روز و تمام شب در کوچه‌ها بیابان طریق
که از زبان قطب العالم برآمده بود که دست بر سر و کلید دست بر سر بس و در حالت
بودند چون بحال خود آمدند یاد آوردند آن سخن بی ادبانه که بر زبان ایشان
رفته بود توبه کردند و عمر خواستند و طالب صادق گشتند چون پیر
نود ساله بودند که این معامله روی نموده بود همیشه دریغ و افسوس میخوردند
و میگفتند که بر حجره شور کردا اما عهد جوانی برباد دادن و ره کامی دید
نصیب کند راندن احوال خود را در شعر بزبان هندی در سه بسته بودند
بعرض قطب العالم رسانیدند که بزبان قوالان مشهور است نقل است
که میران راجو بخاری که یکی از فرزندان حضرت مخدوم جهانیان
جلال الحق والدین بودند در قنوج بودند و خرقه متبرک و کلاه چوبین
از مخدوم جهانیان که سلسله بسلسله میران سید راجو رسیده بود
چون میران سید راجو وفات میکردند پسران کلان فاضل داشتند

دیگر پسر خورد سه پسر چهارم میران سید علاء والدین نام بود و مادر او علاحده بود
که حضرت مخدومی میران سید راجو میگفتند میران تذکرهٔ او فرموده بودند
که چه و کیانه کردارم کسی بسیار کم چه به علاء والدین برسد هم از برکت او از مرگ
برادران سلامت مانده پسر تو رسد هم چنین وقت آن آمد از پسران خود
ملاحظه نموده که اگر پسر خورد را برسد البته او را ضرر برسد این کار وصیت
نموده اند که بعد فوت من چون بندگی مخدوم شیخ سعد اینجا تشریف آرند
بهر فرزندیکه این خرقه تبرک عنایت کنند همه راضی شده باشند هرگاه که
قطب العالم برای فاتحه میران سید راجو در قنوج رفتند همه فرزندان
میران در مجلس حاضر شدند و خرقه را زیر پیش قطب العالم آوردند
و اسم فرموده بودند عرض کردند میران سید علاء والدین را دایه در
کنار خود گرفته ایستاده بود نظر قطب العالم بر میران سید علاء والدین
افتاد طلبیدند و بر زانوی خود نشاندند و بوسه بر پیشانی او دادند
و خرقه را بر داشته بر کتف میران سید علاء والدین انداختند
برادران همه بدل و جان رنجیدند قطب العالم فرمودند که ازما دلگیر
نشوید از اشارت حضرت مخدوم جهانیان و از امر پدر بزرگوار شما
کردیم الحمد که کردم همه زنان روز میران سید علاء والدین داکثر سکان
از مرد و زن مرید قطب العالم شدند تا عنایت این خرقه و کا

خرعزه دکان نظر بودن میران سید علاء الدین میراث رسیده بود خانهٔ ایشان هست اکثر خلق را که نظر بر پیشانی میران سید علاء الدین افتاد چنان مینمود که گویا که ستاره درخشنده هست بسبب آن انگشت قطب العالم بر پیشانی ایشان داده بودند نقلست که روزی قطب عالم در مشرول قنوج سوار شده میرفتند در کوچه مجذوبی ایستاده بود گفت ای شیخ الانسان سری و منی بر کنف کهاران چه ... سوار شده میروی چون کهاران کافر بودند قطب العالم بی التجا جواب از آیت کلام الله فرمودند اولئک کالانعام بل هم اضل کافران همچو حیوانند بلکه از حیوانان کمتر ... نقلست که یکباری سالی رجولی در مدرسه قطب العالم تعلیم میکرد علم بر کمال حاصل بود اما در صورت حقیر تنگدست بود شیخ انجمن نام مرد دنیادار داماد بغدادی هم داشت روزی قطب العالم شیخ انجمن را فرمودند که دختر خود را بشیخ علما ... عقد کرده بدهید شیخ انجمن عرض نمود که از ... شما کرا چاره نگذر است اما این تثبیت و پریشانی ... مال هم بر ما طعنه خواهند ... قطب العالم فرمودند صورت را چه اعتبار است سیرت می باید و فقیر ظاهر این می بینند که این در ... پادشاه شود دنیا بسیار یاد رو آورد که

شما و خلق الله دیگر را مستفید کردند آخر شیخ انجمن خواهی نخواهی
از فرموده چاره ندیدند خرقه خود را حواله او نمودند بعد از مرور ایام سلطان
سکندر لودی قطب العالم را خط فرستاد هر که در شاگردان شما بدرس
گفتن خوب باشد و علم خوش تقریر بود برای تعلیم کردن شاهزاده سلطان
ابراهیم بفرستند قطب العالم بهکهاری مذکور را فرستادند ایشان شاهزاده را
تعلیم میکردند و بسیار رجوع کردند آخر چون سلطان سکندر رحلت فرمود سلطان
ابراهیم پادشاه شد شیخ بهکهاری را وزیر خود ساخته، و میان بهوه
که وزیر سلطان سکندر بود در ره خوب گذشت بعد سبب این بود که از
میان بهوه و سلطان ابراهیم روزی پرسید که پادشاه کلان از
محمد خان که مخاطب کالا پهاد و مشهور بود مرد جسیم و سیاه رنگ
یعنی از محمد خان مشک سیاه چه ملاحظه میکردند میان بهوه گفتند
که پادشاه او هم مشک سیاه بود که دایه وی دامی شد عالم عرق
میگشت شیخ فرید مردی درشت بود و بسرت مقرب حضرت
سلطان ابراهیم بمیان بهوه متنازع بود وقت یافت گفت
پادشاه هم میان بهوه چه جواب گستاخانه گفت پادشاه
اعراض نمود فرمود که میان بهوه را در ته چوب کشید مقصود
از این همه آن بود که اتفاق اول قطب العالم آخر شیخ بهکهاری

شیخ سکھاری و وزیر بادشاه شدند و شیخ انجمن وغیره واکثر خلق سنده
از نعمت و دولت او دنیادار و منعم حال گشتند نقلست که میران
سید خورد ساکن کهیری اصل وطن ایشان در قصبهٔ بید بود خورد بودند
در مدرسه قطب عالم در میان طالبعلمان آمده جزوی خواندن شروع
کردند روزی نظر کیمیا اثر قطب العالم بر ایشان افتاد طلبیده پرسیدند
از کجا آئی و چه نام داری و چه میخوانی حقیقت احوال را عرض کردند
که نام خورد است قطب العالم فرمودند که خورد بزرگ خواهی شد خورد
و بزرگ از تو بهره‌مند گردد و من بعد پیش من بخوان در اندک مدت
از توجه قطب العالم دانشمند شدند و ارادت آوردند و خلافت
یافتند حکم فرمودند که در قصبهٔ کهیری رفته متوطن شوید طالبعلمان را سبق
گوئید دران زمان در کهیری اسلام کم بود حاکم کهیری دیهی کنجهه نام نذر
فتوح قطب عالم کرده بود آن دیه را برای خرج طالبعلمان به میران سید
عنایت فرمودند چون میران مذکور در کهیری رفته مسکن ساختند جودهری
کافر در کهیری بود ماندن ایشان او را خوش نیامد در عزت ایشان
خواری بود به حسد پیدا کرد میران مذکور به هر صورت که بود چند مدت
گذرانیدند وقتی در خیرآباد آمدند پیش قطب عالم عرض کردند که فقیر در کهیری
مسافر طوری باشد اگر چند بیگه زمین و حویلی در قصبه می بود باغ و حوض

می رسانیم که برای ملا مخلصان خبر عقیدت باشد قطب العالم فرمودند
که شما بروید خدا احسان خواهد کرد و بعد از چندروز قطب العالم تشریف در
کبیری تشریف آوردند و از حاکم قصبه کبیری گفته فرستادند که ده بیگه
زمین مارا در قصبه حویلی بده حاکم سعادت کونین خود دانسته باکرام تمام
قبول نمود قطب العالم آن اراضی را بمیران عنایت نمود و خود بدولت
بنجیرآباد تشریف آوردند میران دران اراضی باغ انبه نشاندند بعد
چندروز نگذشتن آن کافر در شب کسان را تعین نمود که تمام انبه
نشانده از بن برکنده در جایی که سر طویله بود انداختند علی الصباح میران
معلوم نمودند برخاسته بنجیرآباد آمدند حقیقت را پیش قطب العالم عرض
نمودند قطب العالم فرمودند که میران شما دلگیر مشوید که بیخ و بن شما تا باب
رسید و مستحکم شد آن کافر بنیاد خود برکنده بست درآورد که بیت
آن کافر مع خویش و تبار با کدخدایان حباب شد بل نحن منهم احدا
جمیع ایشان ذکرا و قصبه تمام در تحت و تصرف میران و فرزندان
ایشان شد که سرای با باغات و حوضهای و چاهای بسیار شدند
از امروز هی سرمه که معمور بودند کسی منع نبود تا غایت حکم فرزندان
دران قصبه ملکه دران پرگنه جاریست بیشتر آنجا از ... حضرت
قطب العالم ... که قطب العالم اکثر از بنجیرآباد ...

برای زیارت پیر دستگیر خود میرفتند و در راه دیهی است کند بولی نام
منزل میفرمودند مقدم آن دیه زنار دار هندو ارکولا نام کشتکاری بسیار
میکرد و غله وافر از زمین می بید امیشد سه چهار دیه دیگر گرد و پیش آن
بودند سبب آبادانی آنها از غله آن بود سه بار که قطب العالم در آن دیه نزول
میفرمود آن مقدم خدمت صوفیان و طالب علمان میکرد دیگر بار که قطب العالم
در آن دیه رسیدند چنانکه باید کرد قطب العالم سر وی را آن قدر که دیدند احوال
پرسیدند کسی ظاهر ساخت که درین نزدیکی همین را حادثه پیش آمده که خرمنها
گندم که ده دوازده هزار من گندم در آن بوده باشند جمع کرده شبی دشمنان آمده
همه خرمنها را سوخته خاکستر ساختند قطب العالم فرمودند هیچ خرمن مانده است
گفت یک خرمن نیم سوخته مقدار چهل پنجاه من گندم مانده است فرمودند هم مجموع
آن خرمن را پاک کرده در یک کوتی انداز و سر او بپوش سوراخی بگذار
هر چه ترا بایست شود از آن سوراخ برآر خداوند تعالی کفایت خواهد کرد همان
طور کرد تا آن گندم نو در سال آینده هر چه که از بهر خوردن و تخم ریزی
کردن در مردم سه چهار دیه دیگر را که قرض میدادند همه را کفایت کرد چون
وقت گندم نو رسید مردم خانهای او گفتند سر پوش کوتی
بردارند ببینند که چه قدر گندم مانده باشند دیدند که نزدیک است فراغ کنند
از سه چهار انار گندم بیش نیست دریغ و حسرت خوردند که اگر نمی برداشتیم

بقیه عمر او نمودند آن مرا کفایت میکرد و بعضی نقل چنان میکنند که اموال
خرمنها پس چون از قطب العالم معلوم نمودند که همه گندم و در زیر محنت خاکستر سیاه شده
مانده اند اگر چه بر کرده کاه سوخته بود خاکستر را باد داده گندم به بر او همچنان
کرده از زیر خاکستر همچنان گندم خوبی سرخ برآمده که هرگز چنان ندیده بود
احتمال دارد که هر دو مسلم باشد هر تبه علیحده علیحده نقلست که قطب العالم
چون در کیسو میرفتند بعد از زیارت پیر دستگیر همان راه برای زیارت
سلطان العاشقین برهان السالکین مخدوم شیخ سارنگ قدس سره
در مجهاوان میرفتند بعد از زیارت رجوع بخیرآباد آوردند همیشه
برین عادت کرده بودند یکمرتبه بعد از زیارت پیر دستگیر خود براه
راست بجانب خیرآباد متوجه شدند چند مرد در دیهی نیز داده در قبوله
مشغول بودند در معامله دیدند گویا که من در روضه سلطان العاشقین
هستم حضرت ایشان بقوالان میفرمایند که این جواب بگوئید اهو
کای جادن دُما دیکهن جهو برا این جواب شنیدند که خلق خدا میگویند
قطب العالم برخاستند دانستند که این بشارت است بر من که من
بلد از زیارت نرفته ام همان راه در روضه متبرکه سلطان العاشقین
رسیدند قوالان همراه بودند حکم فرمودند که همین جواب بگوئید قطب العالم
تا دیری حال کردند شب در آنجا گذرانیدند بعده متوجه خیرآباد شدند

شدند بعد از ان هرگز ترک زیارت نکردند بعد از زیارت بهر وسنگر بلمرده

نقلست که میان مدن مرد صادق العقیده و مرید قطب العالم در دیه

مرکین که تعلق بر که بالی دار داشت متوطن بود یکبار حاکم بالی بر سر دیه وی

رفته تاخت کرد متاع و رخت و اسباب و غله و تاراج رفت میان مدن

گریخته در فیروزاباد آمده عرض احوال خود پیش قطب العالم کرد قطب العالم

خواستند که بان حاکم شفاعت نامه نویسند میان مدن عرض کردند

که ان ظالم مبادا قبول نکند و سخن قطب العالم بر زمین افتد فرمودند

کسیکه سخن من بر زمین اندازد هم در زیر زمین افتد دران دیه چاهها

پر از غله بسیار بر آمده بودند ان ظالم بر کنار یک چاهی نشسته غله را

حکم کرده بودند بیرون کنند همان وقت خط قطب العالم رسید در غضب شد

و ان را دران چاه انداخت خواست که برخیزد پایش بلغزید از کردن در

چاه افتاد گردنش بشکست و بمرد نقلست که میان مدن همراه

حاکمی بجانب کوها که آب انجا زهر قاتل بود میرفت حالات

آب ان جای پیش قطب العالم عرض نمود یکی افتاده یکی عنایت

کردند فرمودند که این را بر زبان خود دار تا اثر نخواهد کرد اگر خلق آبد

از تاثیر ان آب بلابل هلاک شدند کسیکه زنده ماند بیمار و ضعیف

چنان شد که بجز پان ودی ماهها کشید مگر انجام که از ان افتاده

آب میخوردند همه سلامت بازگشتند هیچ کس را اثر ضعف نقاهت
کرم خان حاکم فیروزآباد الحال سرای شیخ جان مراد مشهور است آبادان
ساخته وی سخت ظالم طبع بود ظلم بر ایمه و رعیت بکمال رسانده بود
و هرکه بازی نیز در حکومت او داشت بگرفته از بازی قاصر شده متوجه
چیراباد شد که مردم ایمه از انجا شده می دیم شهر تفرقه عظیم افتاد همه
جمع آمده پیش قطب العالم عرض نمودند که واقعه چنین است فرمودند
که قول معظم مگل شیخ نظام الدین است که هنوز دهلی دور است بار مضطرب
شده بعرض رسانیدند که نزدیک شهر رسید قطب العالم همان جواب فرمودند
که هنوز دهلی دور است چون نزدیک خانه‌ها شهر رسیدند در عقب خود
نگاه کرده بکسی سخن میکرد ناگاه یک روی بجانب نعش ماند اصلا راست
نمی شد هرکه خواست که اطبا علاج نمایند فرصت نشد آخر دانست
که این از کجا است پیش قطب العالم الحاح و زاری کرده فرستاد که
روی ما چنانکه بود همچنان شود قطب العالم آب فرستادند و فرمودند
که درین نگاه کنند روی او بحال خواهد آمد اما چه فایده که اجلش رسید
آخر جان شد اگرچه از دیدن آب روی راست شد اما بعد از یکماه هرد در
تعلقات جودری خیرآباد جمار بود دیگر نام در شهر قبضنک تمام داشت
کاهی که پیش قطب العالم می آمد التفات میفرمودند و حرمتش میدادند

میداد، ضرر وری میان قاضی را با عرض نمودند که قطب العالم چرا این کافر
ظالم عظیم را نابود نفرمودند. گفتند که من این کار را بر شما باز میکنم من عبد نیکم روزی
بحضور قطب العالم آمد اصلا قطعا بجانب شان نگاه نکردند ملول شده رفت
یک بلای بر سر همه خیرآباد انداخت که همه ما جمع شده پیش قطب العالم
داد خواهی او کردند فرمودند که من مانعش بودم که من از برای شما حرمت او
میدارم حالا چه چاره میباید کرد مردم تضرع و زاری نمودند که چیزی باید گفته فرستید
که ما از دست او جلا وطن میشویم قطب العالم میان قاضی جار امش او
فرستادند چون هم کافر از مستی دنیا مخمور و مغرور بود بعد از تکلمات گفت
چه شما بسیار ترسانند مرا از کرامت شیخ شما پسر من خواهد مرد قاضی
را آنجا این سخن پیش قطب العالم رسانیدند فرمودند که هر چه در حق
پسر میگوید البته مستجاب است اگرچه کافر باشد هرچه از زبان وی
بر آید همان خواهد شد پسرش جائی سوار شده بود در دوانید
اسب از اسب جدا شد گردنش بشکست هم مرده بخانه اش
آوردند لهر و مرکور مش قاضی را جا خود دیده ام که پسر با را آمد
بدبینند من توبه میکنم قاضی را پیش قطب العالم عرض نمودند
فرمودند که تیر بهدف رسید آمد همان روز مرد لعلت که گهر
مذکور بسبب مردن پسر خود آرام همه خیرآباد در دل کینه گرفت حاکم خیرآباد

در اگره بود بیش از هفت یک گلهٔ بیگمیه سرایه اجاره کرد و این خبر بمردم اگره رسید
پریشان هراسان شده پیش قطب العالم آمده عرض نمودند که ما مسلمانان اندک است
کافر و بیران میشویم قطب العالم میان شیخ سعی را که خلیفه بودند فرمودند که بجهت دفع آن
ظالم چیزی بخوانید قطب العالم میان سعی را سیعی میگفتند میان سعی بیرون شهر
شدند حوضی بود بر سر آن رفته چیزی خواندند هیچ اثر ظاهر نشد قطب العالم فرمودند
درویشان که شبها بخواب فراغت بگذرانند از احیاء شب بعبادت و طاعت
نکنند دعا خواندن ایشان چه تاثیر دهد امشب تسبیح من بگیرید و چند عدد
بخوانید و سه عدد نگذرانیده بودند که شخصی نورانی حاضر شد گفت قطب العالم
دعا من رسانید و بگوئید که کفر و مرد در دوزخ رسید مردم آن تاریخ نوشته داشتند
قضا را همان روز آن کافر از حاکم رخصت گرفته از اگره متوجه خانه شده بود
چون از آن بلده بست محالهای آن رسید هر کو چیزی رسانیدند که کفر و اکنار از حجب دارد گی شد
حاکم فرمود که بهر از کرداننده و بیارند چون مجموع آمد فرمود که اکنار همین بده منکرها
حاکم در غضب آمد فرمود که او را بکشند او را بکشتند گشتن گشته چه تیر از پیش
تعلقت که را چو ... میان برخورد که مرد قطب العالم بود و نیز
دیده مست شده بود همه شب عز و فسق و فجور مشغول میبودند شبها تماشا
مردم را می ... حوض که این بنیاد کرده بودند هر روز متوطنان و
کاسبان سرای ... قطب العالم را بر در وضو ... می بردند نجیب کار میفرمودند

میفرمودند چون خانه میان برخوردار در سرای قطب العالم واقع شد بعضی
مردم سرای از دست آن ظالمان بجان آمده بودند پیش قطب العالم
دادخواهی نمودند حکم فرمودند خداوند تعالی تو را از دست ظلم ایشان رهائی
بخشد و از آن حوض آب باخوره شربت مرگ خواهند چشید و آب نیز
دران حوض نخواهد ماند در چند روز آن هر دو برادران جوانه مرگ شدند
آب باخوره الحال آن حوض موجود است اگرچه عمق دارد اما در
هر زمستان خشک میگردد و سبب خشکی آن میان مردم خاص و عام مشهور
همین است که مرقوم نموده شد نقلست که میان برخوردار را هر دو پسران
که بودند مردند عمر ایشان آخر رسید بود پیش قطب العالم روزی
عرض نمودند که هر فرزندان که داشتم مردند و خود بصد الحال از دنیا بی اولاد
میروم هر چه حکم شود فرمودند که پسر ترا خداوند تعالی خواهد داد عرض نمود
که مضمون این آیة انی وهن العظم منی واشتعل الراس شیبا معلوم شد
که قال رب هو علی هین از دعای قطب العالم در آن عمر او را حق تعالی
پسری داد که الحال از اولاد او باقی است نقلست که میان حامد
را جائی نزدیک خانه بود در سرای قطب العالم چاه کندن شروع کردند ظالمی
حکم گرفته بودند چون قطب العالم را خبر رسید که بی نگاه داشت حال ایشان
منع فرمودند حکم شد که آب شور بر می آید که کسی نخواهد خورد و اکنون آن چاه

موجود است بسیار شور است بوئی خوردن نیست مردم همسایه و محله مصلحت
دیگری یافته‌اند و برای خوردن آب از چاه قطب العالم می‌برند نقلست

روزی در مجلس قطب العالم طعام حاضر آوردند خلق الله بطعام خوردن
مشغول شده‌اند میان مهی خان افغان شاگرد قطب العالم دانشمند ممتاز
الاقران او نیز در آن مجلس حاضر بود قطب العالم بطریق مزاح استخوان را
از طعام برداشته بجانب ایشان التفات نمود فرمودند که این را دست
مسند مد از زبان ایشان برآمد که دیگران چه چشم برین دوخته‌اند مطلب انعام را
یاد فرمودند که شما هم در مجلس کوشیده باز ایشان را چنان حالتی پدید شده بود
که سی مرد مناظره و مباحثه با ایشان مذاکره میکرد چیزی از علمی مجاهد سید
چنان لب بسته دمش میشد گویا تمامی حرف اند الف باقی هم نخوانده دیگر
بطریق خواندن شاگردی پیش ایشان کتاب می‌آورد و چنان بیان شنا
میفرمودند که از درس نفس میدانند هر علم برکمال بود که حواشی کافیه گفتند
که قاضی شهاب الدین همعصر برای گفته‌اند دیگر هیچ کس مقصود قاضی نفهمیده است
درس بودند عمر دراز یافتند مؤلف این رساله پیش ایشان شاگردی
کرده است چراکه وطن ایشان اگرچه در لاهور بوده است پدر بزرگوار فقیر حقیر
ایشان را طلبیده برای سبق گفتن فقیر و طالب علمان که در خانقاه
آستانه متبرکه قطب العالم داشته بودند مدتی در آنجا درس گفتند

در شبهای زمستان که سردی به کمال بود جانب جوی میرفتم خوری
دیدم کتّانی برهنه افتاده دیدم که هر سرما می‌نالید و میلرزید بهمان حال درخت
سه دلدل عمدان برهنه نشسته چون تشعشع چونک عنکبوت شده بر سر جوی
ایستاده شده مرا رحم بر حال او آمد اما جامه نداشتم لیکن دیدم همین
حال مردی اسب سوار بر وی گذر کرد ناله و فریاد بگوشش رسید
گدری ابریشمی برگرفته بود فی الحال از کتف خود برداشت و
بر آن انداخت و روان شد بخاطر فقیر رسید که دیدم خوب چیزها
اگر در چنین جاها خرج شود علی الصباح در خدمت پیر دستگیر حاضر
شدم فرمودند که میان سعد و شما اگر در معصیت خرج شود خود بهشت
شما هم از تصرف او اعراض نکنند که خدمت شما خواهد کرد میفرمودند الحال
این چیزی که ظاهر می‌بینید از برکت ملفوظ پیر دستگیر میدانیم
می آرند که چهارده ماه ... بس رسیده و شبی روزمره بود که برای فالیسمان
و صوفیان و قوالان و مجاوران و مسافران خرج میشد و هیچ روزی نبود
که چهار هزار پنجهزار تنگه بخشش نبود اگر مهمانی می‌آمد موجود نبود چیزی
معتقدی حواله میشد ذکر ترانی حاجت ادرنی **نقلست**
اکثر ترکشی بدان که ایشان مرده لیکن ساده شدند حوالی هم
حال خود نمودند اسب تفحص نمود هر کجا که پیدا شد خریده باد عنایت فرمودند

و بهای اسپ عطا نموده روزی جمعی پریشان روزگار در خانقاه
آمدند و احوال خسته باز نمودند حکم شد چندان در صره کنند به همراهان ایام
سوداگران دو سه طویله اسپان خوب در خیرآباد آورده بودند خبر رسید
حکم شد که همه اسپان را بها مشخص سازند چند برابر روپیه شوند
بخاطر سوداگران رسید که ثلثان مردم درویش اینقدر زر از کجا
موجود دارند که اسپان بگیرند بر خاطر او مطلع شدند فرمودند تو در
دل هیچ اندیشه میار هر گاه که تو زر در کیسه خود نهی آن زمان اسپان را
قد طویله تو می آرم بعد از بهای بیان سوداگران نوشته دلدهی کرد و گفتند
زن پیر و پسر محتاج را انجا بده اگر یک ساعت زر تو ادا نماید
بگیر دالانه زده بر گرد همین روز بود که سوداگر بر در او رسید خبر شد
که کسی کتابت از خیرآباد قطب العالم آورده است پای برهنه دوید و بیرون
سوداگر رسید بر پای وی افتاد سوداگر نامه را دید برخواند و بر سر
دیده مالید و نهاد و میان لحظه زر باشمرده و بلد کلید دو چند براتی تنگه
زیاده داد که بهر نثار قدوم تو میدهم که این مقدار راه آمدی سودا
زرها در تصرف خود آورد قطب العالم در طرفة العین همه طویله اسپان
بمحتاجان بخشیدند قطب العالم میفرمودند که اکثر اولیای محمدی
معلوم قبول نمیکنند اما عالم النبی علیه السلام کما قال علیه السلام

علیه السلام ما من نبی الا و لیا نظیر فی امتی یعنی نبی همچنان از غایت
کرم ذاتی این اولیا را سلیمان صفت که هم الکامنون الباهیون
فی الاخذ والعطا بنظر نقصان منکر اند از نعمت اولیایی کمل محروم
می مانند ای کرم دانا این عزت محمدی است که اولیا را امت همچو انبیاء
بنی اسرائیل تصرف در عالم می کنند کاحیا الموتی و ابراء الاکمه و الابرص
والتصرف من الملک اولامن الله تعالی نقلست که قطب العالم را عمه بود
بی بی صابره نام در زهد و ورع در بی صفتی مریم عصر بودند و نصف عمری
در خدمت ایشان بودند چون برادر ایشان را که پدر قطب العالم باشند پسر
متولد شده نذر نموده بودند که در خانه برادر من پسر شده روزی قطب العالم متولد
شدند فرمودند که الحال در خانه برادر من پسر شد که قطب العالم خواهد شد چون
وقت فوت ایشان رسیده آن هفت پری را حواله قطب العالم نمودند تا غایت خدمت هستند
هر که را این علم و این نظر هست می بیند و میدانند در خاندان ما در کار بارشاهی به تمنیت
ایشان بان طبق شیرینی و پان بر زبان ما رسانیدند نقلست
که بی بی ملکه برادر زاده قطب العالم بودند از ایشان یک دختر متولد شده بود
چند ماهه گشته مردند بعد مدت بر آمد که هیچ فرزندی نمیشد زنان قبیله
جمع شده این معنی را پیش قطب العالم عرض نمودند التماس دعا کردند
بعد از تامل فرمودند هر چند که اندر گاه فرزندی طلب کرده شد حکم شد

که در باب او نوشته اند و خبر بی بی ملکه مذکور بی اولاد ازین عالم رفتند

نقلست از شیخ عبدالکریم ساکن بلگرام که من خورد بودم که پدر بزرگوار مرا
مرید قطب العالم ساخته بودند بعد از مدتی کلاه از من فوت شد چون شنیدم بحضور
آمدیم که کلاه دیگر عرض کرده بگیرم که وقتی عجیبی و حالتی غریبی خلق الله
جمع آمده هیچ کس ملتفت نه و بمشغول بحضرت ایشان بودند من متحیر استاده
یکبارگی جانب من توجه نموده فرمودند که شیخ عبدالرحیم خوب رسیدی
کلاه که داده بودم گم کردی از سر مبارک خود کلاه نیز صوت شنیده مرا کرم فرمودند
شیخ عبدالرحیم مذکور میگفتند که مرا چون مهمی پیش می آمد و حاجتی صعب افتادی
میشد این رسم مخدوم شیخ مینا و مخدوم شیخ سعد هزار بار میخواندم بالقطع
مهم بکفایت میرسد اگرچه دیگران حاجات از اسمای اعظم سعی خواندن برمی آید
مرا همین دو اسم لطف و خاکروب آستانه مولف این رساله را نیز این عقیده و برکات است
که هرگاه بر مهمی این دو اسم بصدق دل و اخلاص بخوانم بالجزم مهمش بانصرام رسد

نقلست که قطب العالم میفرمودند که قیام دنیا و ثبات او از برکت قدوم عاشقان
و طالبان حق تعالی ست که در روز و شب چهار ساعت است در هر ساعتی
نود هزار آدمی را ایجاد و حدوث در سال شصت کرور و هشتاد و یک لک و
شصت هزار آدمی در وجود می آیند ازین میان نود هزار عاشقان باقی بی عشق
میرانند پس نود هزار عاشقان که دنیا به ایشان قایم است در هر سال صنعتی

حضائل در وجود می آرد و نور هر زار و از صفایه ار لقا بر می آرد و از حضرت
رسالت پناه صلی الله علیه و سلم روایت کرده اند که نور عشق را مجمع
البحرین که از عالم علوی در دنیا آمده است و در میان آسمان و زمین معلق است
طریق ابر سفید شکل دریا و هوا مانده است هر سال یکبار دو کرده طوران نور فرود آید
منور شود و دعا کند بگوید مرا خبر کن که کدام بندگان را برای من آفریده تا دلهای
ایشان سوی تو کشم بدان وقت نور هر زار سا می از عاشقان فرود آید
آن کاغذ را دست کنند و در طلب آن کسان که نامهای ایشان در کاغذ
باشند سعی کنند و دل ایشان را ساعت بساعت خدمت کنند سوی حق
کشند که نور بس جذبات الله توادی من عمل الثقلین ای عزیز عشق سه حرف است
عین عشق عبارت از علوی است یعنی عشق منتهای ارتقای در کمال
بهر ناقصان طالع آمده تا دلها را ایشان را کامل گردانند و بحق کشد و شین
عبارت از آتش شوق است که حق تعالی در دل محبان خود افروخته است
شما هر چه که عشق باشد بسوزد و این شین عشق در قرآن بستن آمده
و در سوره هم عشق آخر بستن عشق که عین و شین و قاف است
بدین لباس آمده محرومان در نیابند ببینی که در توریت هر جا که سین است
در قرآن شین آمده است و در اول سوره قرآن بسم الله آمده و در توریت
بشم التوبیم آمده و ذکر موسی در قرآن بسین آمده است

چون حضرت موسی از لکنت زبان حرف شین را سین میگفتند خداوند
تعالی موشی نام ایشان بود موسی میگفتند خداوند تعالی در قرآن نام
ایشان ذکر کرده و در توریت لشین الشین یعنی موشی است و
گویند و بزبان عربی وشی چوب را گویند چون در طفلی در میان چوب
و آب یافتند موسی نام کردند تا بدانی که عین و سین و قاف حروف
عشق است که حق تعالی در قرآن یاد کرده است نقلست که رسول الله صلعم
میفرمودند که روزی مناجات کرد خداوندا فردای قیامت حساب امت
من بدست من ده زیرا که امتی دارم در غایت جور و جفا نباید که ایشان
فضیحت شوند باری پیش من فضیحت شوند فرمان شد فردا قیامت
حساب امت تو پیش خویش خواهم دید ایشان پیش تو فضیحت نشوند
اگر ترا امت اند مرا بندگانند ایشان را پیش تو هرگز فضیحت نخواهم کرد
درین محل سوال میکنند که اگر چندین تکریم و تشریف در باب بندگان قسمت
معاصی بچه وجه است جواب گفته اند تا خزانه فضل علا ضایع نشود
نترد که حق سبحانه و تعالی را دو خزانه است یکی خزانه پر ثواب
و یکی خزانه پر رحمت اگر اطاعت آری ثواب و اگر معصیت آری
مغفرت و رحمت گفتند که حق تعالی بنده را بمعصیت مبتلا گرده
تا چشم ابلیس برسد چنانکه بوستان خوب می باشد سر چه دردی نصیب کنند

نصیب کند از بهر چشم زخم و گفته اند که خداوند تعالی که بر بنده گناهان
قضا کرده است که تا دلیل بر پاکی عزت گفته اند قضا ها و گناهان
بر بنده بر زعم ابلیس علیه اللعنه زیرا که صیدی که در دام صیاد
نمی افتد سهل تر است مر دانکه در دام افتد تمیز دارد تمکنت
قطب العالم سماع را از پیغمبر صلی الله علیه وسلم به ثبوت رسانده اند منقول بودند
که وقتیکه پیغمبر علیه السلام شنید که فقیر از امت من در می اید در بهشت
پیش از اغنیا به پنج صد سال شد خوش شدند یاری را
طلبیدند تا شعری بگوید و اظهار خوشی جویند یار این شعر آغاز کرد بالی ان
وادی بتواند گردید لقد لسعت حیة الهوی الکبدی فلا طبیب لها
ولا راقی الا الحبیب الذی شغفت فعنده رقیتی و تریاقی
آنحضرت معه یاران چنانچه صوفیان متحرک شدند چند گامی با ذوق
تمام شتافتند تا آنکه رداء مبارک علاحده گشت و آن ردای مبارک
قسمت یاران به وجه تبرک بهوسست و در عوارف می آرد چهار صد پاره
از آن ردای شده بود که قسمت بر یاران شود و هم از این که صوفیان
سماع را جایز دارند یکی از آنقدر البتی می دارند نقاست از کسی از قطب العالم
پرسید که قبل و بعد مجلس قرآن خوانند از کجاست فرمود که شیخ
گفته است که شبی رسول خدا صلی الله علیه وسلم را در خواب دیدم گفتم که یا

سخن نیست ... الا بعضی از ...

رسول الله تو منکر هستی از این سماع که مومنان میکنند فرمودند که من منکر
نیستم ولیکن بگو مر ایشان را که ابتدا و انتها بکلام الله کنند پس گفتم
من یا رسول الله منکران سماع مرا ایذا میکنند فرمود تحمل بکن یا ابا
علی که قطب العالم در ثواب درود خمسه مبالغه مینمودند در شرح تکمیه
فرمودند که شبی بعد خواب زمانی بیدار شدم وضو کرده تعداد ادای تهجد
بخواندن سبق شغلی نمودم و بهنگام مطالعه چشم بر غنودن دادنها ناگاه
دو مرد را دیدم که یکی بسوی دیگری اشارت بداد و قال انه محمد رسول الله
هم در خواب بسوی مصطفی صلعم دویدم جمال جهان آرای سعادت و سعادت
دارین بدیدم در روی حقیر خود از سر پای عزیزی انداختم و بیوسیدن پای
مبارک وی دولت نیز انگاشتم حضرت مصطفی صلعم هم بعبارت
فارسی گفت و این درود را بزبان مبارک گفت سهل تو این بخوان
اللهم صل علی محمد بعدد من صلی علیه وصل علی محمد بعدد من لم یصل
علیه وصل علی محمد کما تحب وترضی ان یصل علیه وصل علی محمد
کما ینبغی الصلوة علیه بر فقط دادا بنعمت ربک فحدث نشستن
وگفتن این بشارت واجب دیدم و برکتی در خواندن صلوة مذکور
نمودم و سلف را عادت است که در ضیاء الطالبین بعضی واقعات همی
و حادثات لو حال ابتشامیده فالسان را بسوی حضرت خدای بر آیند

برنیابید چنانچه احمد حنبل خداوند تعالی را در صد کرت که بخوانم قرآن پس بلغ
برسید فهمًا او بغیر فهم گفت خدای تعالی فهمًا او بغیر فهم همچنین خواجه جنید گفت بی
دیدم من سرور عالم را نود و نه کرت پس گفتم چه نجات است گفت خدا تعالی
از خواندن این دعا اللهم صور الدنیا باعتبار عظیم جلالک فی قلوبنا و وفقنا
لمرضاتک و ثبتنا علی دینک یا ذو الجلال و الاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین
نقلست قطب العالم میفرمودند دوست داشتن تو هر چیزی را کور کند از دیدن
دیدن و این حکایت فرمود مردی را زنی بود مرد عشقی داشت و مر آن زن را
یک چشم سفید بود و شوی او را ازین عیب خبر نبود چون روزگاری برآمد
مراد خویش او را و بسیار عشق کمتر گشت سفیدی چشم بدیدن گفت
اندر چشم سفیدی کی بدید گفت آنگاه که محبت من از دل تو نقصان
گرفت نقلست که قطب العالم فرمود که روزی پیش جعفر صادق رضی الله تعالی عنه کسی رسید
عرض کرد که مرا دیدار چون ممکن نمای جعفر علیه الرحمة جواب داد که تو نمای
موسی را نمود ترا کی نماید آن طالب جواب داد که در وقت موسی عم
تجلی قهری بود لاجرم لن ترانی جواب شد و در دور محمد عم تجلی لطف است
یکی میگوید و اینها لا اعبد ربا لم اره و دیگری میگوید سبحانی ما اعظم شانی
و دیگری میگوید لیس فی جبتی سوی الله و دیگری میگوید الاولیا الکنت
رد بیت فی الدنیا والاخرة و خواجه ما محمد مصطفی صلعم بصد اعزاز و اکرام

معراج بردند و بشرف جمال مشرف کردند تو مرا بخواب لن ترانی ودع مسکینی
جعفر صادق گفت راست میگوئی ترا بدان سعادت رسانم بعده او را
بر نادر سانید و قطب العالم فرمود که خدا را بندگانند که هم درین دنیا
بچشم دل خدا بینند و بعین چشمی که بر روی هست منعکس
میشود چشم دل میگردد و هم درین چشم می بینند نقلست که قطب العالم
میفرمودند که بلند همتان مکاشفانند در امت محمدی که از خدا جز روئیت
نخواهند پری را گفتند خواهی با خدا بر به بینی گفت نی گفتند چرا گفت
چون موسی ع نخواست ندید مصطفی صلعم نخواست دید پس خواست ما حجاب اعظم بود
از دیدار حق جل و علا نقلست که قطب العالم میفرمودند الشریعت
کالسفینه والطریقت کالبحر والحقیقة کالدر فمن اراد الدر رکبت
فی السفینه ثم شرع فی البحر ثم وصل الی الدر فمن ترک هذا الترکیب لم یصل
الی الدر نقلست که قطب العالم میفرمودند که نفس پلید حرکات و
تلوینات انواع دار دگاه بکمر بدیر خر الزمان پدید آمده است فیض منقطع
شده است متحاب نشود دیانشود درین تلوینات و حرکات
اصلا ملتفت نشود خود را در کشتی عشق نه امیدی تمام است که
فضل غفار و کرم رحیمی که همیشه باقی ست بکرانه رسی اگر از افعال
مشایخ سلف و اهل طریقت انکار کردی از شنیدن و مطالعه کردن

ایشان هم نامی مشهور است اگر نوشتمی قلمی بر آتش سوزد اگر رسیدن
بکعبه نتوانم باری از قبله رو بگردانم اگر نفس تو گوید که ایشان مردان
قومی بودند که اقتدا با ایشان نتوان کرد احوال زنان که اهل مجاهده بودند
و در راحت و آسایش در تن و آسانی بر خویش بسته بودند مطالعه کن و
او را بگوی که این نفس تو دعوی مردانگی داری چه در غایت خساست
و کم همتی باشد که کم از زنی باشی و این حکایت فرمود نقلست
که رابعه بصری خانه بی در بند داشت کسی گفت در بند کن تا شب را بفراغ خاطر باقی دربند را
موجود کردند شب را بدان بامدادان دربند را دور گردانید پرسیدند چرا دور کردی
گفت چون در بند باشد خاطر را تفرقه بستن در پیش شود و آنقدر وقت ضایع گردد
رابعه در مناجات گفتی ملکا هر چه نصیب رابعه است از دنیا بدشمنان خود ده
و هر چه نصیب رابعه از بهشت است بدوستان خود ده رابعه را در دنیا اندوه تو کمار
بس است و اندر بهشت نام تو یادکار بس نقلست کنیزکی را در شب جشنی
پارسا در بازار رفت او را بموضعی بگوشه بازار بنشانید و برای بعضی حاجتهای
خود برفت بر آن کنیزک را گفت ازینجا در مشو تا من باز آیم چون باز آمد
او را ندید پس بخانه با خشم رفت چون کنیزک او را دید دانست که در خشم
شده است گفت بر من تعجیل مفرمای تو مرا جایی نشانده بودی
که اینجا هیچکس خدای را یاد نمیکرد ترسیدم که آن موضع خسف نکنند

آن از سخن بابا حاجی متعجب شد و شیخ را آزاد گردانید گفت بد کردی ترا اگر
خدمت میکردم و ثواب می یافتم اکنون یک ثواب رفت نقلست که
قطب العالم فرمود که روزی صوفی جامه صوفیان پوشیده بر در صوفی بیامد
از دختری آبی طلبید وی کمان بر دست و منتظر طلبید سبو بر کرده آورد
آن صوفی پیش آن نشامیدن گرفت آن دختر پیش پدر دوان رفت ای
پدر ساخته شو که قیامت نزدیک رسیده است پدر گفت ای عجوزه چه
میگوئی چگونه ترا تحقیق شده است که این هیبت و تحقیق تمام میگوئی
ای پدر دیدم که صوفی جامه صوفیان پوشیده در روز آب می آشامید
عجب بود که صوفی جامه صوفیان پوشیده در روز آب خورد قیامت
قائم نشود نقلست قطب العالم فرمود که خواجه حسن صالح کنیزکی داشت
از العرب فروخت بر قومی چون میانه شب شد کنیزک برخاست و گفت
ای اهل الشرع الصلوة الصلوة ایشان را تعجب شد گفتند صبح دمید
نمدا دمید کنیزک گفت شما بر نماز فریضه و نماز دیگر نمیکنید گفتند نی
کنیزک بخواجه حسن بازگشت گفت ای خواجه زنهار مرا بر قومی
فروختی که ایشان نماز تهجد نمیگذارند مرا از ایشان باز ستان
ای برادر تا بدانی کنیزکان آن زمان این همت داشتند با خواجگان
آن زمان را چه همت خواهد بود نقلست که قطب العالم فرمود که

فرمود که بنده از شیطان خلاص نیابد مگر باخلاص حق این حکایت فرمود
که عابدی در امم سابق خدای را می پرستید مدتی مدید از پس شنید
که جماعتی اند بجز خدای درختی را می پرستیدند او بسبب آن در خشم شد
و تبر را بر دوش نهاد و قصد آن درخت کرد تا او ببرد ابلیس بصورت
پیری پیش وی برآمد گفت رحمک الله کجا میروی گفت میخواهم که آن درخت را
ببرم گفت ترا بدان چه کار عبادت و مشغولی خود بگذاشتی و بغیر او پرداختی
گفت این نیز عبادت من است ابلیس گفت من ترا نگذارم پس با وی
جنگ کردن گرفت عابد او را بگرفت و بر زمین بزد و بر سینه اش نشست
ابلیس گفت مرا بگذار تا حکایتی بتو گویم عابد از سینه او برخاست ابلیس
آغاز کرد خدای از تو این ساقط کرده است و بر تو فریضه نکرده و بعث
و تو او را نمی پرستی و از غیر تو بر تو چه واجب آمده خدای را پیغمبرانند در
زمین اگر بخواهد ایشان را فرمان دهد تا او را ببرند عابد گفت مرا از بریدن
چاره نیست باز با وی جنگ شروع کرد باز بر او غلبه کرد و بیفکند او را و
بر سینه او بنشست ابلیس عاجز شد گفت ای عابد هیچ رغبت نمایی
در کاری که در میان من و تو فیصل کند و آن ترا بهتر و سود دهنده بود گفت
آن چه چیز است گفت مرا بگذار تا بگویم عابد او را بگذاشت ابلیس گفت
تو مردی درویشی چیزی نداری که از آن بار شده در گردن مردمان منت

تو ایشان تحمل میکنند و شاید که دست فرازی که برادران خود تفضیل
و همسایگان مواسات کنی و از مردمان بی نیاز شوی گفت آری گفت
ازین کار باز گرد من نزدیک سر تو هر شبی دو دینار نهم چون بامداد برخیزی
هر دو برگیری و بر نفس و عیال نفقه کنی و برادران را صدقه دهی پس آن
ترا و مسلمانان را سودمند بود تر از بریدن این درخت چه باشد که بجای آن
دیگر نشانند و بریدن مر ایشان را زیان ندارد و ترا سود ندارد پس عابد
تفکر کرد و گفت پیر راست میگوید من پیغامبر نه ام که بریدن این درخت بر من
لازم باشد و خدای تعالی مرا نفرموده است که تا ترک آن عاصی شوم و آنچه گفت
منفعت بیشتر است عابد به معبد بازگشت چون شب گذشت بامداد
دو دینار نزدیک سر خود بدیدم همچنان تا سه روز دینار یافت پس چون
آن بامداد دیگر چیزی ندید در خشم و تبر بر دوش نهاد ابلیس باز بصورت
پیری پیش وی بیامد گفت تا کجا گفت درخت ببرم گفت دروغ میگوئی
که نتوانی و ترا بدان راهی نیست پس دست سوی او برد تا او را بگیرد چنانچه
اول بار کرده بود ابلیس او را بگرفت و بر زمین زد و در زیر پای خود چون گنجشک
و بر سینه او بنشست و گفت ازین کار باز باش و الا ترا ذبح کنم پس عابد
خود را طاقتی ندید گفت مرا غلبه کردی اکنون دست از من بدار مرا خبر ده
که ترا چگونه غلبه کرده بودم و اکنون تو مرا غلبه کردی گفت اول بار برای خدا

برای خدا در خشم شده بودمی و نیست ترا غره بود پس مرا مسخر و مقهور شو
گردانید و این بار برای نفس خود بود و دنیا بود در خشم نشدی پس مرا
غلبه کردم بر زمین انداختم این حکایت تصدیق قول حق تعالی آیت
الا عبادک منهم المخلصین) تعلیمست قطب العالم فرمود که مشایخ
رزق را چهار قسم گفته اند رزق مضمون و رزق مقسوم و رزق مملوک
و رزق موعود و رزق مضمون آنست که هرچه بدو بدن رسد از طعام و شراب
و آنچه او را کفاف است این را رزق مضمون گویند یعنی رزقیکه
خدا تعالی ضامنست و ما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها مقسوم
آنست که از ازل قسمت شده است و در لوح محفوظ نوشته شده است
رزق مملوک آنست که ذخیره او باشد از درم و جامه و اسباب دیگر
رزق موعود آن آنست که حق تعالی صالحان و عابدان وعده
کرده است و من یتق الله یجعل له مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب فرمان
فرمودند که توکل در رزق مضمون باشد در رزقها دیگر نه زیرا که آنچه مقسوم است
در آن توکل چه کنند و آنچه مملوک است در آن هم توکل نیست زیرا چه آنچه
وعده کرده است خواهد رسانید توکل در رزق مضمون است یعنی
بدانند آنچه کفاف من است خواهد رسید توکل کنند تعلیمست که قطب العالم
فرمود که عیادت مریض هر اگر در سه روز من بود بیمار قال رسول الله صلی

الله علیه وسلم لا یعاد وین صاحب الرمد صاحب الفرس صاحب الدمل
ونیز فرمود اذا قال غیر العاطس الحمد لله قبل تحمید العاطس امنه امن من
السن ووجع الاذن ووجع البطن نقلست قطب العالم فرمود که
امیر المومنین علی کرم الله وجهه فرمود که جمع کنید وبخورید وبپوشید وبدهید
وبگیرید گفتند یا امیر المومنین معنی این پنج کلمه چیست گفت جمع کنید علم
بخورید خشم وبپوشید عیبهای مردم وبدهید انصاف وبگیرید بهشت
گفتند صدقت امیر المومنین نقلست قطب العالم فرمود که وقتی ابراهیم ادهم
از کوفه رسید خبر با بو حنیفه رسید از زبان ابو حنیفه رفت بالشیکه علم
خوانده دوم روز قصد ملاقات کردند در اثنای راه ملاقی شدند
ابراهیم گفت که از علما یک حدیث که ترک الدنیا راس کل عبادة
بمن رسیده بدان کار بستم چندی علم که بتو رسیده ونکار کرده ابو حنیفه
بیهوش شده اثنا چون بهوش باز آمد از گفته ماضی نادم ومنهدم گشت
نقلست قطب العالم فرمود که مشایخ کبار وصاحبان مقام واحوال
که العلم حجاب الله گفته اند نه آنست که خواندن علم را ودانستن
علم را اصلا مانع نشوند وجهل را راضی شوند بلکه ایشان بر همه اول علم را
تحصیل کرده اند در عمل شروع کرده اند وخود را بمقامات عالیه رسانیده
اند بلکه عمل در نظر شان ورد دانه انگاه که گفته العلم حجاب الله نه بی که

نبی کریم ایشان میگویند و ذکر انسان تعلقه دل را القلب وسوسه و من
قال لا اله الا الله فهو کافر پس گفتن ایشان باعتبار حال و مقام خود باشد
تا آنکه علم را مانع شوند و ذکر زبان و ذکر دل را باز دارند مردی سوال کرد
که باشد بعضی سالکان گویند من قال لا اله الا الله فهو کافر فرمودند
که این سخن صاحبان حال داخل مکاشفه و مشاهده است حضرت
قطب العالم فرمود معنی این حدیث اطلبوا العلم ولو بالصین دو وجه شنیده ام
یکی آنست که سین بین با چین را گویند و آن مقامی بعید است و رفتن در آن
مقام بعید عبور رسیدن شده است یعنی طلب کنند علم را اگر آن علم در چین
باشد دوم آنست که سین سردن شیر را گویند که سر سین سردن شیر محل هلاکت است
و صفه بان باختن یعنی طلب کنند اگرچه در چنین محل خوف و هلاک باشد حضرت
قطب العالم فرمود هرگاه عیسی را خداوند تعالی برداشت بسوی آسمان فرشتهها
پس اسمان نظر کردند مرقعه یافتند چهار صد رقعه برنگ مختلف تعجب کردند از آن
پس گفت خداوند تعالی اگر چهار هزار بودی مرا و اینجا بودی و صفر فرموده است
شود در دنیا بعیسی علیه السلام چیزی ارزنیدی که این مرقعه کاسه شکسته آب خورد
اند پس دید مردی که آب میخورد بدست خود پس انداخت آن کاسه شکسته
و گفت من غنی هستم از این مرد حضرت قطب العالم فرمود یکی از مریدان
شیخ جنید رحمة الله علیه وقتی از شیخ سوال کرد شیخ جواب میداد مرید جواب

اعتراض ننمود شیخ گفت فان لم تؤمنوا لی فاعتزلون و این اعتراض آن
مرید غایت کم فهمی بوده است که درک منازل و مراتب شیخ ننموده است
نقلست که قطب العالم فرمود که چون آدم علیه السلام در زمین آمد از پشیمانی که در دل آورد
انگشت در دهن انداخت قی کرد هوام زمین و حشرات الارض از حیات و
جز آن که دل در خوردن آن آوردند قی مذکور زهر در کام ایشان تعبیه گشت
و سه انسان بالطبیعت زهرآلودگی پیوست بعد از آن هر گیاهی که در محل قی آدم بود
پیدا آمده در وی خاصیت طبیعت زهر آمد پس هر که از غذای این نعمه محصول
یافته بود از آن قابل که منشار کفر و فساد گشت بهودی نمود نقلست
که قطب العالم فرمود که شیخ محمود ... می آرند که مریدی از مریدان خویش که
وی را شیخ محمد ارمانی نقشبندی از ولایت مازر چون به ولایت مازندر فرستاد
وی را وصیت میکرد چون به ولایت ما برسی چه کرد خلوت نخواهی
که مشغول شوی این شیخ محمد گفت شیخا اگر مدتی مددی مرا برادر مسلمانی دهم
تا از آن بیاساید اجازت باشد چون این سخن بسمع شیخ محمود رسید سر
در پیش افکند پس از زمانی سر برآورد گفت عجب دارم از حال کسی که
مار افعی زهر در وی میدمد و او میخواهد که مار از زبان دیگر بیرون کند آدم
عزیز منفعت خلق از جمله طاعات بزرگ است با راه خدای درمی کنید الا
وقتی از مناسبت یار منتدی کند و این کار برآید مردم متعجب بود هر چند که کنند

کہ کنندان ہمہ عین الخلاص باشد و اگر نہ باد بود و ہمہ طاعات مرائی زیرا کہ مقصود
معبود است نقلست کہ قطب العالم فرمود کہ مصطفی صلعم فرمودند کہ حمی یوم
کفارة ذنب سنة پس درست اینست مقصود ند کہ درد کہ گونه آن یکسالہ باشند نہ زیادہ نہ
نقصان سر این است کہ این تکرر چون یکسال را بخورد و بعدم مقابلہ آن گناهان
یکسال سر بود نقل است قطب العالم فرمود خواجہ جنید وقتی مریض شد خواہم
میگویند پس خواستم من از خدای کہ مرا شفا نیست صحت بخشد پس گفت خبر ا
مرا در سر من لا تدخل بینی و بین نفسک یعنی میان من و میان خویش بود
و در میان من ذات خود اندیشه [illegible] نقلست قطب العالم فرمود
کہ در تفسیر عین المعانی و معالم التنزیل گفتہ است کہ نام خضر بلیا بن ملکان
بوده است خضر لقب او ست و کنیت او ابو العباس است و سمی خضر لانه جلس
مالا
علی فروة خضرة در تفسیر سوریانی در سوره کہف صفت خضر میگوید سری بلند
از دوش اندک سبزی گرداننده کشیده موی مسک شام گشاده ابرو
درشت دندان [illegible] پای اندک سختی نرم خوی عمرد [illegible] پای کم التفاتی
سبک گامی کوتاه جامہ [illegible] دستاری کهنه دست جامہ بی [illegible] بی رعونتی
ناگهان در آمدن جایی کہ نتوان دانست کہ از کجا آمد ناگهان غایب شود چنان کہ
نتوان دانست کہ کجا رفتہ و در تفسیر [illegible] و معالم التنزیل میگوید کہ خضر
پسر ملک از ملوک بود است چه دی خواست کہ در [illegible] خود نشاند خضر [illegible]

نگهدار بزرگی گفت بحر ابر دریا بوست و بعضی میگویند که از نسل بنی اسرائیل است
نقلست که قطب العالم فرمود که خواجه فضیل عیاض گفته است که اگر کسی ترا
گوید که از خداوند تعالی می ترسی خاموش باش زیرا که اگر گوئی نه کافر شوی
و اگر گوئی آری دروغ گفته باشی نقلست قطب العالم فرمود که بزرگی را پرسیدند
که چگونه می باشی گفت چنانکه میدارد گفت چگونه میدارد گفت چنانکه میخواهد
گفت مرا با خواست او چه کار بنده را در بارگاه عجز امیدوار باید بود با خواست
او چه کار خواجه سلطان العاشقین قدس سره گفت سی سال میگفتم خدایا چنین
کن چنان مکن چون اول مرتبه بمعرفت رسیدم خدایا تو مرا باش هر چه خواهی
بکن نقلست که قطب العالم فرمود که روزی ابو الحسن نوری خواجه جنید را بر سر
منبر دید که خلق را سخن میگفت پس گفت ای ابو القاسم خدای تعالی از عالم
بعلم راضی نکرده است و را اندران علم نیاید یعنی تا عامل نباشد مران علم را پس اگر
تو عامل آن علمی آنگاه این مقام لازم گیر والا فرود آئی پس خواجه جنید
در حال فرود آمد تا یکماه بر خلق سخن نگفت خواجه در خود نظر کرد این معنی که
ابو الحسن نوری بدان اشارت کرد در خود دید یافت یکماه در خانه نشست
پس بیرون آمد و گفت اگر مرا اسسبیه نبودی که حضرت رسالت پناه
صلی الله علیه وسلم فرموده است که در آخر زمان مهتر و پیشوای قوم خوارترین
ایشان بود من هرگز با شما سخن نگفتمی این از روی اقرار دادن بود یعنی من

من آن کسی نه‌ام که استحقاق علم و فضل بگویم تا اگر بعد از مراعات حق علم راست
نباشم امروز اقرار دلو چون به تقصیر راست باشم نقلست قطب العالم
فرمود که علم خدای تعالی تازه بود چون علمای دنیا پدید آمد خلل در اسلام افتاد و عزلی
شیطان را پدید نشست بیکار خارج البال پرسید که عجب ترا فارغ می بینم
گفت علمای دنیا پدید آمدند باز من حاجت نماند حق تعالی ایشان را بجای من
نشاند نقلست قطب العالم فرمود پیر دستگیر این فقیر را اگرچه گفت فرمود و ندارد جهت
رعایت ادب میخواستم از پیش سلامی کرده پس بنام باشاره مانع شدند
تا آنکه پیش نشسته ده کره لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد یحیی و
یمیت وهو حی لا یموت بیده الخیر وهو علی کل شیء قدیر میخواندم در پای افتاده
بخلوتخانه رفتم و مشغول شدیم پیر دستگیر فرمود که پیغامبر علیه السلام فرمود
که در عقب نماز بامداد که هنوز حکایت نکرده باشد و زانو بالا نکرده باشد
ده بار لا اله الا الله وحده لا شریک له تا آخر بگوید ثبت گرداند حق تعالی در نامه اعمال او
هر بار که بگوید ده نیکی و در آرد در بهشت هر یکی از آن برای او درجه باشد مراد دیگر نیکی
از آن ثواب آزاد کردن بنده و آن روز و شب در مهر و حفظ و عصمت حق تعالی
باشد از مکر دیو و هیچ گناهی از شرک و غیر مبر در نشود و به مثنا نقلست
قطب العالم فرمود که شب هر را حله منتها گر سیر آن ختم باشد یعنی مکاشفت
جمله موجودات سجده میکنند غیر حیوانات یعنی جمادات و نیز فرموده تا مده

معرفة ليلة القدر وذلك من قول الشيخ ابي الحسن الخرقاني انه قال ما فاتني
ليلة القدر في كل سنة مدة عمري والقاعدة في ذلك جمعة انه اذا كان
اول شهر رمضان يوم الاحد كان ليلة القدر في تاسع عشرين واذا كان
يوم الاثنين ففي حادي وعشرين واذا كان يوم الثلثا ففي سابع وعشرين
واذا كان يوم الاربعة ففي تاسع وعشر واذا كان يوم الخميس ففي خامس عشرين
واذا كان يوم الجمعة ففي سابع عشر واذا كان يوم السبت ففي ثالث وعشرين

فصل حضرت قطب العالم فرمود که روح پادشاه است و وزیر او عقل و لشکر او ملک و جنبه
حق است در جانب دیگر نفس پادشاه است و وزیر او شیطان و لشکر او هوا است همه وقت
محاربه آرند تا دام که روح غالب است از آن شخص خیرات و طاعات و عبادات
در وجود آید و اگر عیاذا بالله منها نفس غالب شود فسق و فجور از و در وجود آید و
بر طرفی که غالب بینند با او یار بود و بعبادت و ریاضت صفت طیرانی حاصل آید
نفس با آنکه کثیف چون در طبع روح است نیز او را طیرانی حاصل آید برد سبکی
فرموده که اگر روح غالب است فردا نیز راحت باشد چونکه صحبت روح است
و اگر نعوذ بالله منها نفس غالب شود با آنکه روح میخواهد با عمل نیک کند سبب شومی
صحبت نفس روح را نیز عذاب کنند زیرا که روح اصل است و قیام بنی آدم بدو
که اگر لنگی کوری در باغ بدزدی در آید کور لنگ را بر کتف می نشاند و میوه
از درخت فرود آرد لنگ هم چنان کند و این غرامت بر هر دو تن زیرا که آن

ان ذوق وی بواسطه سرور بوده تنها بر کی نمیتوانستند نقلست قطب العالم
فرمود مردی در حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم و ابوبکر رضی الله عنه نیز آنجا بودند مردی
بیامد ابوبکر را دشنام داد ابوبکر ساکت بود مصطفی صلعم در تبسم بود بعد از آن ابوبکر
بعضی را جواب داد مصطفی صلعم در غضب شد برخاست برفت ابوبکر در پی مصطفی صلعم رفت
و گفت یا رسول الله آن مرد مرا دشنام داد و تو در تبسم میکردی با چون بعضی
گفت من وی را رد کردم و جوابی بداد تو در غضب شدی برخاستی و برفتی
مصطفی صلعم فرمود یا ابابکر آن هنگام که تو ساکت بودی وی نظر بر دشنامهای او
نکرده بودی با تو فرشته از جهت تو وی را رد میکرد و جواب میگفت با چون تکلم
کردی در آن مرد بعضی رد کردی شیطان بیامد در تحلیل شیطان با شر
من چگونه باشم نقلست قطب العالم فرمود که لطف آنست که با خلق نرمی
کنی نه درشتی روایت کرده اند از امیر المومنین علی کرم الله وجهه غلام خود را
جواب نداد پس دوم بار سوم بار پس خود برخاست و برفت و دید که
غلام خفته است گفت ترا میخواندم نمی شنودی گفت می شنودم گفت
پس چرا جواب ندادی مرا از تو ایمنی بکلی است جواب ندادم امیر المومنین
علی کرم الله گفت من ترا آزاد کردم نقلست قطب العالم فرمود که یکی از
اخلاق صوفیان بزرگ داشتن مشایخ است یعنی آنانکه بر سجاده
مشیخت نشسته‌اند یا هر که در عمر بزرگ باشد او را بزرگ داری و حرمت

ایشان خواجه بخاری بود گفته است مرا عدول نکنی می ارزند که خواجه

شفیق بلخی و ابوتراب نخشبی روزی بر سلطان العارفین مهمان

بودند طعام پیش آوردند جوانی ایستاده خدمت میکرد هر دو بزرگوار را

گفتند بابا با ما طعام بخور آن جوان جواب گفت من صائمم پس خواجه

ابوتراب گفت بخور ثواب یکماهه ستان گفت روزه نتوان گشاد پس

شفیق گفت بخور ثواب یکساله ستان آن نیز جواب اول داد شیخ

بایزید گفت دست از وی بدارید که او رانده حضرت است پس خود بر نیامد

که او را بدزدی گرفتند و هر دو دستش جدا کردند نقلست قطب العالم فرمود

فرمودند که یکی از اخلاق صوفیان رحمت کردن بر ظالم و دعا کردن برای

ویلا! راست می آرند که خواجه معروف کرخی یکبار در حجره در آمد تا وضو کند مصحف

بر بالای خویش نهاد و خود بوضو کردن مشغول شد عورتی آن مصحف

و جامه بر داشت و برد و آن خواجه بدوید و گفت ای خواهر من مصحف بر داده

و جامه پیر نقلست قطب العالم فرمود که پیر دستگیر روز جمعه وقت قیلوله در شب

معتاد بوده استاده هم تمام میخواندند هر امروز مشغول بودند و آن نیت

قبول کرده دین مسلمانی را و آنچه در دست بیزار شدم شدم از کفر کافر

و آنچه در دست و اتوب الیه و قول اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له

و اشهد ان محمداً عبده و رسوله بعد از آن سه کرت این میخواندند اللهم انی

انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیئا وانا اعلم واستغفرک مما لا اعلم

تبت

واتوب الیه واقول لا اله الا الله محمد رسول الله نقلست که علیه السلام فرمود در روز

فرشتگان بعضی گفته اند که همه فرشتگان را رویت باشد بعضی توقف کرده اند

که در حق فرشتگان نص یافته نشده و منع جایز نه بعد الدلیل گفته اند فرشتگان را

دیدار نبود که جبرئیل علیه السلام یکبار بصحبت مصطفی علیه السلام در ملفوظ بندگی

شیخ شرف الدین یحیی منیری قول نبی آورده است که فردا قیامت چنانکه

مومنان را دیدار باشد کافران نیز باشد ولی یکبار باشد بعده در عذاب

دوزخ در آرند برای آنکه تا بدانند که چه نعمت از من فوت شد اما همین گشت نیست

مومنان را برای کرامت شد کافران را برای سختی عذاب نقلست

قطب العالم فرمود خوابیکه بیند تعبیر او از دانایان پرسد پیر دشمن نگوید که

او بر حسب مطلوب خویش تعبیر کنند خواب نیک را بتعبیر بد معنی بدی کنند

واگر خواب مکروه بیند سه بار اعوذ بالله من الشیطان الرجیم گوید و سه بار بر

جانب چپ اندازد دم بیرون کند و خوی اندیشی شیطان را مطرود

و مرحوم سازد و پهلوی که خواب دیده باشد بگرداند پهلوی دیگر خسپد و این

هر کس نگوید و تعبیر آن از کسی نجوید تا خواب تو را او زیان نکند اورا

در شقی و مضرتی نه افکند نقلست آورده اند که خواجه شیخ کامل

مریدی از مریدان او را شیطان در خواب نمود که پیری آمده میگوید

که ربیع دوزخی است خلق را از وی به نیکی میخوانند مرید مذکور برو آمد در مجلس مولا
نا درآمد حیرت کرده و حیران گشته و از وحشت او با مولنا که از دست رفته گفت
خوابی دیدم مولنا گفت تعبیر کن که از کسی نپرسیده ام خواب بد که رفتم سر کرد
دروی نیز سر او در ربیع رحمة الله علیه در برد و خفت و گفت و سر بار ایستن
جانب جیب انداخت مرید مذکور گفت چیزی را که دیدم بخواب دیده
شیطان است و این خواب نمودن ترا از آن است که ترا از اعتقاد
دور اندازد و از نعمت اراده محروم سازد و بر این چنین خواب اعتماد
نباید بود و مستحیل را در معرض تحقیق نباید کرد و در ایام مذکور سر ربیع باز رسید
خوابی که دیده بود باز دید و گفت امشب سنگ سیاه را پیش من آوردند بر
پیشانی این سنگ داغ تازه کرد اند ربیع گفت این نمود از این
شیطان است و این شب تشویش داده بود بدان سبب نمود من

<u>باب دهن انداختن بر پیشانی شیطان داغ تازه نمود</u>

نقلست قطب العالم فرمود که انبیا را اظهار معجزه باید و اولیا را اظهار
کرامت نشاید که از جهت ارشاد مریدی و ترغیب طالبی یا آنکه خداوند
تعالی بمقصد دلی اختیار او بر وی ظاهر کند یعنی بغلبه وقت باشد
بغیر اختیار او از وی کراهتی ظاهر شود اختیار را تا آنکه بدست او داده اند
اختلاط است تا آنکه از جهت یاری دادن درماندی یا آنکه مضطری

مفرّق در شرع محمدی و دین اسلام مفرّق عام به بینید هم نشاید که اظهار
کنند حکایت فرزندی شیخ شهاب الدین سهروردی قدس سره از خواهر نمود
اورده است که وقتی فیلسوفی خارا بنام بخدمت خلیفه بود که المستنصر بالله نام
داشت در آمد و گفت خود بیا و درخواست که خلیفه را از راه حق بگرداند و خلیفه
هم تعلم او در غیبت نمود این خبر شیخ شهاب الدین سهروردی را رسانیدند
شیخ ملتفت شد گفت هرگاه که خلیفه بدین فلاسفه میل کند جهانی
ظلمت گیرد این بگفت و برخاست و به سرای خلیفه آمد در آن زمان
خلیفه با آن حکیم بدبخت خلوت کرده بود و هم بدین علم او بحث مشغول شده بود
که خبر رسانیدند که شیخ آمده است شیخ را اندرون طلبید چون شیخ درآمد خلیفه را
پرسید که این ساعت شما در چه بحث بودید خلیفه گفت در سخن دیگر
بودیم بحث فلاسفه پنهان داشتند شیخ فرمود که بباید گفت که در چه بحث
بودید چون الحاح شیخ بسیار شد آن حکیم گفت که ما این ساعت
درین بحث بودیم که حرکت فلک طبعی است حرکات سه نوع است
وارادی و قسری است و حرکت طبعی آنست که بالطبع خود جنبد چنانکه
سنگی را از دست بگذارند البته بر زمین افتد و حرکت ارادی آنست
که به مراد خود حرکت کند به هر طرف که خواهد و حرکت قسری آنست که او را
دیگری حرکت آرد چنانکه مثلا یکی سنگی بر هوا اندازد و آنرا حرکت قسری

گویند باز چون قوت کم شود در آینه بخاصیت خود بر زمین امتداد از حرکت
طبیعی اکنون ما درین مبحث بودیم که فلک طبیعی هست شیخ فرمود همچنین نیست
حرکت او حرکت قسری هست گفت چگونه شیخ فرمود که فرشته ایست برین
صورت و برین هیئت فلک را او میگرداند بفرمان خدای عز و جل چنانکه در حدیث
آمده هست حکیم در خنده شد بعد ازان شیخ خلیفه و آن حکیم را از زیر سقفی
که نشسته بود بیرون آورد و آنگاه روی سوی آسمان کرد و گفت خداوندا
آنچه بندگان خود را مینمای اینها را هم نما بعد ازان روی سوی خلیفه و حکیم کرد
و گفت نظر جانب آسمان کنید هر دو نظر جانب آسمان کردند آن فرشته را معاینه
بدیدند که فلک میگرداند آنگاه خلیفه ازان مذهب برگشت و بدین اسلام راسخ
گشت والحمد لله رب العالمین نقلست قطب العالم شب شانزدهم شهر ربیع الاول
سنه اثنی عشرین و تسعمائه کامل صد و شصت ساله بوده اند ذکر عزیز الوجود صاحب کرم
والجود سراج الاسلام بندگی حضرت شیخ محمود نور الله مرقده ایشان برادرزاده قطب العالم
بوده اند نام پدر ایشان شیخ محمد بن قاضی رحمن بود ارادت و خلافت از قطب العالم
داشتند و قطب العالم جبه سلطان العاشقین مخدوم شیخ سارنگ قدس سره
و خرقه بندگی مخدوم شیخ مینا قدس سره را که از پیر دستگیر قطب العالم یافته بودند
بندگی مخدوم سراج الاسلام شیخ محمود عطا فرموده بودند و جانشین خود ساختند بعد از فوت
قطب العالم سراج الاسلام مذکور شانزده سال در قید حیات بودند و سجاده جلوه گر

جلوس فرموده نشست که بندگی میان صفی خلیفه قطب العالم خدمت حضور قطب العالم
میکردند بمثال قطب العالم حضور یافته بودند قطب العالم هم ایشان را المعات مسعود بودند
در خاطر ایشان بود که قطب العالم خرقه پیر دستگیر من حواله خواهند کرد چون
سراج الاسلام شیخ محمود عطا فرموده بودند و رسم چنین است که جامه که از پیر خود
می یابند هیچ خلیفه نمیدهند اگرچه بسیار خلفا میکنند و خلافت میدهند اما
جامه متبرکه پیر خود در حلت برکرا بحکم پیر خود می یابند میدهند میان شیخ صفی را
اگر در حیوه جامه خلافت عنایت فرموده بودند چنانچه بالا مذکور شد میان
شیخ صفی سراج الاسلام شیخ محمود نقادی پیدا کرده بودند یکبار عرس قطب العالم
بود در خانقاه مجلس سماع بود اکثر خلفا مردم اطراف جمع آمده بودند بندگی
شیخ محمود بجای خود استاده بودند در عرس قطب العالم بود که طلوع روح پاک
قطب العالم شد بندگی شیخ محمود را معلوم شد با دب تمام جای خود خالی کرده نشسته
جای کشیدند میان شیخ صفی هم درین سر واقف شده بودند گفتند که ایشان را چنین
کشف هست از آن باز آن جاده بر طرف کردند و این بنا بر آن بود که سراج الاسلام
تصرف دنیوی بسیار داشتند هیچ گدائی و سایلی را کم از هزار تنکه بر نگرداندند و قطب العالم
میفرمودند که فرزندم محمود چنان عالی همت است که روزی خواهم کشید از صدقه
عالی همتی بود که منظور نظر قطب العالم گشتند تا حاصل آمد اکثر مردم ظاهر ایشان
دنیادار خیال میکردند و از احوال باطن ایشان بی بهره بودند نقل است از میان

شیخ الهدیه خورد خیرآبادی که مردی عالم و اهل سماع بود ارادت و خدمت از بندگی
سراج الاسلام شیخ محمود قدس سره داشتند وقت رحلت از من حاضر بودم
که رنگ روی ایشان متغیر رفته و اندوهگین و محزون گشته همدرین حال بیهوشی دست داد
بعد از ساعتی بهوش باز آمد خوش و خورم بالش پرسیدم گفت اندیشه حساب
میکردم دیدم که روح پاک پیر من حاضر شد و مرا دست گرفته بحضور قطب العالم
مخدوم شیخ سعد قدس سره بردند ایشان بدستگیری بندگی شیخ مینا قدس سره
رسانیدند از آن سلسله بسلسله بحضرت رسالت پناه مصطفی صلعم رسانیدند بزبان دربار
حضرت پیغامبر بشاشت بسیار یافتم و حکم شد هر که امیان مینا و میان سعد قبول
کرده اند او در درگاه قبول است خاطر جمع دار اکنون خاطر من جمع شد و از شما ها
رخصت میشویم همدرین بودم که ودیعت حیات سپردند نقلست که سراج الاسلام
در صورت و جمال بی مثال بودند بودند خلق از او وسعت لحن امت میگفتند.
در سخاوت و کرم ثانی نداشتند چنانکه بالا مذکور شد چون بخشش ایشان در خواص
و عوام مشهور و معروف شد حاجتمندان از هر جانب رجوع مینمودند هر مظلوم
در دست ظالمی بجهت زر گرفتار میشد پیش ایشان می آمد اگر زر موجود می بود همان
ساعت میدادند و الا ضامن میشد او را خلاص میساختند و بیرون وعده آن
زر میرسانیدند همی آرند که چودهری پرگنه فتحپور میان جیو نام که در موضع
بهنواد سکونت داشت و مرید حضرت سراج الاسلام بود از حاکم پرگنه محمود

نیز دیگر چند لکه تنگه اجاره گرفته بود وقت محاسبه بنسبت لکه سکه بروی باقی
برآمد حاکم مطالبه زر میکرد ان مرد منع داشت مضمون همین آیه بر وی میخواند
لا یعذب عذابه احد و لا یوثق وثاقه احد چون بسیار عاجز شد گفت
مرا بخیر باد پیش پیر بابر بدار از اینجا وصول میکنیم او رد نمود عرض نمود که بسر این
قدر زر را ضامن شوند بوعده یکماه زر پیش رعیت است تحصیل کرده
اما تمام حضرت شیخ از خزینه دار طلب نمودند زر موجود نبود و اگرنه پیش
ایشان چیزی نبود آخر خط ضمانت نوشته دادند آن بی انصاف
در اینجا که خلاص شد رفت گرفت ست چو گنجشک در باز دید از قفس
قرارش نماند اندران یک نفس چو باد صبا از زمین سیر کرد به سیرگه باد پیش
رسیدی بگرد چون وعده تمام شد آن حاکم بهمیت تمام در خیرآباد آمد
و مطالبه زر نمود گفت این زر پادشاه است می باید داد و پیش پادشاه
باید رفت و باید بخشانید در خزانه مقدار یک لکه تنکه برآمد دادند باقی را تسویه
حضور شدند با جماعه کثیر از خلفا و علما و طلبه علم بسیار همراه شدند
خلیفه وقت سلطان ظهیر الدین محمد بابر پادشاه بود چون با یکدیگر ملاقات
شد پادشاه به دیدن دیدار پر انوار و شنیدن گفتار ایشان بسیار
راضی شد همان لحظه زر بخشش نمود گفت این چنین مردم در هندوستان
هستند همه زر ان ایام محمد همایون پادشاه که در آن وقت شاهزاده بودند

لذ بادشاه دلگیر شدند و در دهلی رفته در رفته بودند بعد از ملاقات دوم بادشاه
حضرت جیو را تکلف نمود که شاهزاده را دلاسا نموده بیارند حضرت در
وقت رخصت حضرت شیخ جیو گفتند بادشاهان را غیرت بسیار می باشد
که هیچ خویشی و نسبت منظور ندارند اگر بادشاه قسم یاد کنند که شاهزاده را آزار
نخواهیم من بروم بادشاه سوگند مصحف خوردند و فرمودند که کسی از جان
خود نخواهد هیچ آفت روان محمد نخواهد چون حضرت شیخ جیو نزد شاهزاده رسیدند
شاهزاده هم این حقیقت پیش از رسیدن رسیده بود شاهزاده ازین
هم بسیار خوشحال شد چون ملاقی شدند میان یکدیگر صحبت دست داد
بعد از دو سه روز متوجه ملازمت بادشاه شدند بادشاه را دیدند بادشاه مهربانی
بسیار فرمود حضرت شیخ جیو را بخطاب سراج الاسلام مخاطب ساختند چون
حضرت شیخ جیو صاحب مصدرین بودند که از بادشاه رخصت شوند که بادشاه رنجور شد
رحمت و بیماری تا بحدی رسید که برحمت حق پیوست بر سریر سلطنت و بر تخت
خلافت سلطان ظهیر الدین محمد همایون بادشاه اجلاس فرمودند اگرچه بادشاه
کلان حضرت شیخ جیو را بخطاب سراج الاسلام مخاطب ساختند ایشان نیز از
بلده اراضی مدد معاش را توقیع نوشته نجادمان شیخ جیو حواله نمود حضرت
شیخ جیو بخیر ابا بوطن خود تشریف ارزانی فرمودند عبارات روضه
منبر که مطلع و واقع است همه از قرابتش سراج الاسلام است اگرچه بحضور

حضور قطب العالم ایشان در طرح بنیاد انداخته و بنا را با اهتمام ایشان
باتمام رسید شیخ خدابخش خیرآبادی انکه این عمارت کرد و چه عجیب و غریب و بی نمونه
و چه بس صفا و چه جای با هوا که میتوان گفت لم یخلق مثلها فی البلاد
نقلست از میان شیخ الهدیه بزرگ خیرآبادی و من اصلی بن قصبه سندیله بود
سه سال بودم که پدر بزرگوار مرا همراه خود آورده مرید حضرت قطب العالم
ساختند بعد از آن من رفته بتحصیل علم مشغول شدم بعد از فراغ تحصیل
که بخانه آمدم آن زمان بر سر سجاده قطب العالم سراج الاسلام بندگی شیخ
محمود جلوس فرموده بودند هجوم خلق از علما و طالب علمان و صوفیان
و قوالان در عهد ایشان بیشتر از بیشتر بود مرا هم ارشاد بیعت خلیفه در
خیرآباد متوطن ساختند من هم سبق طالب علمان مشغول شدم و مسالک شیخ
نظام الدین سالک امیٹھی نیز بعضی طالب علمان را سبق میگفتند روزی
میان نظام الدین در تفسیر مدارک مباحثه شد من گفتم سراج الاسلام را
حکم سازیم هرچه فرمایند ما هر دو قبول داریم و بندگی سراج الاسلام با چهار
آیه قرآن زبر میخواندند هشتم درس در نماز تراویح در زمان قطب العالم
و بعده میکردند و در تفسیر عدیم المثال بودند روش ایشان چنین بود
که بعد از ادای نماز جمعه تفسیر میفرمودند بعد از آن بحث علمی میشد بعده مجلس
سماع بعد از فراغ سماع طعام می آمد خلق الله میخوردند چون مباحثه

میان نظام الدین پیش ایشان گفته ام هنوز تقریر سخن تمام نکرده بودم که
ایشان فرمودند که میان شیخ الهداد را بگویید که من فهمیدم این سخن را جواب
شما است سبحان الله چه طبع ازرک داشتند این بیت در شان ایشان
می زیبد بیت چه خوش بیت همزبانی بحریف نکته دانی که سخن نگفته باشی
سخن رسیده باشد نقلست بندگی مخدوم سراج الاسلام بتاریخ سوم شهر صفر ختم
الله بالخیر والظفر بود فی سنه ثمان و ثمانین و تسعمایه بود ذکر سلطان العاشقین
برهان السالکین مخدومی مرشدی و سیدی صاحب الوجد و الحال بندگی
محمد دوم شیخ کمال روح الله روحه اوصل الینا فیوضه اگرچه تعریف مدح
ایشان مناسب مرتبه امثال ما نیست چه هر کس بحسب استعداد و قدر مرتبه خود
از ایشان چیزی ذکر می باید هرچه اندیشه کرده شد مناسب مرتبه و استعداد وی
خواهد بود لیکن این فقیر از خدمت حضور بهره پذیرفته بود در مشام رایحه از [لطف]
ایشان رسیده نسیم عنایت از رهامن حق رحمت وزیده از حضرت
ایشان بقدر استعداد احوال مشاهده میکرد بنا بر این برهان صدق [میداد]
و نشان عجز و انقیاد متصدی بیان شمه از احوال و اقوال حضرت [ایشان]
علیه الرحمه و الرضوان شد ارزقنا الله من احواله تفصیلا حضرت ایشان [ابن]
ساله بودند که پدر بزرگوار ایشان سراج الاسلام بندگی حضرت شیخ
محمود قدس سره از دار الفنا بدار البقا رحلت نمودند و خرقه متبرکه که حضرت

حضرت و طلب العالم حوالهٔ ایشان نمود و اجازت پوشیدن فرمود و خلیفه
و جانشین خود گردانید اگر کسی گوید استحقاق و خلافت نصیبی دادن و
تفویض کردن بود چگونه ست جواب گوئیم در هدایة السعداء نقل از
خزانة العارفین آورده که حضرت رسالت پناه محمد مصطفی صلی الله علیه
و آله و صحبه و سلم از معراج برگشته به علی ولی خرقه عطا شد پس حضرت بزرگ
و صورة خورد ساله بود یعنی علی چهار ساله بقول سه ساله بود و خاطر حلیم
خرقه مبارک آن روز که در بر حسین کرد و حسین از شش ساله بود و از
حضرت حسین خرقه خلافت و اجازت بعلی زین العابدین با استخلاف
رسیده است و نیز علی اصغر سه چهار ساله بود پس ثابت شد که خلافت نصیبی
و نابالغ دادن و تفویض کردن بود جایز ست حضرت ایشان را ابتدای
حال تا مرتبه کمال از دغدغه عشق خالی بودند سایر احوال و حجاب سیر
حال حضرت ایشان بوده است و کتمان سر عشق از لوازم فطرت و طبیعت
ایشان بود که حضرت رسالت پناه صلعم فرمودند التصوف انما هو تلبیس
و کتمان در اخفای سر معنی کوشیدند و خود را در نظر اغیار پوشیدند در
اوایل احوال که بحکم محبت صوری بصور جمیل امکانی حضور گرم بودی
مستند [illegible] از ابنای [illegible] محترز می بودند بقدر قدرت امکان اخفا
نمودند از غلبه معنی عشق و استیلا و سر محبت از سایر زلال و از

شغل خاطر بان حال از خود بلند شمندی سه کار جا عشق خواهست
هر سو عالمی در بی انکار او امحبان در کار خویش و هرگاه که در شنود
حقیقت توسل بطالب صوری میکردند و جمال مطلق را در صورت مقیدات
مشاهده می نمودند فرمودند سه چشمه افتاب می بینم لیکن در طشت اب می بینیم
و عشق و محبت ایشان درین معنی در نهایت کمال و خارج از اندیشه و هم
خیال بوده است منشاء محبت و امثال صاحب کمال و غدغه نفس و وسوسه حظوظ نفسانی مقصود حصول و او محبت است نه اندیشه خوش دلی
و راحت سه عرض از عشق توام جاشنی درد و غم است ورنه زیر فلک
اسباب تنعم چه کم است نقلست که حضرت ایشان میفرمودند ممکن نیست که
کسی بمرتبه ولایت رسد الا که حق تعالی پرده بر سر او بپوشد و او را از چشم
خلایق پنهان دارد و معنی اولیای تحت قبائی انیست و این قبای صفات
بشریت است به پرده که باس و غیره صفات آن است که در وعیبی خاطر
کنند تا غیری را از چشم مردم غیب مراد تمام معنی لا یعرفهم غیری انیست
تا بنوز ارادة باطن کسی را منور نکنند وی را نشناسد پس ان نور را شناخته
باشند انکس باد شاهان وقت ایشان را تکلیف صحبت میکردند
و تقرب ایشان غنیمت می پنداشته اند خصوص که سلطان جلال
الدین محمد اکبر بادشاه بتکلیف تا مدت بیست سال کم و زیاده در صحبت خود

خود داشته این مقامی است که تکلیفات خلایق بر صاحب اینمقام را
مردانیه روان میکرد و این زحمت اغیار و یار این مقام را معراج است
و این مقام را فردانیه نام است و صاحبان این مقام را افراد میگویند که
افضل از قطب مدار بند افراد بتجلی ذات اند و متجلی ذات از اعتبار و آثار
کونین و آنچه در کونین است خبر باشند چنانکه در حقیقت بندگی شیخ
نصیر الدین محمود اودهی سلطان فیروز شاه تکلیف صحبت کرد و
حضرت شیخ با پادشاه فرمودند که در حد هانسی رسیده اند حضرت شیخ قطب الدین
منور خواستند که برای ملاقات حضرت فرد حقیقت قدس سره بیرون آمدند
حضرت خادم را فرستادند که شما بیرون نه آیند ما می آئیم تا سلطان نخ
اول پابوس شما بیابد که او را سعادت حاصل گردد حضرت حضرت
مخدوم رفتند چون سلطان بشنید خود نیز سوار شد چون نزدیک آمده
ماند حضرت مخدوم مولانا منور نشسته بودند سلطان می آمد از
جهت هجوم حضرت مخدوم برخاستند و فرمودند که ای برادر مولانا
منور وداع ستد روان شدند اما حضرت شیخ منور وداع نکرده بودند
در اثنای راه پادشاه بحضرت مخدوم ملاقی شدند فرمودند که امروز
من نذر کرده ام که هر دو بزرگوار در یک سجاده بنشینند و من زانوی
زنم و پیش شما نشینم برای این معنی حضرت مخدوم را سلطان

باز برخیزند بعده چون برخاستند خدمت شیخ منور حضرت مخدوم را فرمودند
که ای شیر او مولانا نصیر الدین اکنون وداع سبب سلطان در تعجب ماند که لفظ
اکنون هم بود از حضرت مخدوم پرسید حضرت مخدوم فرمودند که از شما وداع
ایشان نکردم و برخاستم اما ایشان وداع نکرده بودند از سبب آنکه میان ستند
که صحبت باقی است الا بود که شما را بازبرخیزند و این بود که لفظ اکنون آورده بودند
پس سلطان را تعجب دیگر پیش آمد عرضداشت کرد که ای مخدوم عالم ایشان را
صحبت باقی و روشن بود شما را چه شود حضرت مخدوم فرمودند آری نبود از
سبب آنکه من در ولایت ایشان بودم اما بر حوصله سلطان این جواب
فرمودند هرگاه که میر سید کیسو دراز در مقام خاص خلوه بر حضرت مخدوم
پرسید که ای مخدوم میان سرود عالم این معنی چه بود فرمودند که ای فرزند
من در تجلی ذات بودم که در فردانیه هستم مرا هیچ از اخبار و آثار معلوم نبود
اما برادر مولانا منور در آن وقت در تجلی افعال بقصد اخبار قلبی عالمی ایشان را
مدام روشن بود حاصل آنکه بعضی اولیا را اند درین صحبت پادشاهان
و تکلفات ایشان بر خود روا میدارند اختیار میکنند و در اوایل حضرت
... این مرا سکر غالب بود که ماهی مستی پیدا شدی که هیچ کس تاب نداشت
برگرارد در بدی خود را بگوشه کشیدی از خوف ایشان خلق از وحشت
و وحشت افزودی که یا شیر پیش شیر دل که دل تواند که پوشیده دارد

دارد چیزی را که پوشیدن آن چیز بیش ازین حال واجب است بعضی معاندان
و منکران که چنین حال میدیده‌اند یا می‌شنیده‌اند میگفته‌اند که باده خورده‌اند و خمار
خالی کرده‌اند و زر بر باد داده‌اند چه افترا که بر دوستان خدا میکنند ازین بی
بری در هیچ اثر هست و هیچ زمانه خالی از مفتریان و کذابان نبوده بر پیغمبر ما
صلعم چه افترا که کافران نکرده‌اند چنانکه خدای تعالی خبر میدهد ان هی الا
مفتری علی الله کذبا و بسیار جاها ذکر افترای کافران در کلام الله مذکور است
و فهم کن که درباره حضرت ایشان از انجمله باشد و حضرت ایشان از خوف
ریا هرگز پیش مؤمل نگذارده‌اند و بتحریک شفقتین در دنگذارده‌اند باوجود این
در باطن استغراق چنان داشته‌اند که یک لحظه از حق غایب و غافل نبوده‌اند
میفرمودند شعر هرگز از وی یکزمان سست وزان دم کار درست انفاست
و از گفت و شنود خلق مشغول نگشته‌اند و مردم را جواب سوال میفرموده‌اند
شعر مستم آنچنان که ندانم ز بیخودی در عرصه خیال که آمد کدام رفت
و میفرمودند که حضرت پیغمبر علیه السلام در باب ابابکر صدیق رضی الله عنه فرموده
برتر شد ابوبکر بر همه خلق بعد از رسل و انبیا بکثرت صوم و صلوة ولیکن برتر شد
بچیزی که بنهاد گردانید خدای تعالی در دل وی آن چیز محبت و اشتیاق
و سوز عشق است پس عمل دل است نه عمل خوارج پس ثابت شد که عمل
حرکات دلها برتر است از عمل حرکات خوارج و هر بار که صدیق اکبر میگفتند

رحمت میگردند و قطرات اشک بهر کس غیبه از چشم ایشان میریخت و
میگفتند و اکنون ایشان در مقام [illegible] صاحب الامعه از
تذکره ابن مخدومی نقل کرده که حضرت امام محمد تقی [illegible] که القصد
الی الله تعالی بالقلوب ابلغ من رفقای الخوارج بالاعمال یعنی روی
آوردن بخدا تعالی بدل تمام تر و نافع تر است از افگندن در محنت
الفت خوارج را با عمال یعنی اصل کار توجه دل است بحضرت پروردگار
و عمل بن [illegible] است تن بحضور دل حکم [illegible] روح جسد دارد و حضرت
بادشاه را دل بر جهاد کافران بسیار بوده است و در جهاد کردن بادشاه
مذکور با کفار حضور شریک بودند و از سنگ کلان مجروح هم شدند اگر خدا
وند تعالی حیوة بخشند اما گاه گاهی آن درد پیدا می شد چند مرتبه
تنها با ذات واحد برسر مور شاه کافران تک و تازی کرده اند و اکابر ایشان را
کشته و در امیان سد در سر ساخته آورده و همیشه طلب شمعی بود
که از دست کافران شهادت روزی گردد در ایام فترت بادشاهان
که کافران اطراف بر شهر غلبه میکردند می آمدند و بدولت سوار شده
بیرون شهر ایشان را مقابله میکردند تا آنکه از شنیدن نام حضرت ایشان
لشکر کفار رسیده برگشته سیر میشدند تا آنکه با مبارک [illegible] ایشان میکردند و عذر خواه
مینمودند مرخص می شدند نمیدانم که خداوند تعالی در دلهای کافران

کافران چه ترس و هیبت می انداخت مین ایه کلام الله یاد می آید و
قذف فی قلوبهم الرعب فریقا تقتلون و تاسرون فریقا و در همچنین
ایام خود تنها بیاد دشمشیر حمایل کرده و سپر بدست گرفته تمام شب گرد
میگشتند و مردم را میفرمودند که شما بفراغت خواب کنید ما دوستان
شما ایم وقتی بخاطر میرسید ما مردم در جنگلی کشتی میگرفتند و بر همه غالب
می آمدند و هرگز مغلوب نگشته اند روزی این معنی بخاطر رسید فی الحال
بر سر من مطلع شدند فرمودند که سنت حضرت رسالت پناه صلی الله
علیه واله و سلم من امر کنابه است هیچ نرسیدم اما در دل من این سخن میخلید
که روزی در لطائف از لطائف دیدم در آنجا نوشته است که حضرت پیغامبر
صلعم با بعضی اصحاب کشتی گرفته اند ساعتی مرا اطمینان یافت و حضرت ایشان
با هرکه از علما و شعرا و فضلا متکلم می شدند دیده نشد که درین فن برابر ایشان
کسی نیست و عام می بند است که غیر از مسائل روزه و نماز دیگر خوانده و در
همچنین بود که ظاهر علم را تحصیل چندان نبود اما فیض الهی ذو مواهب نامتناهی
منقطع نیست و در علم موسیقی مهارت تمام داشته اند اکثر شعر فارسی و هندوی
مردم مرور مدتش بسته اند که بر سر زبانها قوالان و خوش طبعان روزگار است
ثانی امیر خسرو دهلوی میگفتند حضرت ایشان هرگاه در رقص و حالت در می
آمدند در شعر او مسلم دگا فراز هر دو زن هر که می شنید که حضرت ایشان سماع است

بی اختیار می‌دویدند و تماشا میکردند گویا که چشمان ایشان را دو چشمه بهشتی اند
که هرگز خشک نشد و مثال حباله سوزش در دلهای حاضران اثر میکرد و مجلس سینی
رفت نمی‌بود سر ایشان آن رقت بر منکران و معاندان واضح میشد
و بر ایشان معلوم می‌شدند که ایشان عارف بالله اند و از وضع بی قیدانه
حضرت ایشان که مطلقه دیگر میداشتند مستنفر می‌شدند و عفو میخواستند
می‌آمدند هرگاه که حضرت داود علیه السلام زبور خواندن شروع میکردند ملایک از
آسمان از خداوند تعالی اجازت میگرفتند و شنیدن زبور می‌آمدند در
اعتقاد این فقیر هم چنین است که فرشتها از اجازت رب العزت به دیدن
حالات حضرت ایشان حاضر می‌شدند بالله الغالب الغالب که در گفتن
این هیچ مبالغه نیست میداسته باشد کسیکه دیده باشد و لباس حضرت
ایشان اکثر اوقات یکتائی بودی مگر در روزهای عرس پیران میرا
می‌پوشیدند و در ایام اعیاد جرائق پیرانی پوشیده در عیدگاه تشریف
ارزانی میفرمودند و در تجلی الله مشرف میباشند میفرمودند که مرا شرم
می‌آید که لباس چنین بزرگان برلقت همچو منی باشد و میگفتند که نزد من
بهتر از این لباسی نیست که بنده خود را مقصر و مجرم داند حضرت ایشان
پیش از وفات یکساله بکلی از دنیا و اهل دنیا ترک و انقطاع کردند
و عزلت و انزوا اختیار کردند و خود را به هیچکس نمی‌نمودند اگرچه

اگر بعضی مخلصان قدیمی می آمدند و الحاح می نمودند اصلا و قطعا التفات
نمیکردند و منع می نمودند تا جایی که خیال کنند که فلانی در عالم نماند چون مدت
سه ساله از وفات مانده خود را موضع بیماری ظاهر می ساختند از اکل و
شرب احتراز می نمودند و شنیدن سخنان خلق نمی شدند و منع می نمودند
از بسکه بیمارم سخن شنیدن مرا خوش نمی آید مشغول از سوی الله و قطع
شده بود مگر گاهی دو را انکار دو دست بیداشتند گاهی فقیر را منع مینمودند که
داستان اسکندرنامه بخوان فقیر در ملازمت حضرت از جنگ سلطان
سکندر با کافران میخواندم تاسف میخوردند که مرا خداوند تعالی شهادت
نصیب نکرده فقیر که ملاحظه مینمود می دید که هیچ بیماری ظاهری نداشتند الا
که چون دو روز از وفات مانده بود همان درد که از دست کافران
صدمه رسیده بود پیدا گشت عاقبت در همان رفتند این عالم
سبحان الله چه مشرب عالیه داشتند بر هیچ کس از متقدمین و متاخرین
ظاهر نشد و نشنیده مگر بعضی سخنان بی تکلفانه از شیخ فخرالدین عراقی
در بعضی نسخه دیده شده بیت والله اعلم بالصواب تاریخ وفات
حضرت ایشان در بیست سوم شهر شعبان بود در سنه نهصد و
هشتاد و هشت پنجاه سال بعد از پدر بزرگوار در قید حیات بودند
بود و بر سجاده ارشاد فرمودند مدت عمر حضرت ایشان پنجاه و سه سال

..... و خرقه متبرکه پیران که بحضرت ایشان رسیده بود بمحض رافت

..... و مرحمت و شفقت و عنایت بفقیر کثیر التقصیر مولف این رساله

..... خواجه کمال ما کرد بآستانه حضرت قطب العالم فرمودند و

و اجازت پوشیدن آن فرمودند الحمد لله علی ذالک و المنة لله اگرچه

این فقیر قابل چنین امر بزرگ نبود [illegible] اما از ایشان چه عجب که بنوازند گدا را

بزرگی فرموده که همه خلق زنده از مرده میراث برند مگر این طائفه که

از زنده میراث می برند فقیر را واقعه تعیین این معنی گذشته که [illegible]

الهی بحرمت این پیران که درین رساله مذکور اند مولف را ازین عالم فانی

با ایمان بیرون بری و با ایشان رسانی و در زمره ایشان گردانی مصلحت خویش

مرا نه که تو دانی کارسازان چنین ذات در صفت و فعل خویش است ای خدا

چه بود که جای نازکنی در کار ساده تمام شد رساله مسمی به تحفة السعداء بخط

احقر العباد خواجه عبد الله عفی عنه بتاریخ دهم شعبان المعظم سنه ۱۲ هجری

الحمد لله والمنة که این کتاب بخط [illegible] علی [illegible] که

باقی ماند با تمام رسید سنه ۱۳ هجری

# تحفۃ السعداء

ترجمہ و تلخیص

حکیم سید محمد یوسف پھلواروی

پٹنہ

تحفۃ السعدا کے اس ترجمہ میں مترجم نے اصل سے جابجا اعراض کیا ہے، کہیں صرف خلاصہ دینے پر اکتفا کیا ہے، کہیں ایک آدھ جملہ چھوٹ گیا اور ایک آدھ جگہ مطلب سمجھنے میں سہو بھی ہو گیا ہے، مگر مجموعی حیثیت سے ترجمہ اردو والوں کو تصنیف کی در دیدے گا۔

# دیباچہ مصنّف

تمام ستائش اسی کیلئے ہے جو اسکا سزاوار ہے اور درود اس کے نبی محمدؐ پر جو حق اور طریقۂ حق کی طرف بلانے والے ہیں۔ اللہ کا صلوٰۃ و سلام ان پر اور ان کے آل و اصحاب پر ہو۔

قدوۃ العارفین، عمدۃ السالکین، قطب العارفین مخدوم شیخ خیرآبادی قدس سرہٗ کے آستانے کا جاروب کش، فقیر و حقیر، ضعیف و نحیف، گنہگار، امیدوار رحمت پروردگار خواجہ کمال عرض کرتا ہے کہ بارہا یہ خیال ہوتا رہا اور یہ بات دل میں آتی رہی کہ اپنے پیران طریقت کے احوال، ان کے ملفوظات، کرامات اور ان کے ریاضات کو تشریح کے ساتھ سلک تحریر میں لاؤں کہ ہر خاص و عام کو فائدہ پہنچے۔ لیکن زندگی کے تعلقات کی کثرت، ذمہ داریوں کے ہجوم کی وجہ سے فرصت میسر نہیں آرہی تھی۔ ۱۰۱۶ھ میں فرزند سعادت مند شاہ حمید الدین ابو الفیض کے دل میں بھی اسی قسم کی بات پیدا ہوئی جو ایک عرصے سے میرے دل میں پنہاں تھی، لہٰذا موصوف نے مجھ سے استدعا کی۔ میں نے حتی الوسع پوری کوشش کر کے یہ کتاب لکھی اور اس کا نام تحفۃ السعداء رکھا۔ اللہ ہی اس کی تکمیل کی توفیق دینے والا ہے اور وہی لوگوں کی دشواریوں کو آسان کرنے والا ہے۔

●●

# ذکر بندگی شیخ قوام الدین لکھنوی قدس سرہٗ

آپ کی جائے پیدائش اور ابتدائی تربیت گاہ، شہر کڑا مانکپور تھا۔ وطن مالوف سے منتقل ہوکر لکھنؤ میں قیام پذیر ہوگئے تھے۔ بندگی مخدوم شیخ مینا قدس سرہٗ کے والد مخدوم شیخ قطب الدین مخدوم شیخ قوام الدین کے چچا زاد بھائی اور مرید تھے وہ اپنے وطن کڑا مانکپور سے اپنے بھائی کے ساتھ لکھنؤ ہی میں آکر بس گئے تھے۔

اشارات: اس رسالے میں جہاں پیر دستگیر مرقوم ہوگا اس سے مراد حضرت مخدوم شیخ مینا قدس سرہٗ ہوں گے اور جہاں قطب العالم لکھا ہو اس سے مراد حضرت مخدوم شیخ سعد قدس سرہٗ ہیں۔

منقول ہے کہ بندگی شیخ قوام الدین نے، سات حج کیے تھے ایک مرتبہ کسی وادی سے گزر رہے تھے ایک کتے کو دیکھا کہ پیاس سے جاں بلب ہو رہا ہے آپ نے فرمایا! کوئی ہے جو اس کتے کو پانی پلا کر سات حج کا ثواب لے ایک شخص نے پانی پلا کر سیراب کر دیا۔ ہاتف غیبی کی آواز آئی جب تک تمہاری زندگی ہے ہر سال تمہارے نام سے حج مبرور لکھا جائے گا، اس شفقت کی وجہ سے جو تم نے اس کتے پر کی ہے۔

منقول ہے کہ حضرت شیخ قوام کو بیعت حضرت نصیر الدین محمود اودھی (چراغ دہلی) سے تھی۔ خلافت مخدوم جلال الدین جہانیاں سے ملی۔ ذکر واشغال کی تلقین مخدوم جہانیاں کے علاوہ حضرت شیخ قطب الدین دمشقی (مصنف رسالہ مکیہ) سے بھی تھی۔ نسخہ معیار التصوف تصنیف بندگی مخدوم شیخ قوام الدین میں بھی یہی لکھا ہے۔

منقول ہے: مخدوم شیخ قوام الدین متأہل تھے۔ آپ کے کئی صاحبزادگان تھے۔ بڑے صاحبزادے کا نام نظام تھا۔ ایک روز کا

واقعہ ہے کہ شیخ قطب الدین جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے شیخ نظام بعد میں پہنچے اور جماعت میں شریک ہو گئے۔ اس اثنا میں کوئی ایسی بات ہوئی کہ شیخ قطب الدین کو تکلیف پہنچی۔ شیخ قطب الدین نماز سے فارغ ہو کر یہ سوچنے لگے کہ مخدوم شیخ قوام الدین کے فرزند مخدوم کی موجودگی میں تو میری عزت کرتے ہی نہیں ہیں۔ مخدوم کے بعد میری عزت کیا ہوگی۔ دوسری نماز کے وقت حاضر ہوئے حضرت مخدوم کو ان کے کوفت کا سبب معلوم ہو چکا تھا۔ فرمایا جو شخص برادرم قطب الدین کو تکلیف پہنچائے گا وہ باقی نہ رہے گا۔ اس جملے سے شیخ نظام الدین کو اس قدر تشویش اور پریشانی ہوئی کہ اسی میں ہلاک ہو گئے۔

منقول ہے: کہ ایک روز حضرت مخدوم نے اپنی اہلیہ محترمہ سے فرمایا۔ کہ برادرم قطب الدین گاہ بگاہ کسی نہ کسی کام کیلئے میرے مکان میں آتے ہیں اور تم ان سے پردہ کرتی ہو، وہ تمہارے فرزند کے برابر ہے اب سے سامنے ہوا کرو۔ مگر بی بی صاحبہ اس کو روا نہ رکھتی تھیں۔ مخدوم نے فرمایا میری بات نہیں مانتی ہو ایک وقت ایسا آئے گا کہ خود کو دکھاؤ گی اس حال میں کہ نہ سر پر دوپٹہ ہوگا، نہ پاؤں میں جوتی اور جا کر قدموں میں گر پڑو گی۔

لوگوں کا بیان ہے کہ مخدوم کا وصال ہوا تو فاتحہ سیوم کے بعد شیخ قطب الدین نے کہا میں اپنے بھائی کی خاطر داری میں اپنے وطن سے جدا ہوا تھا اور مسافرت میں گنا رہا تھا۔ مگر اب کہ بھائی نہیں رہے اپنے وطن جاتا ہوں مسافرت اور محنت کا غم کیوں اٹھاؤں۔

بشہر خود روم و شہریار خود باشم۔ اپنے شہر جاتا ہوں اور شاہی زندگی گذار دوں گا۔

یہ خبر کسی طرح حویلی میں پہنچ گئی یا دبی بی صاحبہ سے کسی نے کہہ دیا۔ اس گفتگو کے سنتے ہی بی بی صاحبہ ایسی پریشان اور مضطرب ہوئیں کہ نہ دوپٹہ کا خیال رہا نہ جوتی کا دوڑتی ہوئی آئیں اور شیخ قطب الدین کے قدموں میں گر پڑیں۔ یہی وجہ ہوئی کہ شیخ قطب الدین بھی لکھنؤ ہی میں رہ گئے اور وطن کا ارادہ ترک کر دیا۔

انہیں شیخ قطب الدین سے یہ بات منقول ہے کہ تصوف و سلوک بوالہوسی نہیں ہے کہ فلاں شخص جامہ کوتاہ پہنتا ہے میں بھی پہنوں یا فلاں شخص نمازیں بہت پڑھتا ہے میں بھی پڑھوں۔

این کار کسانیست کہ خیزند ز سر و جاں

این خانہ خرابی، رہ ہر بوالہوسی نیست  سیمرغ تو آمد کہ کند خانہ بکوہ قاف

ترجمہ: یہ ان لوگوں کا کام ہے جو سر و جان سے دست بردار ہوتے ہیں۔ یہ خانہ خرابی ہر بوالہوس کا طریقہ نہیں ہے سیمرغ ہی کے بس کی بات ہے کہ کوہ قاف میں گھر بنا لیتا ہے۔

سلوک و تصوف یہ بھی نہیں کہ علم حاصل کیا۔ درس و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ بحث و مباحثہ کی مجلس آراستہ کی جو خود صدر نشین ہو کر عزت و جاہ کا سند بچھائی ان میں سے کوئی چیز بھی سلوک و تصوف نہیں ہے۔

تصوف یہ ہے کہ علم حاصل کرے۔ عمل شروع میں مشغول ہو مگر دل نخوت علم سے پاک رہے۔ عمل کرے مگر اپنے عمل کو ناکردہ کے برابر سمجھے۔ احوال ومقامات حاصل کرے اور مقام مکاشفہ ومشاہدہ تک پہنچے ۔

مقصود گشت ثابت از گفتن وشنیدن ۔۔۔ بگذار سبق گفتن از قرب تا نمانی

ابرار سبق گوید نے صوفی مقرب ۔۔۔ بے ترک سبق گفتن از مقربان ندانی

ترجمہ: ان تمام گفت وشنید سے یہی بات ثابت ہوئی کہ سلسلہ درس وتدریس کو چھوڑ دینے تاکہ مقام قرب سے محروم نہ رہ جایئے۔ درس وتدریس ابرار کا کام ہے۔ صوفیان مقرب کا یہ کام نہیں۔ جب تک کوئی سبق گوئی کی روش کو نہ چھوڑے اس کو مقربان حق کی جماعت سے نہ جانیے۔

نصیحت :۔ شیخ کا قلب صیقل شدہ آئینہ ہے جو حضرت رب العزت کی ذاتی، صفاتی، افعالی تجلیات سے روشن اور تاباں ہو گیا ہے اور ہر لحظہ لطائف غیبی سے آراستہ ہو رہا ہے۔ جب مرید صادق اپنے سچے اعتقاد سے اپنے دل کو شیخ کی طرف مائل کرتا ہے تو شیخ اپنے پرتو سے زنگ غیریت کو اس کے قلب سے دور کر دیتا ہے۔ ہر ایک مرید پر اس کی استعداد اور صلاحیت کے اعتبار ہی سے اثر پڑتا ہے تجلیہ وتصفیہ کا یہ مقام مدتوں کی ریاضت کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

نصیحت :۔ درویش خود کسوٹی اور معیار ہے۔ عہد قدیم میں جو اولیاء اللہ گزرے ہیں وہ یوں ولی نہیں ہو گئے تھے کہ کسی شیخ کے مجاز تھے یا کسی بزرگ کے جانشین تھے، اور یہ حسن عقیدت کہ اگر بزرگ نہیں ہوتے تو ایسے بزرگ کے جانشین کیسے ہو جاتے، کوئی اصلیت نہیں رکھتی۔ یہاں مکان وزمان کا سوال نہیں ہے، ایک معیار مقرر کیا ہوا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقَاکُمْ ۔ یہی اصل کسوٹی ہے۔ جب دل ماسویٰ سے خالی ہو جاتا ہے تو قرب حق میسر ہوتا ہے۔

منقول ہے کہ بندگی مخدوم (قوام الدین) کے ایک کاتب تھے جن کا نام احمد تھا۔ مخدوم کے کتب خانہ میں اجرت پر کتابیں نقل کرتے تھے۔ شب کے وقت چراغ کے لیے جو تیل منگواتے تھے اور اس کی روشنی میں کتابت کرتے تھے جب کھانا آجاتا تو اس چراغ کو بجھا دیتے اس کی روشنی میں کھانا نہیں کھاتے تھے۔ پھر جب کھانے سے فارغ ہوتے تو چراغ جلا کر کتابت کرتے ۔

نصیحت :۔ جس شیخ کا قول فعل، کتاب وسنت اور اجماع صحابہ کے خلاف ہو وہ شیخی ومقتدائی کے لائق نہیں ہے۔ ایسے شیخ کا پیرو کار کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا ہے۔ مردان خدا وہ لوگ تھے جنھوں نے اپنے رخت ہستی کو دریائے وحدت میں ڈبو دیا تھا۔ سب کچھ کھو کر دھلے دھلائے یکہ وتنہا باہر آگئے تھے۔ انہیں لوگوں نے تقرب کی راہ پائی مگر اب تو قحط الرجال ہے۔

نصیحت :۔ کتاب ارشاد المریدین میں جو ان ہی (قوام الدین) کی تصنیف ہے۔ لکھتے ہیں کہ علمائے شریعت مخلوق کو حق کی طرف بلاتے ہیں۔ انھیں بزرگوں کا بتایا ہوا یہ مسئلہ ہے کہ مقتدیوں نے اس گمان پر کہ امام باوضو ہے۔ اقتدا کی۔ بعد نماز یہ معلوم ہوا کہ امام

باوضو نہ تھا. جنب تھا. اب تمام مقتدیوں کا فرض ہے کہ اپنی نماز دہرائیں اور باوضو امام کی اقتدا کریں. شیخ ہی خیال علماء طریقت کا ہے کہ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ جس شیخ کی پیروی کی گئی ہے وہ شیخی کی شرائط سے عاری ہے. تو امام باوضو کی طرح شیخ حقانی کی تلاش بھی واجب ہے. اللہ تعالیٰ تم کو کمال باطنی نصیب کرے.

آپ نے فرمایا! سالک شیخ کامل چاہیے جو چوگان طلب ہاتھ میں لے اس میدان کی گیند سے اس طرح کھیلے کہ کبھی یہ طلب کی گیند آسمان کی طرف جائے کبھی لوح کی سمت کبھی قلم کی جانب. کبھی غایت علیٰ میں اور کبھی تحت الثریٰ میں. تاکہ مادہ سعادت نمایاں ہو اسرار پردہ عزت تک پہنچے. سالک پر اگر شاہی کا لباس پڑھا ہوتا ہے تو اس کے منہ پر مارتے ہیں اور اگر درویشی کا لباس ہوتا ہے تو اس کو خلوت خاص میں جگہ دیتے ہیں اور صدر میں بٹھاتے ہیں ؎

کسے کہ انس حق جوید مقام اوست ویرانی

زمیں زن تاج نخوت را پس آنگہ ترک عالم گو   کسے کو قرب حق خواہد نخواہد عالم فانی

جو انس حق کا طلبگار ہے اس کا مقام ویرانی ہے. نخوت کے تاج کو زمین پر دے مار اور اس سے ترک تعلق کرو.

جو حق کا طلبگار ہے وہ عالم فانی سے دست بردار ہے.

حضرت قوام الدین سماع سے بہت ذوق رکھتے تھے، صاحب وجد و حال تھے. اکثر اپنے مخصوص دوستوں کے ساتھ سماع سنا کرتے تھے ایک محفل میں سماع سن رہے تھے ایک شخص پر انتہائی گریہ طاری تھا اور اس کی شکستگی نمایاں تھی. آپ اس کی طرف متوجہ ہوئے پرسش احوال کرنے لگے اے عزیز تم نے کیا سمجھا کہ تمہاری یہ حالت ہو رہی ہے.

اس شخص نے عرض کیا کہ اے شیخ! آپ لوگوں کے فہم کا حال مجھے معلوم نہیں اور نہ میں خود کو اہل حال کے زمرہ میں شمار کرتا ہوں. لیکن میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور اسی خیال کی وجہ سے میری آنکھوں سے آنسو رواں ہے کہ میرے وجود سے پہلے ہی مجھ سے کیا جرم سرزد ہوا کہ میرا نام گنہگاروں کے دفتر میں لکھ دیا گیا. اور بندگی مخدوم سے پیش از وجود کیا طاعت ظہور میں آئی کہ آپ کو عارفین کاملین میں بنایا ؟ اور تخت معرفت پر بٹھایا.

اس گفتگو سے حضرت مخدوم پر ایک کیفیت مزید پیدا ہو گئی. اس شخص کو گلے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اگر صحیح ذوق پیدا ہوا ہے تو وہ تم کو ہی پیدا ہوا ہے. حاضرین کو اور خود مجھ کو (قوام الدین) جو ذوق پیدا ہوا وہ تمہارے ہی طفیل میں ہوا ہے اور بار بار اس آیت کی تلاوت فرماتے تھے وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ. اگر اللہ ہدایت نہ فرماتا تو ہم ہدایت نہیں پا سکتے تھے.

ان شوریدگان محبت کے حال کو کوئی نہیں جان سکتا یہ عاشقان رحمان ہیں. یہ مشتاقان سبحان ہیں. یہ شتافان یزدان وہ ہیں کہ ان کے جسم و جان آتش محبت میں سوختہ ہیں. ان دیوانوں کا عجب حال ہے ان عالموں کا عجب کمال ہے.

اے عزیزان کرام احوال و اعمال کو دیکھو تا کہ ان کے جمال کے اسرار تم پر منکشف ہوں کہ ان کی طاعت ان کے نزدیک تمام تر گناہ مگر ان کی معصیت بگناہ پوشوں کی گناہ پوش ہے۔

نصیحت :- الشیخ ھو الذی قدس الذات و فانی الصفات یعنی شیخ کو پاکیزہ نفس اور فنافی الصفات ہونا چاہیے۔ اگر اتنا مقام حاصل ہے تو شیخی کی اہلیت رکھتا ہے۔

بندگی مخدوم قوام الدین کا وصال بست ماہ شعبان روز دوشنبہ سنہ آٹھ سو چھ ۸۰۶ھ ہے۔

---

# ذکر بندگی مخدوم شیخ سارنگ قدس اللہ سرہٗ

بندگی مخدوم سارنگ سلطان فیروز شاہ کے امرا میں تھے ملک سارنگ کے لقب سے یاد کیے جاتے۔ جب دنیاداری میں تھے تو بارہ سو سوار آپکی چاکری میں تھے۔

بیعت حضرت مخدوم قوام الدین سے تھی۔ ترک دنیا کے بعد حضرت مخدوم شیخ صدرالدین راجو قتال اور مخدوم جہانیاں سے خلافت حاصل کی۔

صدرالدین سید راجو کو قتال اسلیے کہتے ہیں کہ کسی میں اتنی تاب نہیں تھی کہ ان کی نظر کی تاب لاسکے۔ ان کی زبان سے جو بات نکل جاتی تھی قطعی ہو کے رہتی تھی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ خود آپ کے صاحبزادہ نے ایک بے جرم کے سر کے بال اور داڑھی کے مونڈ دینے کا حکم دیا۔ اس فریادی غریب نے حضرت کی خدمت میں عرض حال کیا۔ آپکی زبان مبارک سے یہ جملہ نکل گیا وہ خود اپنی داڑھی تراشے گا۔ اسی وقت آپ کے صاحبزادہ پر ایک حالت طاری ہوئی: نائی کو بلایا اپنے روبرو بٹھلایا اور حکم دیا کہ جلدی کر دو میری داڑھی تراش دو۔ نائی ڈرا، آئینہ اور استرا ان کے سامنے رکھ کر ہاتھ دھونے کے بہانے سے باہر نکل گیا اور کہیں چھپ گیا۔ ان صاحبزادے نے جب دیکھا کہ آئینہ سامنے رکھا ہے استرہ اٹھایا اور داڑھی مونڈ لی۔

منقول ہے کہ حضرت سارنگ بیعت کے بعد حضرت قوام الدین کی قدمبوسی کے لیے آیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قوام الدین ایک کیفیت خاص میں تھے۔ فرمانے لگے ملک سارنگ اکہرا کپڑا برساتی کی طرح بنا ؤ تم کو ذکر تلقین کردوں گا۔ انھوں نے ان کا مشورہ قبول کیا۔ تلقین ذکر کے بعد فرمایا۔ یہی اکہرا کپڑا پہنو، انشاءاللہ کسی نہ کسی وقت یہ تلقین کام آئے گی۔

بندگی مخدوم سارنگ نے اپنے دور رتوں میں بعض اشغال کی تعلیم حضرت راجو قتال سے سلطان فیروز شاہ کے عہد میں پائی تھی۔ جبکہ حضرت راجو قتال نواہوں کے قضیہ کے سلسلے میں تشریف لائے تھے۔

نواہوں کا قصہ سیر العارفین میں اس طرح لکھا ہے کہ نواہوں نام کا ایک ہندو تھا جو فارسی نویس تھا۔ سلطان فیروز شاہ نے داروغگی کی خدمت پر مامور کر کے شہر اوچ بھیجا تھا۔ انھیں دنوں حضرت مخدوم جہانیاں مرض موت میں گرفتار تھے۔ نواہوں ان کو دیکھنے گیا۔ مخدوم جہانیاں کی خدمت میں آیا۔ اس کی زبان سے یہ جملہ نکلا کہ حضرت مخدوم کو اللہ صحت بخشے کہ آپ خاتم اولیا ہیں جس طرح محمد رسول اللہ

خاتم الانبیا تھے۔ مخدوم جہانیاں نے جب یہ بات سنی حضرت راجو قتال کی طرف دیکھ کر فرمایا سنتے ہو کیا کہتا ہے۔ مخدوم راجو قتال نے عرض کیا سن رہا ہوں۔

نواہون نے سمجھا مجھے مسلمان ہونے کو کہتے ہیں۔ اسی وقت اوچ سے بھاگ کر سلطان فیروز شاہ کے پاس دہلی چلا آیا، اور تمام واقعہ کہہ سنایا۔

سلطان فیروز شاہ نے کہا اگر ایسا ہے تو مسلمان ہو جاؤ۔

نواہون نے کہا میں جان دیدوں گا۔ مگر مسلمان نہ ہوں گا۔

اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد مخدوم جہانیاں نے رحلت فرمائی۔ فاتحہ سوم کے بعد حضرت راجو قتال سواری کا انتظام کر کے دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب شہر کے قریب پہنچے سلطان فیروز شاہ کو تشریف آوری کی خبر ملی سمجھا کہ اسی نواہون کے قضیے کے سلسلے میں تشریف لا رہے ہیں۔ سلطان نواہون کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ دو تین علما کو جو شہر میں بہت ممتاز تھے بلایا۔ اور نواہون کا واقعہ بیان کر کے ان سے دریافت کیا کہ شرعی اعتبار سے اس واقعہ کی کیا حیثیت ہے؟ قاضی عبدالمقتدر کے ایک بیٹے جن کا نام محمد تھا، بہت ذہین تھے انھوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آپ خود حضرت کے استقبال کے لیے جائیے اور پہلی ملاقات میں حضرت سے پوچھئے کیا آپ اسی کافر کے قضیے میں آئے ہیں، جب کہیں ہاں اسی کافر کے قضیے میں آیا ہوں، تو ہم استفسار سے بری ہو جاتے ہیں۔ بادشاہ چند علما کو ہمراہ لے کر استقبال کیلئے گیا۔ پہنچنے کے وقت ہی اس نے پوچھا کیا حضرت مخدوم اس کافر کے قضیہ میں آئے ہیں۔ حضرت شیخ راجو قتال نے فرمایا ہاں اسی مسلم کے قضیہ میں آیا ہوں۔ شیخ محمد نے کہا، اب تک اس کے اسلام کا ثبوت شرعی طریقے پر نہیں ملا ہے اور آپ اسلام کا حکم لگا رہے ہیں۔ آپ نے ان کی طرف تیز نظر کی اور زبان مبارک سے فرمایا۔ تمہاری باتوں سے دیانت کی بو نہیں آتی جاؤ۔ آپ کے کہتے ہی ان کے پیٹ میں سخت درد ہوا اپنے مکان میں لے جائے گئے۔ قاضی مقتدر دوڑے اور حضرت سے عرض کیا یہی ایک آنکھ ہے اس کو بخش دیجیے۔ آپ نے فرمایا، اس کا وقت پورا ہو گیا اور رہ جا چکا البتہ اس کے گھر ولادت ہو گی اور وہ بہت اہل تقویٰ ہو گا۔

اس کے بعد شیخ محمد انتقال کر گئے ان کی اہلیہ امید سے تھیں، جب ولادت ہوئی تو ایک صاحبزادہ پیدا ہوئے جن کا نام ابوالفتح رکھا گیا۔ یہ اپنے وقت کے درویش کامل ہوئے۔ ان کا مقبرہ جون پور میں موجود ہے۔ نواہون کے معاملے میں اس رگڑے جھگڑے کے بعد یہی ہوا کہ لوگوں نے اس کی گردن ماردی شیخ بھی دہلی سے اپنے وطن واپس آ گئے۔

اس حکایت کے لکھنے کی غرض یہ تھی کہ حضرت راجو قتال اسی تقریب سے دہلی آئے تھے۔ مخدوم شیخ سارنگ کو انھوں نے پسند کیا اور بعض اشغال کی تعلیم دی۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ بادشاہ حضرت راجو قتال کے پاس کھانا شیخ سارنگ ہی کی معرفت بھیجا کرتے تھے بندگی مخدوم نے چند لقمے اسی کھانے کے اپنے ہاتھ سے حضرت شیخ سارنگ کو کھلائے۔ چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ایک جذبہ پیدا

گویا بکلیت ان کا دل تمام املاک، مال و متاع، گھربار سے پھر گیا۔ تمام اشیا درویشوں میں تقسیم کر دی اور خانہ کعبہ کی طرف چل پڑے۔ حج اور روضۂ طیبہ حضرت رسالت پناہ سے فارغ ہو کر اپنے مقام کی طرف لوٹے اور ایک گاؤں موضع پچکوان میں مستقل مقیم ہو گئے یہ فتحپور کا ایک دیہات ہے لکھنؤ سے بارہ کوس پر واقع ہے یہیں مختلف ریاضات وطاعات میں مشغول رہے۔

انھیں ایام میں حضرت راجو قتال نے اوچہ سے جامہ خلافت اور مثال آپ کے پاس بھیجی۔ شیخ سارنگ نے اس عذر کے ساتھ واپس کیا کہ میں ایک نومسلم ہوں، مجھ میں یہ صلاحیت کہاں ہے کہ درویشوں اور اولیا کا لباس پہنوں میں خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتا میں اس لباس کے محافظت کی صلاحیت نہیں رکھتا ہوں۔

اس کے جواب میں حضرت راجو قتال نے لکھ بھیجا کہ میں نے یہ خرقہ و مثال خدا کے حکم، رسول اللہ کے فرمان اور پیران سلسلہ رضوان اللہ علیہم کے حکم وارشاد سے بھیجا ہے۔ کسی وسوسے اور دغدغے کو دل میں لائے بغیر بے فکر ہو کر پہنو۔ اللہ تم کو مبارک کرے اس کے بعد شیخ سارنگ نے خرقۂ خلافت پہن لیا۔ اس کے بعد ہر وہ شخص جو بیعت طارادت کی نیت سے سرکار لکھنؤ کے اطراف سے حضرت راجو قتال کے پاس پہنچتا اس کو لوٹا دیتے۔ اور فرماتے کہ میں نے اس جگہ شیخ سارنگ کو متعین کر دیا ہے۔ تم لوگ کس لیے اتنی مسافت طے کر کے یہاں آتے ہو۔ وہیں جاؤ اور شیخ سارنگ سے مرید ہو۔

نقل ہے کہ شیخ سارنگ کی ایک سو بیس سال کی عمر ہو گئی تھی شیخ فانی ہو گئے تھے۔ رمضان کے روزے رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ رمضان میں کچھ کھا لیتے تھے۔ پیر دستگیر مخدوم شاہ مینا قدس سرہٗ ان کی خدمت میں ان کے روبرو کھڑے تھے ان کے دل میں یہ بات آئی کہ مخدوم اپنا پس خوردہ عنایت فرما دیں تو میں فوراً کھا جاؤں۔ کھانے کے ساتھ روزے رکھ لوں گا۔ حضرت مخدوم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا۔ شیخ مینا تم قطب ہو گیا یہ مناسب ہے کہ میں تمھیں کسی نامناسب شے کا حکم دوں۔ مجھکو شریعت نے روزہ نہ رکھنا مباح کیا ہے۔ اگر رات میں کوئی چیز کھاؤں گا تو کچھ اس میں دوں گا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ منصب قطبیت حضرت مینا کو اپنے پیر دستگیر سے حاصل تھا اور مدت دراز سے رئیس درویشاں اور محبوب عارفاں شیخ قوام الدین بھی تھے جیسا کہ پیر دستگیر (شاہ مینا) کے ذکر میں مذکور ہوگا۔

حضرت مخدوم شیخ سارنگ کے دو خلیفہ تھے۔ ایک پیر دستگیر شیخ مینا اور دوسرے مخدوم شیخ حسام الدین صوفی فتحپوری۔ اسی طرح حضرت پیر دستگیر (شیخ مینا) کے بھی دو خلیفے ایک مخدوم عالم شیخ سعد قدس سرہٗ اور دوسرے آپ کے برادر زادہ وجانشین شیخ قطب الدین اور کوئی دوسرا خلیفہ نہ تھا۔ حضرت شیخ سارنگ عیال دار تھے۔ کئی صاحبزادے تھے کہ ان صاحبزادوں کی اولاد موضع پچکوان میں ان کے روضہ کی خادمی اور جاروب کشی کرتی ہے۔

شیخ سارنگ قولاً وفعلاً اپنے شیخ، حضرت قوام الدین کے تبع تھے ایک تیر شیخ سارنگ کا جبہ بر ساتی تھا جیسا کہ علما میں مروج ہے

پہنے ہوئے تھے۔ مخدوم شیخ مینا نے دریافت کیا حضرت شیخ قوام الدین بھی اس قسم کا جبہ بارانی پہنتے تھے شیخ سارنگ نے فرمایا یاد نہیں اور فوراً اتار کر درزی کو دیا کہ اس کو تراش کر شلوار بنادو۔

بندگی مخدوم شیخ سارنگ کی وفات شب پنجشنبہ اور دفن روز پنجشنبہ ۸۵۵ھ آٹھ سو پچپن ہجری میں ہوئی۔

جس روز حضرت مخدوم شاہ سارنگ کا وصال ہوا، پیر دستگیر (شاہ مینا) نے خیال کیا میرے پیر نے ایسی جگہ انتقال کیا ہے کہ کوئی شخص نماز جنازہ میں شرکت کیلئے بھی حاضر نہیں ہے کیوں کہ یہ جگہ ویران ہے اور حضرت کو ازدہام خلق پسند بھی نہ تھا حضرت مخدوم نے فوراً چہرہ سے کفن ہٹالیا اور فرمایا شیخ مینا فکر نہ کر اللہ کفایت کرنے والا ہے۔

جب جنازہ تیار ہوگیا برقعہ پوشوں کا ایک عظیم لشکر ہر طرف سے آنا شروع ہوا، باجماعت نماز پڑھی دفن کیا اور غائب ہوگیا۔

# ذکر بندگی مخدوم شیخ محمد قطب المشہور شیخ مینا لکھنوی قدس اللہ تعالیٰ سرہ

جن کا قول یہ ہے کہ خراب دل سے اگر ایمان بھی صادر ہو کفر ہے اور اگر آباد دل سے کفر صادر ہو تمام تر ایمان ہے۔

منقول ہے کہ جب پیر دستگیر (شاہ مینا) پیدا ہوئے تو بندگی شیخ قوام الدینؒ نے ہندی زبان میں فرمایا "او امورا مینا" اسی سبب سے ان کا عرف مینا ہو گیا۔ بعض لوگوں سے اس طرح منقول ہے کہ پیر دستگیر (شاہ مینا) حضرت قوام الدین کے انتقال کے بعد پیدا ہوئے۔ مخدوم قوام الدین نے ایک روز اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ میرے بعد برادرم قطب الدین کو ایک بیٹا پیدا ہوگا جو قطب ہوگا اور میرا سلسلہ اسی سے جاری و روشن ہوگا۔ تم اس کو دودھ پلاؤ گی اور میری خانقاہ اس کے حوالہ کر دو گی۔ بی بی صاحبہ نے کہا مدت ہوئی میرا دودھ خشک ہو گیا۔ بندگی مخدوم شاہ نے فرمایا تم کو کیا معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری قسمت میں ایک ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ جب پیر دستگیر پیدا ہوئے تب بی بی صاحبہ کو بندگی مخدوم کی وصیت یاد آئی گود میں لے کر سینے سے قریب کیا۔ دودھ اس طرح رواں ہوا کہ تمام دیکھنے والیاں حیران تھیں۔ لوگوں کا بیان ہے کہ چالیس سال کے بعد یہ دودھ پیدا ہوا تھا۔

منقول ہے۔ بی بی صاحبہ فرماتی ہیں کہ جس وقت میں بے وضو ہوتی تھی میاں مینا دودھ نہیں پیتے تھے۔ اور تمام مدت شیر خوارگی میں یہی حال رہا۔

بی بی صاحبہ یہ بھی فرماتی ہیں کہ جب تین سال کے ہوئے تو جو پرندہ گوریا وغیرہ کی قسم سے ان کے سامنے سے گذرتا ہوتا اس کو بلاتے فوراً چلا آتا اور ان کے سامنے بیٹھ جاتا۔ جب تک اس کو جانے کو نہیں کہتے نہیں جاتا تھا۔ جب چار سال چار مہینے کے ہوئے۔ ان کو مکتب میں بٹھایا گیا۔ معلم کو یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ولی اللہ ہیں، اس سبب سے ان کی تعلیم سے فکرمند نہیں رہتے تھے۔ دوسرے لڑکے پڑھتے تھے لوگ یہ مشغول رہا کرتے تھے۔ جب فرصت کا وقت ہوتا اور لڑکے استاد کے پاس پہنچ کر یکبارگی سلام کر کے روانہ ہوتے۔ دعا و سلام کی آواز پر پیر دستگیر حاضر ہوتے اور معلم کو سلام کر کے رخصت ہوتے۔

جب آپ کی عمر دس سال کی ہوئی بندگی مخدوم راجو قتال کے ایک خادم لکھنؤ آئے ہوئے تھے معرفت میں کمال نسبت حاصل تھی۔ انھوں نے پیر دستگیر (مخدوم مینا) کو بعض اشغال کی تعلیم دی۔ جب بارہ سال کے ہوئے قطب وقت ہوئے۔

ان کی قطبیت کا اعلان حضرت شاہ مدار کے واسطے سے ہوا اور یہ واقعہ اس طرح ہے کہ قاضی شہاب الدین ساکن مقام پیلانی جو دریاباد کا ایک دیہات ہے بعض قاضی شہاب الدین کی جگہ قاضی محمود کنتوری کا نام لیتے ہیں جو شاہ مدار کے مرید تھے۔ اور شہاب الدین

آتش پرکالے مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ اپنے پیر سے ملنے جا رہے تھے راستے میں جب لکھنؤ پہنچے اکثر مخلوق اپنی حاجات کے سلسلے میں ان کی خدمت میں آئی۔ قاضی شہاب نے کہا میں اپنے پیر کی ملاقات کو جا رہا ہوں تم لوگ ہر ایک کی حاجت کو لکھ کر ان کے سامنے پیش کردوں گا تاکہ جو جواب دیئے ویسا ہی کیا جائے۔ قاضی شہاب حضرت شاہ مدار کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چند روز ٹھہرے پھر رخصت کے وقت ہر ایک کی حاجت کو جو کاغذ پر لکھی تھی پیش کی۔ حضرت شاہ مدار نے فرمایا کہ قاضی شہاب تم کو معلوم نہیں کہ ولایت شیخ مینا کے حوالہ ہوئی ہے ان لوگوں سے کہو کہ شیخ مینا سے رجوع کریں۔ قاضی شہاب نے کہا شیخ مینا کون ہیں حضرت شاہ مدار نے فرمایا کہ تمہاری آنکھوں پر تو مرغ کی چربی چڑھ گئی ہے۔ کیوں کہ قاضی شہاب کے پاس نذور و فتوح میں مرغ بہت آیا کرتے تھے۔ پھر حضرت شاہ مدار نے بتایا کہ یہ ایک کم عمر بچہ ہے جس کی عمر بارہ سال ہے اور ان کا حلیہ بھی بتایا۔ اور یہ فرمایا کہ یہ قطب ہیں۔ اور تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ ولایت میرے حوالہ ہے لیکن وہاں کے لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ تم جاؤ اور تمام لوگوں کو خبر کر دو کہ لوگ اپنی حاجتیں ان کے سامنے پیش کریں۔ تم بھی ان سے جاکر ملاقات کرو اور میرا دعا و سلام پہنچاؤ اور ایک مصلیٰ دیا کہ میری طرف سے شاہ مینا کو نذر پیش کرو حضرت شاہ مدار کا نام بدیع الدین ہے اور مدار لقب۔ یہ بزرگ اویسی نسبت تھے۔ سادات حسینی سے ہیں۔ والد کا نام ابو اسحٰق شامی اور والدہ کا نام بی بی ہو یدا جد بزرگوار حضرت زین العابدین ابو موسیٰ کاظم ابن جعفر صادق ابن محمد باقر ابن زین العابدین بن امام حسین شہید کربلا رضوان اللہ علیہم

بعضوں نے شجرہ طریقت اس طرح لکھا ہے۔

شاہ بدیع الدین مدار ہو مجاز من شیخ عبداللہ المکی ہو مجاز من شیخ طیفور الشامی ہو مجاز من ابی بکر الصدیق ہو مجاز من خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نسبت علویہ۔ بعضوں نے شیخ عبداللہ المکی ہو مجاز شیخ ابو ربیع المقدسی ہو من شیخ یمین الدین الشامی ہو من اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب۔ واللہ اعلم۔

تاریخ وفات "ساکن بہشت" ہے کہ جس سے آٹھ سو انتیس ۸۲۹ برآمد ہوتا ہے۔

جب قاضی شہاب الدین لکھنؤ واپس آئے حاجتمند جمع ہوئے قاضی شہاب الدین نے کہا کہ میرے پیر نے فرمایا ہے کہ وہ ولایت شیخ مینا کے سپرد ہوئی ہے۔ وہ قطب ہیں تم لوگ ان کے پاس اپنے مہمات میں جایا کرو اس وقت قاضی شہاب الدین تمام حاجتمندوں کے ساتھ مخدوم مینا کی خدمت میں حاضر ہوئے ملاقات کی اور دعا و سلام کے بعد مصلیٰ پیش کیا اور حاجتمندوں کیلیے سفارش کی اور مودب بیٹھ گئے۔ ایک حاجتمند فوراً کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا میرے پیر بیمار ہیں۔ پیر دستگیر نے دوات و قلم طلب کیا اور ہر حاجتمند کو دعا تعویذ وغیرہ دینے لگے۔ ایک حاجتمند جس نے پیر کی علالت کے متعلق عرض کیا تھا، اسی طرح کھڑا رہا۔ بندگی مخدوم نے سر جھکایا پھر بہت دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا "بابا جاؤ صبر کرو ہر چند اس کی شفا میں نے درگاہ حق سے چاہی مگر حکم ملا کہ ان کی عمر اسی قدر تھی اور یہ دوہڑہ پڑھا۔

ٹوٹی پیت اکاس جتنا جوڑوں نہ جڑے ۔۔۔ جنہ سر جن کی آس لیے سر جن دو جن بھئی

تک اوپر سے ٹوٹ چکی ہے میں جوڑ نہیں سکتا۔ دوست نے دشمنی ابھار دی دوستی کا رشتہ توڑ دیا۔

اب آپکا کام روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ اس کے بعد آپ مخدوم شاہ سارنگ کی خدمت میں گئے اور مرید ہوئے اور سالہا سال انکی خدمت کرتے رہے۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سارنگ نے مخدوم مینا کو کسی کام سے کسی دیہات میں بھیجا۔ اس کام کو حسن و خوبی انجام دے کر واپس ہوئے۔ مخدوم شاہ سارنگ نے فرمایا اس دیہات میں ایک بزرگ بھی رہتے ہیں ان سے بھی ملے تھے؟ آپ نے عرض کیا نہیں۔ مخدوم شاہ سارنگ نے فرمایا جب کہیں جاؤ وہاں کے بزرگوں سے بھی ملا کرو۔ آپ نے عرض کیا ؎

ہمہ شہر پر ز خوبان منم و خیال ماہے　　چکنم کہ چشم بد خو نکند بکس نگاہے

بندگی مخدوم شاہ سارنگ نے پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا کو اجازت و خلافت عطا فرمائی کہ آپ اپنے مقام پر جاؤ اور یاد حق میں مشغول ہو۔

منقول ہے کہ پیر دستگیر (شیخ مینا) کے والد کے دو صاحبزادے تھے۔ شیخ احمد اور شیخ محمد المعروف بہ شیخ مینا، پیر دستگیر حصور رہے۔ حصور اس کو کہتے ہیں جو قدرت کے باوجود عورت کے قریب نہ جائے تاکہ نفس شہوات سے محفوظ رہے۔ شیخ احمد کے دو لڑکے ہوئے۔ ایک شیخ قطب الدین دوسرے شیخ زید۔ شیخ قطب الدین کو پیر دستگیر (شیخ مینا) نے اپنا متبنیٰ بنا لیا تھا۔ آخر میں انہی کو انھوں نے اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا۔ آج کل ان کے نواسوں کے ہاتھ میں آستانہ کی خادمی ہے۔

منقول ہے کہ پیر دستگیر کو بیعت و خلافت سلطان العارفین شیخ سارنگ سے تھی۔ جملہ حرکات و سکنات میں اپنے پیر کے متبع تھے۔ اپنے پیر کے سوا کسی دوسرے کی طرف توجہ نہ کرتے تھے۔ فرماتے تھے مرید اگر اپنے پیر کی زندگی میں کسی دوسرے کی اتباع اور تلقین کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو بہرہ ور نہیں ہوتا۔ پیر کی موجودگی کے باوجود کسی دوسرے سے محبت ہوتی اور خلافت قبول کرنی جائز نہیں ہے اگرچہ اپنے پیر کے ساتھ محبت و رابطہ قلبی بہت زیادہ ہی کیوں نہ ہو ترقی زیادہ نہیں ہوتی۔

جو رنج و مشقت کہ حضرت پیر دستگیر نے راہ خدا میں دیکھی ہے وہ طاقت بشری سے باہر ہے۔ بجز عنایت الٰہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ جاڑے کے موسم میں جبکہ سردی شدت کی ہوتی بیدار رہنے کے لیے کہ نیند کا غلبہ نہ ہو۔ پانی میں لباس تر کر کے جسم پر ڈال لیتے اور حضرت قوام الدین کے صحن خانہ میں جہاں سرد ہوا نہایت تیزی سے آتی ہوتی وہاں بیٹھ جاتے۔ سردی شدت سے جسم پر اثر انداز ہوتی اور نیند کا غلبہ دور ہو جاتا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ اپنی ٹوپی پانی میں تر کر کے اپنے منڈے ہوئے سر پر پہن لیتے۔ کبھی سنگ ریزہ جمع کر کے اس پر بیٹھتے۔ تمام رات عبادت خدا میں مشغول رہتے۔ جب بھی نیند کا غلبہ ہوتا ان سنگ ریزوں پر لوٹتے یہاں تک کہ نیند جاتی رہتی۔ معلوم ہے کہ سنگ ریزے پر کیا نیند آ سکتی اور کیا آرام مل سکتا۔ کبھی ایسا ہوتا کہ بلند دیوار کے سرے پر بیٹھ جاتے تھے۔ گرنے کے خوف سے نیند نہ آتی تھی۔ تمام رات اللہ کی یاد میں گزرتی تھی۔ بعض اوقات جبکہ پانی گرم کر دیتے تھے اور نفس اس کی گرمی سے قدرے آرام حاصل کرتا، یا کچھ کاہلی اثر انداز

ہوتی یا یہ خطرہ دل میں گزرتا کہ وضو میں قدرے تاخیر ہو جائے گی فوراً اٹھ جاتے گرم پانی چھوڑ دیتے اور سرد پانی سے غسل کرتے۔ کتنی راتیں صلوٰۃ معکوس میں گزریں صوم طے اکثر رکھا کرتے تھے کھڑاؤں پہنتے اور بار بار کوس پیدل چلتے تھے۔

مردان بسعی و رنج بجائے رسیدہ اند　　　　تو بیخبر کجا رسی از نفس پروری

قطب العالم حضرت سعد خیرآبادی فرماتے ہیں کہ پیر دستگیر کے عرس میں جو میں اس قدر طعام داری کرتا ہوں یہ مخلوق کیلیے کرتا ہوں ورنہ مجھ کو پیر دستگیر سے شرم آتی ہے کہ کبھی بھی پیر دستگیر نے بلا فاقہ کھانا نہیں کھایا۔

پیر دستگیر کو چرب دار کھانے سے نفرت تھی یہاں تک کہ چربی یا روغن کی بو اگر دماغ میں پہنچتی تو تحمل نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اس کو مسکر سمجھتے تھے۔

منقول ہے کہ پیر دستگیر نے اربعینات بہت کی ہیں لیکن ان کی شہرت نہ تھی صائم اور مشغول رہا کرتے تھے۔ لوگوں سے ملنے کیلیے باہر آتے تھے۔ خانقاہ میں تھوڑی دیر ٹھہرتے اور پھر حجرہ میں چلے جاتے اور مشغول رہتے۔ بعض اوقات انتیس روز گزرنے کے بعد اچانک کوئی عزیز یا معتقد آپکا جوٹھا پانی طلب کرتا۔ چوں کہ پوشیدگی کا لحاظ رہتا تھا اسلیے نہیں کہتے تھے کہ میں روزہ دار ہوں۔ جو اس کی خوشی ہوتی دہی کر دیتے تھے۔ پھر نئے سرے سے اربعین کی نیت کرتے۔ اس قہر نفس کا مقصد صرف یہ تھا کہ اربعین کی تکمیل سے نفس مغرور نہ ہو اور ایک مسلمان بھائی کی دل شکنی نہ ہو۔

بزرگان بیان کرتے ہیں کہ حضرت پیر دستگیر کی عادت تھی کہ نیند سے بیدار ہوتے ہی تیمم کرتے تھے پھر وضو کیلیے مستعد ہوتے۔ فرماتے تھے کہ آدم کی اصل خلقت مٹی اور پانی ہے۔ انہی دونوں سے آگ بجھتی ہے۔ کل قیامت میں بھی بڑی امید ہے کہ خداوند تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آخرت کی آگ کو بھی ان دونوں کی وجہ سے بجھا دے گا۔

حضرت پیر دستگیر کو اگرچہ ہر وقت وضو ہوتا تھا مگر ہر ایک دو گھنٹے کے بعد اٹھتے وضو کرتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ فرماتے تھے۔ تازہ وضو قساوت ظاہری اور تاریکی قلب کو دور کرتا ہے اور ایک تازہ نور دل میں پیدا کرتا ہے۔ کہ شیطان جب اس کو دیکھتا ہے کڑھتا ہے۔ جب تک یہ پانی برتن میں رہتا ہے وضو کا ثواب اس شخص کے نام سے لکھا جاتا ہے۔

قطب العالم مخدوم شیخ فرماتے ہیں کہ بیس سال تک میں پیر دستگیر کی خدمت میں رہا۔ لیکن کبھی میں آپ کو پاؤں کھڑا کرکے یا پاؤں پھیلا کے بیٹھتے نہ دیکھا۔ ہمیشہ قبلہ رخ نماز کے ارادے میں بیٹھے رہا کرتے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز اپنے لیے طلب کرکے کھائی ہو یا اپنے لیے کوئی فرمائش کی ہو۔ یا اپنی خواہش اور پسند سے کوئی کپڑا اپنے لیے سلوایا ہو۔ یا یہ کہا ہو کہ یہ کپڑا اچھا نہیں ہے یا درزی پر خفا ہوں کہ یہ کپڑا ایسا کیوں سیا۔ یا یہ کپڑا ایسا کیوں کر دیا۔ فرماتے تھے صوفی ہوائے نفس سے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ کپڑا پہنتا ہے۔ حاشا کلا ایسا شخص صوفی نہیں ہے دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رہزن ہے۔ کبھی اپنا جوتا قبلہ کی طرف نہ رکھتے تھے نہ اتارتے تھے

منقول ہے. فرماتے تھے جو شخص کھانا پانی بغیر وضو کے کھاتا پیتا ہے شیطان اس میں شریک ہو جاتا ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ جس کھانے میں شیطان شریک ہو اس سے طہارت باطنی اور سلامتی سینہ کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔

آپ کی عادت تھی کہ جب کھانے کا ارادہ کرتے وضو ہوتے ہوئے بھی تازہ وضو کر لیتے تھے. فرماتے تھے جو کھانا کہ باوضو کھایا جاتا ہے، وہ دل میں تسویح کرتا رہتا ہے اور وہ کھانا دل کو منور اور روشن کر دیتا ہے عبادت میں کاہلی پیدا نہیں ہوتی ہے۔

جب کھانے سے فارغ ہوتے تھے اس وقت بھی وضو کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو وضو کھانے کے بعد کیا جاتا ہے، گرانی شکم سے محفوظ رکھتا ہے. نور علی نور کا جلوہ دکھاتا ہے۔

پیر دستگیر کی یہ بھی عادت تھی کہ بے وضو گفتگو بھی نہیں کرتے تھے، نہ بے وضو کبھی سوتے تھے. فرماتے تھے کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص باوضو سوتا ہے اس کے برابر فرشتہ سوتا ہے اور جب تک وہ سویا رہتا ہے فرشتہ دعا کرتا ہے اے خدا اس بندے کو بخش دے کہ یہ بندہ باوضو سویا ہے۔

یہ بھی عادت تھی کہ جب پہلو پر سوتے تھے بیدار ہوتے تو پھر دوسرے پہلو پر بے وضو نہیں سوتے تھے۔ اٹھ جاتے وضو کرتے دوگانہ ادا کرتے پھر سوتے. یا ذکر میں مشغول ہو جاتے. فرماتے تھے جس طرح قرآن ایمان و اسلام نور رکھتے ہیں وضو بھی نور رکھتا ہے۔

منقول ہے. فرماتے تھے. بہت زیادہ نماز پڑھنی. کثرت سے روزہ رکھنا کلام مجید کی تلاوت کرنی ہر شخص سے ممکن ہے. لیکن درد محبت کا حاصل کرنا جو اس راہ کی اصل ہے ہر ایک کے بس کی بات نہیں، اس وقت یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

ما را زمرید درد خواں می باید — نے زاہد و حافظ قرآن می باید

صاحب درد سوختہ جان می باید — آتش زدہ بخانماں می باید

اس درد سے متعلق یہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے ؎

در سینہ چو دردِ یار دارم — صد ملک درین دیار دارم

اے دردِ مرو زسینہ بیرون — زنہار کہ با تو کار دارم

ایک مرتبہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا کہ مولانا عمدہ بدایونی جو بہت بڑے عالم صاحب عزت و جاہ تھے. حضرت نظام الدین اولیا کے زمانے میں سیر و سیاحت میں مشغول رہا کرتے تھے، عنایت الٰہی جو ان پر ہوئی تو سب کچھ ترک کر کے طریقہ ملامتیہ اختیار کر لیا. زنانہ لباس زنانہ سنوار، بناؤ کر کے ایک گال سیاہ ایک گال سرخ کر کے حضرت نظام الدین اولیا کی خدمت میں حاضر ہوئے. زانو سے زانو ملا کر روبرو بیٹھ گئے، اور کہنے لگے مولانا نظام الدین آپ سے یہ سب کچھ ہو گا جو میں نے کیا ہے؟ ہمیشہ سجادہ کبر اور نہالچہ رعونت پر بیٹھے رہتے ہیں. اور خود کو سالکان، طالبان اور صادقان میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت نظام الدین اولیا خاموش رہے۔ مولانا عمدہ نے مکرر سہ کر رہی بات کہی پھر کہا مولانا جواب کیوں نہیں دیتے۔؟
حضرت نظام الدین اولیا نے فرمایا" جو کام آپ نے کیا ہے سہل ہے۔ یہ بیہودہ عورتوں اور مخنثوں کا کام ہے۔ لیکن مردان خدا کا کام دوسرا ہے۔

مولانا عمدہ کو تعجب ہوا۔ پوچھا کہ وہ کیا کام ہے۔ حضرت نظام الدین اولیا نے فرمایا: "مردان خدا کا کام یہ ہے کہ ہمیشہ خدائے تعالیٰ کے درد عشق کی آگ میں جلتے ہیں۔ دل کے پاسباں رہتے ہیں کہ خطرات سے محفوظ رہے"۔

حضرت پیر دستگیر شیخ (مینا) نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص شیخ الاسلام حضرت شیخ نظام الدین اولیار کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایک بزرگ کا تذکرہ کرنے لگا۔ کہ وہ ایسا کشف رکھتے ہیں اور ایسی ایسی ان کی کرامتیں ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیا نے دریافت فرمایا "آں دارد" ؟ یعنی عشق۔ صوفیا کی اصطلاح میں عشق کیلئے سو کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین (چراغ دہلی) فرماتے ہیں "چوں محبت شد ہمہ شد" جب محبت ہوئی تو سب کچھ ہوا اور آپ نے یہ بھی فرمایا "ہمارے خاندان میں دو چیزیں ہیں، ایک محبت دوسرے اتفاق"۔ ایک مرید نے پوچھا محبت کس طرح حاصل ہوتی ہے۔ آپ (چراغ دہلی) نے فرمایا۔ اللہ کی عنایت سے۔ مرید نے دریافت کیا۔ اس کے علاوہ دوسری چیز؟ فرمایا "احسان"۔ مرید نے پوچھا کوئی ایسا ورد نہیں ہے جس کے پڑھنے سے اللہ کی محبت پیدا ہو۔؟ آپ نے فرمایا" جو شخص بعد نماز عصر پانچ بار سوۂ نبا یعنی سورۂ عم روزانہ پڑھے گا اس کو اللہ کی محبت حاصل ہوگی اور آپ (چراغ دہلی) نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیا سے سنا ہے کہ جو شخص مسبعات عشر کے بعد یہ دعا پڑھے "اللھم الرزقنی حبالک امتنی محبالک احشرنی تحت اقدام احبابک" اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھ کر اس دعا کو پڑھے۔ اللہ اپنی محبت میں اسیر فرمائے گا۔

پھر فرمایا انسان کو اپنی کوشش جاری رکھنی چاہیے۔ عطاو بخشش کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے ؎

اندریں رہ اگر تواں نکنی  جان بدہ جان بدہ زبان نکنی

اے عزیز سالکان راہ طریقت نے عشق و محبت کے درمیان فرق بنایا ہے۔ عشق انتہائے محبت کو کہتے ہیں۔ محبت کی ابتدا موافقت سے ہے۔ (پھر مدارج ہیں) پھر میل کا مرتبہ ہے اس کے بعد موانست ہے پھر مودت پھر مواصلت کی منزل ہے۔ اس کے بعد مقام خلت ہے۔ اس کے بعد محبت۔ اس کے بعد شفقت اس کے بعد مرتبۂ وہم، اسکے بعد مرتبۂ ولا اور آخری مرتبہ عشق ہے۔ ان میں سے ہر ایک کی تشریح رسالہ مکیہ کی شرح میں موجود ہے۔

پیر دستگیر نے فرمایا لفظ عشق عشقہ سے ماخوذ ہے یہ ایک بیل ہے جو تر و تازہ درختوں پر لپٹتی ہے۔ درخت کو خشک کر دیتی ہے اور خود تر و تازہ رہتی ہے یہی حال عشق کا ہے جس جسم پر لپٹ گیا غیر محبوب کو خشک کر دیتا ہے۔ پھر فرمایا، عشق و محبت خدا، یا غیر

شرعی امور سے بابئی اللہ کی مدد اور توفیق ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے بعد ایک عجیب و غریب اور نصیحت آموز واقعہ بیان فرمایا۔

ایک مرتبہ قاضی شہاب الدین شاہی لشکر کے ساتھ جا رہے تھے۔ راستے میں پڑاؤ تھا۔ قضائے حاجت کی وجہ سے صحرا کی طرف گئے۔ راہ میں قحبہ خانے کی طرف سے گزر ہوا، ایک خیمے سے رونے کی آواز آرہی تھی، حیرت ہوئی اس طرب آباد میں گریہ وزاری کیسی؟ آواز آتی دل دوز تھی کہ آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہوئی گھوڑے کو روک لیا۔ اتر پڑے، دیر تک متأمل رہے۔ مخلوق کے خوف اور لوگوں کی بدگمانی کے ڈر سے خیمے کے اندر جانے کی ہمت نہ ہو رہی تھی لیکن جب دیر ہوئی تو طبیعت نہ مانی، خیمے کے اندر چلے گئے۔ دیکھا ایک طوائف بیٹھی رو رہی ہے۔ آپ کو دیکھ کر اس نے کہا جاؤ جاؤ میں آجکل اچھی نہیں ہوں۔ یہ میرے ایام ماہواری کے دن ہیں معذور ہوں، تم سے پہلے بھی ایک آشنا آیا تھا اس کو بھی یہی کہہ کر واپس کر دیا ہے۔ تم بھی واپس جاؤ۔

قاضی شہاب نے کہا دیکھو میں ایک سن رسیدہ آدمی ہوں میرے لباس کو بھی دیکھو صالحین کا لباس ہے۔ میں بدوضع بدقماش نہیں ہوں جو تم ایسا گمان کرتی ہو۔

اس نے پوچھا تم کس لیے آئے ہو؟

قاضی صاحب نے کہا مجھ کو تمہارے رونے کی آواز کھینچ لائی ہے۔ آخر تمہارے رونے کا سبب کیا ہے؟ اس نے کوئی جواب نہیں دیا جب آپ نے بہت اصرار کیا تو اس نے کہا محترم! آج میرے دل میں یہ خیال آیا کہ دنیا میں لوگ مجھے فاحشہ کہتے ہیں کل قیامت میں خدائے تعالیٰ اس نام کی بنا پر مجھے عذاب نہ دیدے۔

قاضی صاحب نے کہا نام کا کیا اعتبار ہے جبکہ تم ایسے قبیح فعل میں مبتلا نہیں ہو۔

اس نے کہا نعوذ باللہ منہا لوگ آتے ہیں، میں نوع بنوع حیلے کر کے ان کو لوٹاتی ہوں اور خود کو اس فعل قبیح سے بچاتی ہوں۔

قاضی صاحب نے پوچھا اے ولیہ تم آزاد ہو، یا کسی کی باندی ہو۔

اس نے جواب دیا، ایک شخص کی باندی ہوں اس کے کہنے کے مطابق یہاں آکر بیٹھی ہوں تمام روز مصلے پر بیٹھی عبادت الٰہی میں مشغول رہتی ہوں۔ جب شام ہوتی ہے یہاں سے روانہ ہوتی ہوں۔ چار جیتل درم جو روزانہ میرے آقا نے مجھ پر مقرر کیا ہے۔ مصلے پر پاتی ہوں اور اپنے آقا کو جا کر دیدیتی ہوں۔

پھر مخدوم قاضی شہاب نے پوچھا اگر کوئی آشنا رات کے وقت آتا ہے اور تمہارا مالک تم کو اس کے پاس بھیجنا چاہتا ہے تو کیا کرتی ہو۔

اس نے جواب دیا کہ میں اٹھتی ہوں کہ مکان میں جاؤں لیکن اتنا شدید بخار آتا ہے کہ مجھے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا۔ بالکل بےخبر

ہو جاتی ہوں۔ اس طرح بفضل خدا اس خیانت سے بچ جاتی ہوں۔

پیر دستگیرؒ نے فرمایا صوفیا کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی ان پر جور و ستم کرتا ہے یا چور ان کا مال لیجاتا ہے تو اس کے لیے بد دعا نہیں کرتے۔ اور اگر کوئی بد دعا کرے گا تو توکل باطل ہو جائے گا۔ اگر چوری ہو یا مال گم ہو جائے تو غمگین ہونے کے بجائے یہ کہے اس میں دین و دنیا کی کوئی بھلائی پوشیدہ ہوگی جب ہی مال چوری ہوا ہے یا گم ہوا ہے۔

ایک مرتبہ مریدنے آپ (شیخ مینا) کو ایک گھوڑا نذر کیا۔ رات کو چور آئے اور چرا کر لے گئے۔ جب چوروں کو یہ خبر ملی کہ یہ گھوڑا مخدوم شاہ مینا صاحب کا ہے، تو کہلا بھیجا کہ آپ کا گھوڑا ہمارے پاس ہے کچھ دیجئے تو میں آپ کو واپس کر دوں۔

آپ نے جواب دیا کہ خدا کا منشا یہی تھا کہ گھوڑا چوری ہو جائے۔ اس میں کچھ بھلائی ہی پوشیدہ ہوگی۔ میں نے تو چوری ہی کے بعد یہ ارادہ کر لیا تھا کہ جس نے چرایا ہے میں نے اس کو دیدیا ہے۔ دی ہوئی چیز واپس نہیں ہوتی۔ میں گھوڑے سے درگزرا۔ اس کو بیچوا در کھاؤ۔ مجھے اس گھوڑے سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

منقول ہے کہ کسی حاضر مجلس نے حضرت پیر دستگیر سے دریافت کیا کہ حضرت سری سقطی کا قول ہے کہ بندے کو اپنا گناہ فراموش نہ کرنا چاہیے۔ اور توبہ میں مشغول رہے۔ اور حضرت جنید فرماتے ہیں کہ گناہوں کو فراموش کر دینا چاہیے۔ ان دونوں قولوں میں تضاد ہے۔

حضرت پیر دستگیر نے فرمایا تضاد نہیں ہے۔ سری سقطی نے مبتدی کے متعلق کہا ہے توبہ میں مشغول رہے تاکہ عبادت و ریاضت میں عجب و غرور نہ پیدا ہو۔ اور جنید منتہی کی بات کرتے ہیں جس کو اللہ نے مقام بلند پر نواز دیا ہے۔ اس مقام میں گناہ کو فراموش کر دینا چاہیے۔ وہ مقام قرب کا ہے۔ وہاں ایسا ذکر جائز نہیں ہے۔ لان ذکر الجفاء فی حالۃ الوفاء جفاء۔ ورنہ اس مقام سے الگ ہو کر سب ہی کیلئے توبہ استغفار ہے

منقول ہے کہ ایک روز ادب کا ذکر نکل آیا پیر دستگیر نے فرمایا نفس ادب کے باب میں لوگوں کا تین گروہ ہے۔

اول اہل دنیا:۔ ان کا ادب یہ ہے کہ فصاحت و بلاغت، علم اور اسرار و معانی کو حاصل کریں جن میں یہ خصائل نہیں ہوتے ان کو بے ادب کہتے ہیں۔ زہے کم بینی و نادانی کہ بس اسی ادب میں رہتے ہیں اہل شریعت اور اہل خصوص کے ادب کی حصول کی ہمت نہیں کرتے ہیں۔

دوسرا گروہ اہل شریعت و دین کا ہے۔ علوم کی تحصیل، ریاضت نفس، اعمال جوارح کا لحاظ، طبیعت کی پاکیزگی۔ حدود الٰہی کی نگہداشت۔ ترک شہوات و شبہات سے کنارہ کشی، حسنات و خیرات کی طرف میلان یہ اہل شریعت کا ادب ہے۔

تیسرا گروہ اہل خصوص کا ہے ان کا ادب دل کی نگہداشت، کہ ہمیشہ دل کی پاسبانی کرتے ہیں۔ اور ان اسرار کی نگہبانی جو اللہ کی طرف سے ان کے دلوں پر منکشف ہوتے ہیں۔ یہ کام سب سے مشکل ہے۔ وہ نفاق سے دور رہیں، ظاہر و باطن میں یکسانی کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا ہے کہ بعض اہل سلوک صفت و نفاق کے دور کرنے میں عاجز رہے ہیں تو انھوں نے کمر میں زنار باندھ

لی ہے اور کہاہے۔ اگر مسلمان نہ رہوں گا تو منافق بھی نہ رہوں گا۔

منقول ہے حضرت سعد خیرآبادی نے حضرت پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا قدس سرہٗ سے دریافت کیا کہ " علما اور مجتہدین دنیا میں بہت ہوئے اس کی کیا وجہ ہے ؟ "

حضرت مینا قدس سرہٗ نے جواب میں فرمایا ، ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا میں نے خواب دیکھا ہے۔ حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا کیا خواب دیکھا ہے ؟

اس نے کہا میں نے دیکھا ایک خیمہ آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ اس خیمے کی چار طنابیں ہیں اور ایک ایک طناب ایک ایک شخص کے ہاتھ میں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلق خیمہ دین اسلام ہے اور چار طنابیں جو دیکھیں یہ وہ لوگ ہیں جو ہمارے بعد ظاہر ہوں گے۔

منقول ہے کہ حضرت پیر دستگیر نے فرمایا ایک بار موسیٰؑ نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کی۔ الٰہی وہ عبادت سکھا دے جس میں تکلیف و مشقت ہو۔ رب العزت کا حکم ہوا لا الٰہ الا اللہ کہو۔ موسیٰؑ نے کئی ہزار مرتبہ پڑھا۔ پھر درخواست کی کوئی ایسی عبادت کی تعلیم دیجئے جس میں انتہائی مشقت ہو اس کلمے سے تو مجھے راحت و مسرت کا احساس ہوتا ہے۔ فرمان الٰہی پہنچا۔ اے موسیٰ اس کلمے کے رنج و مشقت کو فرعون سے پوچھو۔ میں نے تم پر آسان کر دیا ہے۔ تمہارے دل کو پاک و صاف کر دیا ہے۔ اس لیے یہ کلمہ تم کو آسان معلوم ہوتا ہے۔

منقول ہے کہ پیر دستگیر نے فرمایا ۔ . . . . . . . . . مصطفیٰؐ نے فرمایا " الدنیا خمر الشیطان من سکر منہا لا اصحوا الا بذھابہ " دنیا شیطان کی شراب ہے جس پر اس کا نشہ چڑھا وہ ہوش میں نہیں آتا مگر اس دن ) جب وہ یہاں سے چلا جائے گا۔

نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب دنیا مردار ہے اور اس کا طلبگار کتا ہے۔

منقول ہے پیر دستگیر فرماتے تھے ، عشق آمدنی بھی ہے اور آوردنی بھی۔ آمدنی یہ ہے کہ از خود بے اختیار او رہنمیر کسب کے اللہ اپنے بندے کو اپنے عشق میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آوردنی وہ کہ اپنے اختیار اور کسب سے حاصل کرتے ہیں کہ خانہ دل میں منتظر بیٹھتے ہیں۔ ع

رو خانہ روب کہ شاہ سحرگاہ آید (کذا)

حضرت پیر دستگیر نے فرمایا ۔ طعام حلال اور چیز ہے اور طعام پاک اور چیز ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی ۔ ایک بزرگ ایک بادشاہ کے دسترخوان پر مہمان ہوئے ۔ جب دسترخوان چن گیا ۔ ان بزرگ نے اپنی آستین سے چند روٹیاں نکالیں اور کھانے لگے ۔ بادشاہ نے کہا یہ کھانا حلال طریقے پر فراہم کیا گیا ہے کیوں نہیں کھاتے ۔ کھایئے ۔

ان بزرگ نے کہا واللہ اعلم حلال ہو گا ، پاک نہ ہو گا ، کیوں کہ میرا دل اس پر فتویٰ نہیں دے رہا ہے ۔ بادشاہ نے رعونت سلطانی میں آکر کہا بار بار کہہ رہا ہوں ، مگر آپ کھاتے نہیں ہیں ۔ کھایئے اس کھانے سے آپکا ایمان نہیں جائیگا ۔ ان بزرگ نے فرمایا ایمان نہیں

جائے گا مگر حلاوت ایمانی چلی جائے گی۔

پیر دستگیر نے فرمایا، درویش کو چاہیے فضول گفتگو سے احتیاط کرے اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔ ایک بزرگ نے چاہا کہ ایک مرید کو خرقۂ خلافت پہنا کر دعوت و ارشاد کیلئے متعین کرے۔ چند بزرگوں کو جمع کیا کہ ان کی موجودگی میں خرقۂ خلافت پہنائیں اور مسند رشد و ہدایت پر بٹھلائیں۔ ہوا گرم تھی اور آفتاب کی تابش تیز تر تھی۔ اس شخص کی زبان سے نکل گیا کہ کس قدر سخت گرمی ہے۔ ہر ایک بزرگ جو جمع ہوئے تھے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یہ شخص اس لائق نہیں کہ یہ کام کر سکے لغو اور بے فائدہ بات کرتا ہے اس گفتگو میں کیا نفع تھا۔

منقول ہے کہ امیر المومنین ابوبکر صدیق فضول گوئی سے بچنے کے لیے ریزہ منہ میں رکھا کرتے تھے۔ جو نماز ذکر اور کھانے کے وقت منہ سے نکال لیتے تھے ورنہ کسی وقت بھی منہ سے نہ نکالتے تھے اور یہ سب اسلیے کرتے تھے تاکہ لایعنی گفتگو سے محفوظ رہیں۔

منقول ہے کہ حضرت مخدوم شیخ مینا قدس سرہٗ جب کسی کو مرید کرتے تو یہ ہدایت فرماتے جو کچھ اللہ نے حکم کیا ہے اس پر عمل کرو۔ جس سے منع کیا ہے اس سے بچو۔ غسل جمعہ، نماز باجماعت، روزہ ایام بیض اور چار رکعت نماز چاشت کا اپنے کو پابند بنالو۔

حضرت پیر دستگیر جب اس آیت کی تفسیر بیان کرتے فاذکروا اللّٰہ قیاما وقعودا وعلی جنوبکم، تو یہ دوہرہ بھی پڑھتے تھے۔

اوٹھت بیٹھت سب کہیے کسی پور کھا مر نہ کہیے

پیر دستگیر مخدوم مینا قدس سرہٗ نے اپنی تصنیف کردہ کتاب خوان اساسین میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں میں حضرت یوسف چشتی کی خدمت میں تھا، بزرگوں کا تذکرہ چھڑ گیا۔ اسی اثنا میں ایک شخص حضرت یوسف چشتی کی خدمت میں بیعت کے ارادے سے آیا قدمبوس ہوا، حکم ہوا بیٹھ جاؤ، کیسے آئے۔ اس نے بیعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس وقت خواجہ یوسف چشتی کسی اور عالم میں تھے۔ آپ نے فرمایا ایک کام کرو تو میں مرید کر لوں۔ اس نے کہا فرمائیے آپ نے کہا لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہتے ہو۔ اسی طرح ایک بار اقرار کرو لا الہ الا اللّٰہ چشتی رسول اللّٰہ چونکہ وہ مرید راسخ تھا اس نے اس طرح کہہ دیا۔

اس کے بعد آپ نے اس کو مرید کر لیا خلعت و نعمت عطا فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا میاں میں کون ہوں، میں تو محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام ہوں۔ اصلی کلمہ یہی ہے لا الہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لیکن یہ جانچنے کیلئے کہ تم کو کس قدر میرے ساتھ اعتقاد ہے۔ یہ سخت امتحان میں نے لیا۔ جب تمہاری عقیدتمندی کی تصدیق ہو گئی تو مجھے اطمینان ہوا تو میں نے مرید کر لیا مرید کو ایسا ہی راسخ العقیدہ ہونا چاہیے۔

حضرت مخدوم مینا قدس سرہٗ دوپہر کے وقت کہ مکروہ وقت میں سجدے پر سجدے کرنے لگے۔ (نماز پڑھنے لگے) یاران ومصاحبان میں جو لوگ موجود تھے کہنے لگے مکروہ وقت میں سجدہ منع ہے۔ حضرت دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ کر کہنے لگے۔ عزیز خدا کیلئے کچھ نہ کہو خموش رہو اس وقت معشوق نگاہوں میں ہے اس وقت مجھ میں تاب نہیں ہے کہ اس کو دیکھوں اور سجدہ نہ کروں۔ اسکے بعد آپ نے یہ دوہرہ پڑھا۔

سائیں جب چڑھے جب آئے　　　　ریت کریت نہ دیکھیں جائے

پیر دستگیر قدس سرہٗ نے فرمایا۔ صفائے باطن کے ساتھ جب ذکر کیا جاتا ہے تو بلاؤں کی سختی فراموش ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ حکایت بیان فرمائی۔

حضرت کلیت بنجاری نے ایک روز اپنے ملازم سے فرمایا۔ دیکھو میرے جسم میں کوئی ایسی جگہ بھی ہے جو گرم نہ ہو، مگر زبان جو گرم نہیں ہے۔ ملازم نے کہا ایسا ہی ہے۔ حضرت کلیت بنجاری نے فرمایا ہاں کلیب ایسا ہی ہے کہ تمام جگہ گرم ہے۔ مگر زبان کو ذکر و شکر کیلیے مخصوص کیا ہے اور دل کو فکر و حضوری کے لیے۔ جس کی وجہ سے بلاؤں کی سختی ہیچ ہے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت کلیت بنجاری کسی سفر میں ایک میدان میں مقیم تھے۔ ایک رات چند افراد گئے اور ان کے گرد جمع ہو گئے کہ اس حالت میں خدا سے وہ کیا کہتے ہیں کان لگائے ہوئے تھے۔ لوگوں نے سنا وہ کہہ رہے تھے۔ میرا نام کلیت ہے۔ چند دم سے موسوم ہوں میری غذا فاقہ کشی کے بعد ہے۔ تو جبریل علیہ السلام اس میدان بلا میں کہاں ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ دعویٰ محبت میں میرا مقابل کون ہے۔

لوگوں نے یہ حکایت بھی کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ممشاد دینوری بیمار ہوئے۔ بلاؤں میں مبتلا تھے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کی تکلیف کیسی ہے۔ آپ نے فرمایا تکلیف سے پوچھو کہ وہ مجھ کو کیسا پا رہی ہے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کے دل کا کیا حال ہے؟ فرمایا تیس سال ہوئے کہ دل گم کر چکا ہوں، سختی، تکلیف اور دل کا حال کیا پوچھتے ہو؟

منقول ہے پیر دستگیر نے فرمایا۔ کسی مرید نے اپنے پیر سے کہا چاہتا ہوں کہ ایک اجنبی کی طرح اس مکان میں جاؤں اور کچھ روز حکمران (ثروتمند) کو دیکھوں۔ پیر نے کہا اگر وہاں سے واپس نہ آنے دیں تو کیا کرو گے؟

منقول ہے کہ پیر دستگیر میں جو شان حلیمی تھی مصطفیٰ کے والشاذ و نادر ہی کسی میں ہوگی۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک حجام ہاتھ میں اینٹ لیے ہوئے غصے سے بدست گالیاں دیتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ آپ نے کچھ رقم اس حرکت کے جواب میں اس کے ہاتھ میں رکھ دی اور چھٹکارا حاصل کیا۔ وہ دوڑ کر آیا اور آپ کے قدموں میں گر گیا۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں تحفۃً کھیرے لایا۔ آپ نے چکھا۔ سخت تلخ تھا خود کھا گئے۔ اسی طرح ہر ایک کو چکھا سب تلخ کسی کو نہ دیا۔ یہ بات چوں کہ خلاف عادت تھی اسلیے لوگوں کو تعجب ہوا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سب تلخ تھا اسلیے نہیں دیا کہ حاضرین مجلس میں کوئی تلخی کی شکایت کرے اور لانے والے کو شرمندگی نہ محسوس ہو۔

منقول ہے حضرت پیر دستگیر فرماتے تھے۔ جس زمانے میں میں حضرت قوام الدین قدس سرہٗ کے روضے پر مقیم تھا۔ بہت پریشان خاطر رہا کرتا۔ کبھی ایسا ہوتا مسافران بہت آجاتے کھانا تھوڑا ہوتا دہی سامنے رکھ دیتا پھر چراغ کی روشنی درست کرنے کے بہانے سے اٹھتا، چراغ بجھا دیتا، تاریکی میں سب کھانے میں مشغول ہوتے میں ہاتھ ڈالتا لیکن کھاتا نہ تھا تاکہ سب سیر ہو جائیں۔ میں اس طرح بھوکا رہ جاتا ایک

روز کئی فقیر مخدوم کی درگاہ میں اترے۔ والدہ حیات تھیں میں نے کہا مہمان آگئے ہیں کچھ کھانے کو ہے۔ انھوں نے فرمایا ہوگا تلاش کرو۔ میں نے تلاش کیا بہت مختصر سا آٹا ملا۔ میں نے کہا روٹی پکا دیجیے۔ یہ کہہ کر چلا گیا۔ مگر اس مختصر آٹے کی روٹی پکنے میں بہت تاخیر ہوئی۔ جب کھانا تیار ہو گیا والدہ کے پاس گیا اور دریافت کیا اتنے مختصر آٹے پکانے میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔ فرمانے لگیں۔ تمہارے سب ہی بھائی بہن جاگ رہے تھے۔ میں نے خیال کیا ان کے سامنے پکاؤں گی تو یہ بھی مانگیں گے اس طرح مہمانوں کے کھانے میں اور بھی کمی ہو جائے گی۔ بچوں کو سلانے میں مشغول ہو گئی جب سو گئے تو اس وقت روٹی پکائی۔ لیجاکر مہمان کو کھلاؤ۔ میں نے وہی مختصر کھانا مہمانوں کو کھلایا۔ لیکن ان بچوں کے بھوکے رہنے سے دل بہت محزون رہا۔

پھر مخدوم فرمانے لگے۔ اس وقت یہ فارغ البالی جو مجھے حاصل ہے۔ وہ میرا گمان ہے کہ اسی رات کا صدقہ ہے اور یہ روشنی جو اس وقت نظر آتی ہے، وہ والدہ کی خدمت کی بدولت ہے۔

منقول ہے پیر دستگیر نے فرمایا۔ ایک بزرگ خراسان سے شام گئے دریافت کیا یہاں کوئی عالم متقی ہے کہ میں ملاقات کروں۔ لوگوں نے شیخ سعد الدین مفسر کا نام لیا۔ جب وہ بزرگ وہاں پہنچے دیکھا گوبر پانی میں گھول رہے ہیں تاکہ مکان کی دیوار لیپیں۔ یہ دیکھ کر وہ فوراً واپس لوٹ گئے اور کہا کیسے عالم متقی ہیں کہ ایسی پلیدی کو دیوار میں لگائیں گے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ ط

منقول ہے ایک مرتبہ حضرت سعد قدس سرہٗ اپنے پیر شیخ مینا سے رخصت ہو کر اپنے وطن اودھ میں اپنے والدین سے ملاقات کیلیے جا رہے تھے۔ برسات کا موسم تھا۔ جب قصبہ موہان کے قریب پہنچے دیکھا ہر طرف جل تھل ہے۔ جدھر نگاہ جاتی پانی ہی پانی، سیلاب ہے کہ اپنی شدت سے رواں ہے فرماتے تھے میں گھوڑے پر سوار تھا۔ میں نے چاہا کہ گھوڑے پر چڑھے ہوئے ہی پانی پار کرلوں۔ گھوڑا پانی میں ڈال دیا۔ ابھی چند ہی قدم گیا تھا کہ گھوڑے نے ٹھوکر لی۔ میں گھوڑے سے گر پڑا۔ پانی غرقاب تھا۔ ڈوبنے لگا۔ پیر دستگیر کو یاد کیا ان کو اپنا شفیع گردانا۔ اور اللہ سے دعا کی۔ حضرت پیر دستگیر کو قریب پایا۔ انھوں نے اس غرقاب سے نکال کر آگے ڈال دیا۔ میرے وہ ساتھی جو تیز جانتے تھے، کھینچ کر باہر لائے۔

حضرت سعد خیر آبادی اپنا ایک دوسرا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ رمضان کا مہینہ تھا، مجھے سخت بخار آیا ہوا تھا۔ چند روز فاقے بھی کیے حالت نہ بدلی۔ تپ غالب ہی رہی تیرہویں رمضان شریف کو حالت بہت تشویشناک ہو گئی۔ بے چینی سخت تھی۔ نہ زمین میں قرار نہ آسمان میں چین۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی۔ ایک شخص کو پریشانی کی حالت کہہ کر پیر دستگیر کی خدمت میں بھیجا۔ پیر دستگیر حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کے عرس کیلیے کھانے کے انتظام میں مشغول تھے۔ تلمیذ کہ یہاں سے تقریباً ایک روٹی روغن اور شکر میں تربتر آئی ہوئی تھی۔ ایک روٹی میرے پاس بھیجدی اور فرمایا سب کی سب کھا جاؤ ایک ذرہ بھی نہ چھوڑو۔ طبیعت ناساز اس پر کئی دنوں کا فاقہ۔ طبیعت کھانے کی طرف بالکل مائل نہ ہوتی تھی۔ مگر حکم کی پابندی اور عقیدتمندی کی وجہ سے طبیعت پر جبر کر کے میں سب کھا گیا۔ غذا کرنی تھی کہ مجھے

نیند آگئی۔ میں نیند ہی میں تھا کہ مجلس سماع شروع ہو گئی۔ میری آنکھ کھلی دیکھا تما بالکل نہ تھا۔ میں اٹھا وضو کیا اور محفل سماع میں حاضر ہو گیا۔ صوفیان سماع سن رہے تھے میں کھڑا تھا۔ قوال نے یہ شعر پڑھا۔

رفتم بہ کلیسائے ترسائے جہود ترسا و جہود را رخ بتو بود

مجھے ذوق پیدا ہوا اور ناشہ کھڑا ہوا۔ اور سماع سننے لگا۔ جب دیر کے بعد میں بیٹھا تو پیر دستگیر نے مجھے پکڑا اور اپنے کمرے میں لے گئے وہاں مجھے قرار آیا۔ محفل سماع برخواست ہونے کے بعد اپنی سیاہ دستار اپنے سر سے اتار کر مجھے عنایت فرمائی۔

منقول ہے پیر دستگیر نے فرمایا۔ ابدالوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی کو اپنی جماعت میں لینا چاہتے ہیں تو تصفیہ قلب کیلیے زعفران آش میں ملا کر اس شخص کو پلا دیتے ہیں۔ اس کو اثر ظاہری و باطنی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس ایک چیز اور بھی پائی جاتی ہے جو پانی کی طرح ہوتی ہے۔ یہ کئی رنگ کی ہوتی ہے، سفید بھی سرخ بھی زرد بھی اور سیاہ بھی۔ بوزن چند درم یہ بھی مستعمل ہے بسیاہ، روشن اور خوش منظر ہوتی ہے۔ یہ چیز ایسی خوشبو ہوتی ہے کہ کیا کوئی چیز ایسی ہو گی۔ نہایت مفرح قلب، ان لوگوں سے لوگوں نے پوچھا یہ کیا چیز ہے۔ ان لوگوں نے کہا . . . . . بنی اسرائیل ایک درخت ہے یہ اسی درخت کا پانی ہے۔

منقول ہے ایک بڑھیا شدید کھانسی میں مبتلا تھی کہ زندگی دوبھر۔ حضرت سے اس نے عرض حال کیا، فرمایا گائے کا گھی کھاؤ۔ چند روز اس نے کھایا بالکل صحت مند ہو گئی۔

پیر دستگیر حضرت مخدوم شیخ مینا قدس سرہ کا وصال ۸۸۴ھ میں ہوا۔ در بست[۲۳] وسوم ماہ صفر سنہ اربع و ثمانین و ثمانمائۃ۔

••

# ذکر مخدوم قطب العالم شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہ

آپکے جدِ اعلیٰ قاضی قدوہ روم سے ہندوستان آئے تھے۔ بادشاہ وقت نے اودھ کا ایک علاقہ جاگیر میں دیدیا تھا۔ اور اسی شہر میں ان کا مدفن بھی ہے۔ اُن کے ہمراہ کثیر جماعت آئی تھی جس میں علماء بھی تھے۔ بلکہ کئی دایہ اور غلام بھی دانشمند تھے۔

مشہور ہے کہ ایک دانشمند ایک مسئلہ میں بہت غلطاں وپیچاں تھے۔ کسی دانشمند سے وہ مسئلہ حل نہ ہو رہا تھا۔ قاضی قدوہ کے دروازے پر آئے۔ قاضی صاحب زنان خانہ میں تھے۔ ایک ماما دروازے میں جھاڑو دے رہی تھی۔ دانشمند نے کہا قاضی صاحب کو خبر کردو۔ کنیز نے پوچھا کیا کام ہے؟ دانشمند نے کہا تو کیا جانتی ہے جا اور قاضی صاحب کو خبر کر۔ جب کنیز کے اور دانشمند کے درمیان دو ایک گفتگو ہوئی تو دانشمند نے اپنا مقصود بیان کردیا۔ اس نے فوراً مسئلہ کا جواب دیا، اور کہا یہ قاضی صاحب سے پوچھنے کی کون سی چیز ہے۔؟ میں آپکے جواب کیلیے کافی ہوں۔ دانشمند کو انتہائی حیرت ہوئی اور اپنے مکان لوٹ گئے۔

ہندوستان میں قاضی قدوہ کی اولاد بہت ہوئی اور اب بھی موجود ہے۔ قطب العالم نے اپنے رسالہ شرح رسالہ مکیہ میں یہ عبارت لکھی ہے۔

"اکثر شجرہ قاضی قدوہ کہ من یکے از اولاد قاضی مذکور نور اللہ مرقدہٗ (ہستم) بہ بینی، بدانی عین صورت لوح محفوظ است"۔ (یعنی سب ہی شجرے یکساں ہیں کوئی فرق نہیں۔)

اولاد کی تفصیل اس طرح ہے۔ قاضی قدوہ کے تین بیٹے تھے۔ قاضی موفق، جو قصبہ اونام میں متوطن ہوئے۔ قاضی اعز الدین رسولی میں مقیم ہوئے۔ قاضی نظام الدین نے سرسند میں بود وباش اختیار کی۔

قاضی موفق کے چار لڑکے ہوئے۔ قاضی علاء الدین، قاضی نصیر الدین، قاضی تاج الدین، قاضی زین الدین۔ حضرت سعد خیرآبادی قاضی موفق کی اولاد میں ہیں۔ قطب العالم شیخ سعد خیرآبادی بن قاضی بدھن بن شیخ محمد بن مسعود بن زین الدین بن موفق بن قدوہ بن داؤد شاہ بن مبارک شاہ بن علا مبرک شاہ بن عمر شاہ بن مزد شاہ بن سلیمان شاہ بن یہودہ شاہ بن یعقوب پیغمبر علیہ السلام۔

حضرت قطب العالم (سعد خیرآبادی) بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ علم ظاہر وباطن میں کمال حاصل تھا بلکہ پایہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے۔ تصانیف بہت ہیں۔ ازاں جملہ شرح حواشی کافیہ، شرح حواشی مصباح، شرح اشعار لباب الاعراب جسکا نام تحفۃ المسعودیہ ہے۔ یہ کتاب اپنے بھتیجے شیخ محمود کیلیے لکھی تھی۔ یہی صاحبزادے بعد میں آپکے جانشین ہوئے۔ اس رسالہ کے دیباچہ میں اپنا نام اس طرح لکھتے ہیں۔

"اضعف العباد الی اللہ القوی العالی سعد بن کرم المعروف قاضی بدھن الملتانی الوشولی"۔

اور بعض جگہ اپنا نام یوں بھی لکھا ہے" سعد الدین بدھن" ان کی تصنیف شرح رسالۂ کیہ تمام علوم کو جامع ہے ایک رسالہ اباحت سماع میں ہے۔ اور بھی متعدد رسالے ہیں۔

حضرت قطب العالم کو بیعت و خلافت پیر دستگیر مخدوم شاہ مینا قدس سرہٗ سے تھی پیر دستگیر شاہ مینا قدس سرہٗ کی پیروی قولاً و فعلاً ہر حال میں کرتے تھے۔ فرماتے تھے۔ صدق و اخلاص کے ساتھ جس شخص کو پیر کا اتباع حاصل ہے تو سمجھ لو کہ ان کو دونوں جہاں کی دولت حاصل ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز حضرت قطب العالم کہیں جانے کیلئے اپنی خانقاہ سے اٹھے، جوتا موجود نہ تھا۔ ایک شخص نے اپنا "پاافراز" (اونچی ایڑی کا جوتا) پیش کیا۔ کچھ دور چلے پھر یہ کہ کر اتار دیا کہ خلاف سنت ہے۔ ہمارے پیر نے کبھی پاافراز جوتا نہیں پہنا ہے۔

اس عالم ظاہری میں حضرت قطب العالم کے استاد، ملک العلما بدر الصلحا قاضی مسیح بن شیخ مرتضیٰ تھے۔ یہ استاد الائمہ منتجب بن علاء کے بھتیجے تھے۔ قطب العالم چار پانچ برس تحصیل علم میں مشغول رہے۔ اس کے بعد اپنے وطن امام کو چھوڑ کر لکھنؤ آ گئے۔ بیس برس اپنے پیر مخدوم شاہ مینا کی خدمت میں رہے۔ اپنے پیر دستگیر کے وصال کے بعد بھی چھ برس تک لکھنؤ میں رہے۔ اس کے بعد خواب میں بشارت ہوئی کہ تم خیرآباد میں جا کر اقامت گزیں ہو جاؤ۔ اس کے بعد خیرآباد میں آ کر اپنا مسکن بنایا۔ بتیس ۳۲ برس تک بقید حیات رہے۔ اس اثنا میں ایک عالم کو علم ظاہری و باطنی، دینی و دنیاوی سے مرتبہ کمال پر پہنچاتے رہے۔ جس طالب علم نے ایک سبق بھی پڑھ لیا، آخر ایک روز عالم ہو کے رہا۔ کہتے ہیں کہ حضرت قطب العالم کی زبان مازون حکمت ہو گئی تھی جو بات بھی زبان مبارک سے نکلتی تھی یقینی ہو کے رہتی تھی۔

حضرت قطب العالم کے اونتیس ۲۹ خلفا تھے۔ سب سے پہلے گیارہ خلفاء کو حضرت مخدوم شیخ مینا قدس سرہٗ کے اس اشارے سے جو آپ کو خواب میں معلوم ہوئے تھے ایک ہی روز خلافت عطا فرمائی۔ بقیہ دیگر کو ان کے بعد جس کی تفصیل بعد میں آئے گی۔ قطب العالم نے اپنا خواب نامہ اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

## ترجمہ خواب نامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم داعی کا فہ اہل اسلام سعد کہتا ہے کہ چودھویں ۱۴ صفر ۹۰۵ھ خمس و تسعمائۃ شب جمعہ کو خواب میں پیر دستگیر قطب العالم مخدوم شیخ مینا قدس سرہٗ کو دیکھا کہ اپنی خانقاہ میں سجادہ پر بیٹھے ہیں یہ فقیر سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ فرمایا جاتا ہے کہ تم محزون ہو؟ مرد خدا بنے رہو غیر خدا کے کچھ معنی نہیں ہیں ؂

گر مرا ہیچ نباشد نہ بہ دنیا و نہ عقبیٰ      چوں تو دارم ہمہ دارم دگرم ہیچ مباد

میں کچھ دیر خموش رہا۔ اظہار محبت اور التفات بہت فرماتے رہے۔ میں نے صوفیوں اور عوام کی طرف نظر کی۔ میرے دل

میں یہ بات آئی کہ جو عزیزان میرے زیر تربیت ہیں ان کو حضرت کے سامنے پیش کروں جنکو حضور قبول فرمائیں ہر ایک الباس خرقہ کردوں۔ میں نے عرض کیا بعض صوفی میرے زیر تربیت ہیں جن کو آپ قبول فرمائیں میں ان کا الباس خرقہ کر دوں تاکہ مخلوق مستفید ہو۔ میرے خیال میں یہ صورت اچھی ہے آگے جو حضور کا فرمان ہو۔

پیر دستگیر (شیخ مینا) نے فرمایا۔ "کہاں شمعی کجا درویشی کجا پیری کجا مریدی"۔ پھر میں اور پیر دستگیر دیر تک روتے رہے، گریہ کے بعد دیر تک مراقب رہے۔ پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ تمہیں یاد ہے کہ میں نے کہا تھا کہ تم مقبول خدا ہو گئے، فرشتے گواہی دیتے ہیں۔ میں دوڑ کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ عرض کیا اس کمینے نفس کے سوا میرے پاس کیا عمل ہے۔

فرمایا جس کو تم قبول کرو (اجازت وخلافت دو) تو پیروں کی سنت کو پیش نظر رکھو۔ اس کے بعد تین مرتبہ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ پڑھا۔

اس کے بعد اس فقیر نے نظر دوڑانی شروع کی سب سے پہلے شیخ محمود ملی لکھنوی پر نظر پڑی میں نے مخدوم کے روبرو پیش کیا۔ یہ شیخ محمود ملی شیخ مکرم کے لڑکے ہیں۔ ان کا الباس خرقہ ہو چکا ہے آپ بھی عنایت فرمائیں۔ مخدوم نے ایک خرقہ نہالچے کے نیچے سے کھینچا اور پہنا دیا اور فرمایا مخدوم زادے تم اس خرقے کے زیادہ مستحق ہو۔ اس لباس کی حرمت نگاہ میں رکھو اوقات ضائع نہ کرو اور تلقین فرمائی خوف خدا سے آنکھیں تر رکھو خصوصاً وقت سحر بارگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کرو اور ایک سفید کاغذ بھی ان کے ہاتھ میں دیا۔

پھر میں نے شیخ مبارک کو پیش کیا اور عرض کیا ان کے بارے میں کیا خیال ہے۔ فرمایا میں کہہ چکا ہوں جس کو تم قبول کروگے اس کو میں بھی قبول کروں گا۔ ایک خرقہ نہالچے کے نیچے سے نکالا اور پہنا دیا اور فرمایا علم حاصل کرو۔ اور اس لباس کا حق ادا کرو اپنے کو صحیح معنوں میں اس کا مستحق بناؤ۔ وقت ضائع نہ کرو۔ وقت سحر کیلیے ذکر بھی تلقین فرمایا اور ایک کاغذ بھی عطا فرمایا۔ اسکے بعد ہاتھ پکڑ کر کان میں دعا بھی پڑھی۔

اس کے بعد قاضی محمد کو طلب فرمایا۔ بولے وضو کر کے حاضر ہوتا ہوں۔ اس کے بعد شیخ ملک حسین آبادی سامنے آئے میں نے ان کو پیش کیا نہالچے کے نیچے سے ایک خرقہ نکال کر پہنا دیا۔ اور فرمایا جاہ و مرتبے کے طلبگار نہ ہو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ لایعنی باتوں سے پرہیز کرو بوقت سحر ذکر جہر کی تلقین فرمائی۔ اور ایک کاغذ ہاتھ میں دیدیا۔

اس کے بعد میں نے چاہا کہ قاضی محمد جو حاضر مجلس تھے ان کو پیش کروں۔ قاضی محمد سامنے آئے۔ قاضی محمد مدن بن شیخ احمد عرف قاضی محمد بن امین ساکن کاکوری کو پیش کیا۔ دیر تک مراقبے میں رہے پھر فرمایا قاضی محمد تمہارے بارے میں، میں بہت متردد ہوں۔ خرقہ نیچے سے نکال کر پہنایا اور فرمایا، زیادہ غصہ اور تضیع اوقات سے دور رہو۔ کسی کی اہانت اور غیبت نہ کرو۔ جاہ و منصب کے طلبگار نہ ہو جو میں کہتا ہوں کان کھول کر سنو وقت سحر ذکر کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد قاضی محمد بھی حاضر ہوئے فرمایا شیخ احمد سے کہو سفید کاغذ بھی دیں۔

اسکے بعد شیخ مبارک لکھنوی کو میں نے پیش کیا فرمایا تم میرے دوست کے لڑکے ہو۔ شیخ محمد مولانا پن چھوڑ دو۔ درد عاشقانہ کے ساتھ گریہ وزاری میں لگے رہو۔ رعایت شب کا لحاظ رکھو، ذکر جہر بوقت سحر کی تلقین فرما کر خرقہ نہالچے کے نیچے سے نکالا اور پہنادیا۔ اور آہستہ سے میرے کان میں کہا زیادہ سبق سے منع کردو۔ سفید کاغذ بھی عطا فرمایا۔

اس کے بعد میں نے شیخ چاند کو بھی پیش کیا فرمایا مخدوم زادے رعایت شب کو ملحوظ رکھو۔ صفت مولائی سے باز آجاؤ۔ بال بچوں کی محبت دل سے نکال کر اس راہ میں آؤ۔ ہمارا عاشقانہ وصف نالہ وزاری ہے۔ ذکر جہر بوقت سحر کی تلقین کر کے نہالچے کے نیچے سے خرقہ نکال کر پہنادیا۔ اور سفید کاغذ ہاتھ میں دے دیا۔

اس کے بعد قاضی راجو یعنی راجہ میاں خیر آبادی کو میں نے پیش کیا فرمایا، رعایت شب ملحوظ رکھو۔ جب دنیا کو چھوڑ دو تو صفت پرکار بند رہو۔ صفت عاشقاں گریہ وزاری اختیار کرو۔ ذکر جہر بوقت سحر، کہ یہی اس راہ میں بنیاد ہے۔ اس کا التزام کرو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ اس کے بعد خرقہ نہالچے کے نیچے سے نکالا اور پہنادیا۔ کاغذ بھی ہاتھ میں دیدیا۔

اس کے بعد میاں سکندر کو میں نے پیش کیا۔ فرمایا شیخ سکندر نصر اللہ خیر آبادی بذات خود صاف ہیں مگر ان کی مجلس میں دنیا کا ذکر بہت ہوتا ہے۔ رسم ورسوم میں مبتلا ہیں ان سے دور ہی رہو۔ اس کے بعد خرقہ نہالچے کے نیچے سے نکالا اور پہنایا۔ اسکے بعد فرمایا، تلقین پر کاربند ہو۔ اوقات ضائع نہ کرو۔ ذکر جہر بوقت سحر کی ہدایت فرمائی۔ اور کاغذ بھی دیدیا۔

اس کے بعد قاضی بڈھ کو پیش کیا۔ فرمایا قاضی بڈھ عماد بلگرامی، مقتدائی کی صلاحیت بہت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالی ان کو تصفیہ عطا فرمائے گا۔ ان سے کہ دنیا سر استرے سے صاف کردیا کریں۔ اس کے بعد جب وہ آئے تھے تو سر منڈا ہوا تھا۔ شیخ بڈھ کو دوبارہ ہدایت فرمائی۔ مخدوم زادے سنت جدی کا لحاظ رکھو۔ وقت ضائع نہ کرو۔ جاہ ومنصب کے درپے نہ ہو۔ ذکر جہر بوقت سحر کی تلقین کے بعد نہالچے کے نیچے سے خرقہ نکال کر پہنادیا۔ سفید کاغذ بھی ہاتھ میں دیدیا۔

اس کے بعد ایک اور شخص کو میں نے پیش کیا، یاد نہیں وہ کون تھا۔ فرمایا بہت ہوا۔

اسکے بعد روانگی کا ارادہ فرمایا۔ میں نے عرض کیا ہر ایک کے ہاتھ میں سفید کاغذ کس غرض سے دیا گیا ہے؟ فرمایا ہر ایک کو جس طرح تم کو اجازت نامہ دیا گیا ہے نقل کر کے دیدو۔ مجھے فرصت نہیں، میں نے عرض کیا کیوں فرصت نہیں ہے؟ فرمایا مجھے ہر شب جمعہ کو بارگاہ عالی میں حاضری دینی ہوتی ہے اور شاہ سے میں مشغول رکھتے ہیں۔ چوں کہ تم بہت زیادہ میری طرف متوجہ تھے۔ اسلیے کچھ دیر تمہارے پاس آگیا۔ اب میں دہلی جا رہا ہوں۔ اسی اثنا میں شیخ شاہین اودھی پہنچ گئے۔ میں نے عرض کیا شیخ شاہین اودھی آئے ہوئے ہیں۔ فرمایا وہ اپنے شیخ سے اجازت وخلافت رکھتے ہیں۔ میں نے عرض کیا وہ خلافت کیلئے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ ملاقات کیلیے آئے ہیں۔ بندگی مخدوم دو ذکر گئے مصافحہ کیا اور اس گرم جوشی سے ملاقات کی کہ آپ کی دستار مبارک سر سے گر گئی میں نے اٹھا کر پیش کی۔ فرمایا تم بلند ہمت ہو سامان

تو منع بھی لاؤ۔ اس کے بعد ایک گزینہ میں لایا کیوں کہ زمینا موجود نہ تھا۔ فرمایا "الموجود مغناوہ" گزینہ کا ٹکڑا میں نے لایا تھا۔ وہ آپ نے ان کو دیدیا۔ پھر جانے کا ارادہ کیا۔ السلام علیکم اے عزیزان فرما کر چند قدم چلے، پھر واپس ہوئے۔ شیخ شاہین کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا شیخ شاہین تم خوب جانتے ہو کہ خراب دل سے اگر ایمان بھی ظاہر ہو تو وہ محض کفر ہے۔ اور اگر آباد دل سے کفر بھی صادر ہو تو وہ محض ایمان ہے۔ ان تمام عزیزوں سے کہو درد مند رہو تاکہ تمہارے دل کو آباد اور معمور کر دیں کہ غیر کی گنجائش نہ رہے اسلئے میں دعا کرتا ہوں۔

دعا کے بعد اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر اور تنہا روانہ ہوئے معانقہ کیا۔ ہاتھ پکڑ کر دعا رخصت پڑھی استودع اللہ دینک و دنیاک و خواتیم عملک و من معک و ما معک۔ اسی حال میں تھا کہ میری نیند ٹوٹ گئی، عشا کی نماز نہ پڑھی تھی۔ فوراً اٹھا۔ وضو کیا اور عشا کی نماز ادا کی۔ خواب کی باتیں پوری طرح یاد تھیں۔ چراغ اور کاغذ منگوا کر اسی شب میں نے لکھ کر رکھ لیا۔

اس خواب کے بعد آپ نے ان لوگوں کو جن کو خواب میں دیکھا تھا۔ دو مریدخصوص شیخ ابراہیم بھوجپوری اور شیخ ابراہیم راجو (جو حضرت سعد کے بھتیجے بھی تھے) ان تمام لوگوں کو ایک ہی روز خلافت و اجازت سے نوازا جن کے نام یہ ہیں میاں شیخ صفی عالم ساکن ساسپور شیخ کدن خیرآبادی، شیخ معظم گوپاموی میران سید حامد لکھنوی۔

نکے بعد تین اور آدمیوں کو ایک ہی روز اجازت و خلافت عطا ہوئی۔ بندگی شیخ محمود محمد صاحب سجادہ شیخ نصیر الدین راجو برادر زادہ شیخ اعظم ساکن قلعہ نوا۔ بعدہ میران سید کشائین بخاری ان کے بعد میران سید خورد ساکن کھیری۔ ان کے بعد شیخ نور اسحٰق بھنوری لکھنوی ان کے بعد چار دوسرے لوگ جو ایک ہی روز مجاز ہوئے۔ شیخ قاسم ساکن اہولی، شیخ بدھن مبارک میرٹھ میاں شیخ علاء الدین اناٹی میاں قادر بخش، ساکن دانشو۔

ان کے بعد دو آدمی اور بھی ایک ہی روز مجاز ہوئے۔ شیخ مبارک ساکن ردولی، میران سید پیارے جونپوری، اس کے بعد شیخ کدن مصالح لکھنوی۔ میاں شیخ برہان رحیم اللہ تعالیٰ۔

یہ انتیس خلفاوہ ہیں جو اپنے وقت کے عالم باللہ اور مقتدائے دین تھے دوسرے مریدین کی فہرست کا یہ مختصر رسالہ متحمل نہیں ہے۔

اس کرامت و بزرگی شیخی و مقتدائی کے باوجود حضرت قطب العالم کا یہ حال تھا گریہ کرتے اور فرماتے اگر اس ناہموار زمانے میں ہم لوگ سلامتی ایمان کے ساتھ اس دنیا سے چلے جائیں تو گویا جنید و شبلی کے مقام کو پائیں اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

نہ طفلے بر سرِ ماش نہ بر نائے سر کوئے نہ پیرے بر درِ مسجد ہمیں خالی ہماں خالی

اپنے تلقین ذکر کے متعلق حضرت قطب العالم نے شرح رسالہ مکیہ میں اس طرح لکھا ہے۔

"حضرت سعد بن بدھن ثبتہ اللہ علی صراط المستقیم۔ • حضرت شیخ محمد بن قطب المعروف بہ شاہ مینا۔ قدس سرہٗ • حضرت برہان السالکین شیخ سارنگ قدس سرہٗ • حضرت مخدوم یوسف ایرچی قدس سرہٗ • حضرت مخدوم جہانیاں جلال الحق والدین قدس سرہٗ

• حضرت شیخ امام الدین گازرونی قدس سرہٗ • حضرت شیخ اوحد الدین عبداللہ بن مسعود قدس سرہٗ • حضرت شیخ اصیل الدین قدس سرہٗ • حضرت شیخ رکن الدین ابی القاسم قدس سرہٗ • حضرت شیخ قطب الدین بن ابی رشید احمد بن محمد بن صفی نہری قدس سرہٗ • حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی قدس سرہٗ • حضرت شیخ ابی احمد غزالی قدس سرہٗ • حضرت شیخ ابی موضع عمر بن محمد عمویہ قدس سرہٗ • حضرت شیخ ممشاد دینوری قدس سرہٗ • حضرت شیخ جنید بغدادی قدس سرہٗ • حضرت شیخ سری سقطی قدس سرہٗ • حضرت خواجہ معروف کرخی قدس سرہٗ • حضرت شیخ خواجہ داؤد طائی قدس سرہٗ • حضرت خواجہ حبیب عجمی قدس سرہٗ • حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ • حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الشریف • حضرت خواجہ کائنات خلاصہ موجودات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم"

بندگی مخدوم شیخ سارنگ کی تلقین جس طرح حضرت یوسف ایرچی سے ہوئی ہے۔ بندگی شیخ قوام الدین سے بھی ہوئی ہے لیکن شیخ یوسف ایرچی سے ترک اشغال دنیاوی کے بعد ہوئی ہے اور بندگی شیخ قوام الدین سے مشاغل دنیوی کے زمانے میں جیسا کہ ان کے ذکر میں آچکا ہے نیز خود حضرت قطب العالم نے اپنے رسالہ شرح رسالکیہ میں اپنی تلقین کا ذکر کیا ہے۔

"جب حضرت پیر دستگیر (مخدوم شاہ مینا) نے میری تلقین کا ارادہ کیا۔ صوم روزہ کی شرائط مذکورہ (در کتب) کی پوری تعلیم دی۔ پھر نماز عشاء کے بعد غسل کرکے حاضری کا حکم دیا۔ خود قبلہ کی طرف پشت کی اور مجھ کو قبلہ رو بٹھایا۔ تھوڑی خوشبو بھی منگوائی، اس فقیر کو دی اور خود بھی محاسن شریف میں لگائی اور سند تلقین اکابراً عن اکابر پڑھ کر سنائی۔

حضرت قطب العالم حضرت پیر دستگیر مخدوم (شیخ مینا) کے وصال کے بعد چند برس اور لکھنؤ میں مقیم رہے، اس زمانے میں اکابر علماء اور مخادیم لکھنؤ میں بہت تھے۔ اس حد تک کہ اگر کوئی دعوت کرنی چاہے تو بیس طشت کھانے کا انتظام کرے۔

ایک مرتبہ کسی نے دعوت کی۔ اکابر کی ایک بڑی جماعت مجتمع ہوگئی۔ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا اور قطب العالم کا نام لیکر کہا ایک بیرونی آدمی ہیں ہمارے شہر میں آکر مسند نشین بن گئے ہیں آج کوئی بھی ان کو صدر میں بیٹھنے کی جگہ نہ دے۔ جب حضرت قطب العالم مجلس میں تشریف لائے۔ ان لوگوں کے بھید سے واقف ہوگئے۔ اور پائین مجلس میں بیٹھ گئے۔ ابھی کھانے کا دسترخوان نہ چنا تھا کہ خبر ہوئی سید خاں لودی کہ جو سلطان لودی کے امراء میں تھے اور دس ہزار سوار اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے قصبہ رنبیر پور جو ایک مشہور قصبہ ہے۔ وہاں سے حضرت قطب العالم کی ملاقات کیلئے لکھنؤ آئے تھے۔ حضرت سے ملاقات نہ ہوئی تو اسی راہ اس مجلس میں آکر قطب العالم کے قدموس ہوئے اور قطب العالم کے قریب ادب سے بیٹھ گئے۔ لشکریوں نے وہ ہجوم کیا کہ کسی اکابر کو اپنی جگہ پر رہنے کی گنجائش نہیں رہی۔ ان کی جگہ پر لشکریوں نے قبضہ کر لیا کتنے اکابر کی دستار تک گم ہوگئی جو لوگوں کے قدموں سے روندی گئی۔ اس کے بعد کھانا کھا کر مخلوق اپنی اپنی جگہ پر روانہ ہوگئی۔ تمام اکابر قطب العالم کی کرامت کے قائل ہوگئے اور اپنے کردار و خیال سے توبہ کی اور سخت شرمندہ ہوئے۔

اس کے بعد حضرت قطب العالم کو خیال ہوا کہ اس شہر کے بسنے والے حاسد ہیں یہاں رہنا اچھا نہیں ہے۔ اسی زمانے کے لگ بھگ پیر دستگیر کا اشارہ بھی ہوا کہ خیرآباد میں سکونت اختیار کرو جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے۔

منقول ہے کہ شیخ قوام الدین کا مقام جو حضرت پیر دستگیر شاہ مینا کو ملا تھا وہ آپ نے قطب العالم کو عطا فرما دیا تھا۔ جب حضرت قطب العالم خیرآباد کی طرف متوجہ ہوئے تو اس محلہ اور خانقاہ کو برادرزادہ شیخ نصیر الدین کو عنایت فرما دیا۔ شیخ نصیر الدین کے بعد ان کے فرزندوں نے اس اراضی کو جو اس محلے میں خانقاہ قوام الدین سے متعلق تھی بیچ کر کھا گئے۔ اس محلے اور ان اراضیات پر دوسرے لوگ قابض ہوئے کہ اب تک قابض ہیں بجز حضرت قوام الدین کے روضہ کے کوئی جگہ باقی نہیں رہی ہے۔

قطب العالم نے اس خانقاہ کے علاوہ ایک دوسری خانقاہ لکھنؤ میں دریا کے کنارے اور راکی کے قریب ایک سرائے بھی بنوائی اگرچہ اب خانقاہ باقی نہ رہی لیکن سرائے کی تھوڑی آبادی ابھی باقی ہے۔ اس محلہ کے باشندوں میں بعض صنعت کار ہیں۔ فی الحال وہ سرائے حضرت قطب العالم کے نام سے مشہور ہے۔ خانقاہ اور آستانۂ حضرت مخدوم شاہ مینا جو فی الحال موجود ہے وہ حضرت قطب العالم کا تعمیر کیا ہوا ہے۔ اور ایک خانقاہ ناگرمؤ میں بھی بنائی تھی، جو اپنے بھتیجے شیخ ابراہیم کو عنایت فرمائی۔

منقول ہے کہ قطب العالم جب خیرآباد میں تشریف لائے اس وقت خیرآباد کے حاکم میاں راجی اور میاں موسیٰ تھے جو سکندر لودی کے داماد بھی تھے۔ جس جگہ قطب العالم نے خیرآباد میں سکونت اختیار کی وہ ویران تھی قلعہ شہر سے آپ کی جائے قیام تک کوئی آبادی نہیں تھی۔ شہر میں بھی شرفا اور معززین کم تھے سب ہی قطب العالم کی وجہ سے ہر جانب سے آکر بسنے لگے۔ میاں راجی اور میاں موسیٰ کے وکیل جن کا نام برخوردار تھا قطب العالم کے مرید ہوئے۔ ایک روز دونوں بھائی میاں راجی اور میاں موسیٰ شکار کو نکلے۔ بارش نہیں ہو رہی تھی مخلوق پانی کی حاجتمند تھی۔ دونوں بھائیوں نے میاں برخوردار سے کہا، اگر آج بارش ہو تو ہم تمہارے پیر کی کرامت سمجھیں، عین بارش میں اسی راہ سے جائیں اور مرید ہوں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ دونوں کو جداگانہ کلاہ عطا کریں۔ بحکم قضا و قدر یکبارگی ابر نمودار ہوا اور پانی برسنے لگا۔ اسی لباس میں عین بارش میں آئے اور مرید ہوئے۔ دونوں بھائیوں نے اپنی خواہش کے مطابق کلاہ پائی۔ ایک کو سبز اون کی ایک کو زرد اون کی۔ دونوں بھائیوں نے دو گاؤں ایک دو سو بر اساری خرچ خانقاہ کیلیے دیدی۔

منقول ہے کہ امرائے سلطان سکندر لودی میں ایک شخص قطب العالم کا مرید تھا۔ سلطان اس سے غصہ ہوا اور حکم دیا کہ اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی جائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ قطب العالم خیرآباد میں اپنی خانقاہ میں درس دینے میں مشغول تھے کہ ناگہاں قطب العالم کے دونوں ہاتھوں کی پشت پر سلائی سے جلنے کا سیدھا نشان الف کی طرح ظاہر ہوا۔ لوگوں کو حیرت ہوئی۔ چند دنوں کے بعد سلطان کے لوگوں نے بتایا کہ اس شخص کی دونوں آنکھیں سلامت اور بینا ہیں۔ اس شخص کو بلا کر حقیقت پوچھی اس نے کہا سلائی پھیرنے کے وقت اپنے پیر کو میں نے یاد کیا تھا۔ دیکھا کہ میرے پیر کے دونوں ہاتھ میری دونوں آنکھوں پر ہیں اور میری آنکھوں کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لوگ

کہتے ہیں یہ تقریب تھی کہ سلطان نے قطب العالم کو طلب کیا کہ ایسا شیخ میری حکومت میں ہو اور میں اس کو نہ دیکھوں۔ اس ارادے پر قطب العالم آگرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ راستے میں بردہ میں فروکش ہوئے سرائے کے قریب ایک تالاب تھا جس کے کنارے ایک بتخانہ تھا ہر طرف کے لوگ بارہ بارہ، تیرہ تیرہ کوس سے آتے تھے اور شیر برنج فیرنی پکا کر لاتے تھے اور بتخانے میں بت کے آگے لاکر رکھتے تھے۔ قطب العالم کے ہمراہی صوفیوں میں ایک صوفی میاں دینی تھے۔ وہ تالاب کے کنارے جاکر دیکھتے رہے تھے اس بتخانے میں چلے گئے دیکھا کہ کئی طباق جکو ہندو تھالی کہتے ہیں شیر برنج سے بھرے ہیں چاہا کہ اٹھالیں ان کا ہاتھ بندھ گیا بایاں ہاتھ اٹھایا وہ بھی بندھ گیا۔ حضرت قطب العالم کے نام کو وسیلہ بنایا دیکھا کہ قطب العالم کی صورت نمایاں ہوئی اور بتخانے کے ایک گوشے سے ایک دیوانہ فریاد کرتا ہوا ایک گوشے سے برآمد ہوا کہ مجھے چھوڑ دیجیے پھر کبھی ادھر نہ آؤں گا۔ میاں دینی تمام فیرنی کی تھالیوں کو خالی کرکے اٹھا کر لے آئے اور حضرت قطب العالم کے سامنے قصہ بیان کیا۔ اس واقعے کے بعد لوگوں کا بیان ہے کہ وہ بتخانہ منہدم و معدوم ہو کر مٹی کے برابر ہو گیا پھر کبھی اس جگہ کسی نے بت پرستی نہیں کی۔

جب قطب العالم آگرہ پہنچے ایک جگہ قیام کیا بادشاہ کو خبر ملی طلب کیا۔ قطب العالم تشریف لے گئے۔ بادشاہ کسی کام سے اندر گیا ہوا تھا۔ جب نماز کا وقت قریب ہوا، آپ بھی کھڑے ہو گئے اور اپنی قیامگاہ میں چلے آئے سلطان اس خبر کو سنتے ہی قطب العالم کی قیامگاہ کی طرف گیا۔ شام کے وقت قطب العالم نوافل میں مشغول تھے۔ سلطان دیر تک کھڑا رہا لیکن قطب العالم اپنی نماز میں مشغول رہے اس کی حالت کی طرف توجہ نہ کی۔ دلگیر ہو کر اپنے محل واپس ہو گیا۔ دونوں کے درمیان صحبت راست نہ آئی۔ بارہ دنوں تک قطب العالم آگرہ میں مقیم رہے مگر ملاقات کی کوئی صورت نہ ہو سکی۔ ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے بادشاہ کے دل میں کینہ بیٹھ گیا۔

بادشاہ کے ایک لشکری ایک دیہات کو جو مطیع الاسلام تھا لوٹ کر اس کی اشیا بازار میں لے جاکر بیچتے تھے اسلئے علما سخت پریشان تھے۔ قطب العالم کے دائرے میں خوب لنگر موجود ہوتا تھا۔ لوگ کھاتے تھے مگر آپ خود نہ کھاتے تھے کھانے کے وقت موجود رہتے تھے۔ لوگ سمجھتے تھے کہ جب رہتے ہیں تو کھاتے بھی ہوں گے۔ یہاں تک کہ بارہ روز اسی صورت میں گزر گئے۔ بارہویں روز قاضی محمد بن من اللہ کو خبر ہوئی۔ بادشاہ کے لشکر میں یہ ایک ایسے امیر تھے کہ اکل حلال میں بہت احتیاط رکھتے تھے حتیٰ کہ کلوخ کی مٹی بھی کسی غیر کی زمین سے نہیں لیتے تھے۔ یہی قاضی محمد اپنے گھر گئے اور کچھ کھانے کا سامان لائے تو آپ نے کھایا۔

حاصل کلام جب قطب العالم اور بادشاہ کے درمیان صحبت راست نہ آئی اور ملاقات نہ ہو سکی تو آپ اپنے وطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ بادشاہ نے پوشیدگی سے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ جس وقت شیخ کشتی میں سوار ہوں اور کشتی غرقاب میں پہنچ جائے تو مست ہاتھی کو لے کر کشتی کو غرق کر دیں۔ ان بدبختوں نے ایسا ہی کیا جب کشتی غرقاب میں پہنچی ایک مست ہاتھی کہیں سے لے آئے اور کشتی کو غرق کرادیا۔ تمام اہل کشتی دریا میں گر پڑے۔ جاسوسوں نے بادشاہ کو خبر پہنچائی کہ کشتی غرق ہو گئی میاں رجبی اور میاں موسیٰ دونوں قطب العالم کے مرید اس مجلس میں موجود تھے۔ بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا تمہارے پیر غرق ہو گئے۔ ان دونوں نے کہا ہمارے پیر ایسے نہیں ہیں کہ

ایسی ندی میں غرق ہو جائیں ؎

ہر کہ از بحر بگذرد چوں برق — کز سیل نہار گردد غرق

جو سمندر سے بجلی کی طرح گزر جاتا ہو وہ ایسی ندیوں کے سیلاب سے کیا غرق ہو گا۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کو پایاب کر دیا۔ قطب العالم اپنی پوری جماعت کے ساتھ کنارے آ گئے مگر صرف ایک صاحب، میاں قاضی خان جو حضرت کے مرید صادق، عالم و فاضل اور بہت خوش طبع تھے، کشتی میں سوار ہوتے وقت خوش طبعی سے بولے اگر ہم سب غرق ہو جائیں تو کیا خوب ہو عذاب قبر سے بچ جائیں۔ میاں قاضی راجو جو قطب العالم کے خلیفہ بھی تھے بولے اے سیہ زبان کیا بدفالی کرتے ہو۔ میاں قاضی خان نے کہا میں تو اپنے بارے میں کہہ رہا ہوں، تم سب بسلامت گزر جاؤ۔ آخر وہی ہوا جو انھوں نے کہا تھا۔ ہر چند ملاحوں نے ان کی تلاش میں کوشش بلیغ کی مگر کوئی نشان ان کا نہ ملا۔ اگرچہ غرق ہونے کے وقت بعض دوستوں نے ان کی مدد کی ہاتھ پکڑ کر کھینچا مگر زمین میں پہنچ گئے۔ قطب العالم نے فرمایا، ان کو چھوڑ دو، ان کے ملنے سے ہاتھ اٹھا لو۔ خضر علیہ السلام نے ان کے دونوں پاؤں پکڑ لیتے ہیں۔

منقول ہے قطب العالم دہلی سے خیر آباد کی طرف لوٹ رہے تھے۔ بدایوں سے گزر ہوا۔ حضرت مخدوم شیخ بدالدین جو اس دیار کے صاحب ولایت ہیں۔ ان کے مزار کی زیارت کیلئے تشریف لے جا رہے تھے۔ چنڈول میں سوار مقبرہ کی چہار دیواری میں داخل ہوئے ایک خادم اپنی چھوٹی بچی کو گود میں لیے بات کر رہا تھا۔ جب مخدوم قطب العالم کی طرف نظر کی تو کہا اے شیخ ادب کرو۔ چنڈول سے اتر جاؤ۔ قطب العالم نے فرمایا تم بچیوں سے کھیلنے میں مشغول رہو۔ اس کے بعد ہر ولادت جو اس کے یہاں ہوئی کل بچیاں ہوئیں یہاں تک کہ تعداد سات آٹھ تک پہنچ گئی۔ آخر حضرت بدرالدین کی بارگاہ میں التجا کی کہ کوئی لڑکا پیدا ہو جو آپ کے آستانے کی خدمت کرے۔ خواب میں شیخ بدرالدین کو دیکھا فرماتے ہیں کہ یہ شیخ سعد کے نفس کی تاثیر ہے، ان کے پاس جاؤ اور انھیں سے التماس کرو، وہ خیر آباد آیا قطب العالم نے اس کو دور سے دیکھا فرمایا، برادرم شیخ بدرالدین نے بھیجا ہے۔ جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو ایک بیٹا عنایت فرمائے گا۔ آخر اس کو ایک لڑکا ہوا۔ ایک مدت تک آستانہ کی خدمت کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میرے باپ کو کوئی بیٹا پیدا نہیں ہوتا تھا میں حضرت سعد کی جوتیوں کے صدقے میں ہوا ہوں۔

منقول ہے کہ لکھنؤ میں ایک شخص نے حضرت قطب العالم کی دعوت کی آپ پاپیادہ ہی روانہ ہو گئے راستے میں ایک درزی کی دکان تھی جس کا نام سلیمان تھا وہ بیٹھا ہوا کپڑا سی رہا تھا۔ اس کی زبان سے یہ جملہ نکل گیا شیخ جیو کام میں مشغول ہوں ورنہ آپ کی تعظیم کیلئے میں اٹھتا۔ قطب العالم نے فرمایا بیٹھے رہو۔ اس کے بعد وہ وہاں سے نہ اٹھ سکا ویسے پڑا رہا۔ اور یہ نقص اس کی اولاد میں بھی سرایت کر گیا۔ البتہ اس کی زیارت میں ایک دو شخص کو یہ تکلیف ہوتی ہے۔ یہاں پر حضرت بایزید بسطامی کی حکایت یاد آتی ہے۔ ایک شخص ان کے پاؤں پر چڑھ گیا۔ چند دنوں کے بعد اس شخص کے پاؤں میں تکلیف پیدا ہوئی۔ اس کا اثر اس کی اولاد میں بھی سرایت کر گیا کسی شخص نے حضرت بایزید سے عرض کیا گناہ کوئی کرے اور سزا میں دوسرے بھی پکڑے جائیں؟ آپ نے فرمایا کڑی کمان کا تیر بہت دور تک جاتا ہے" فی الواقع ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی شخص نے حسد، بدنیتی، یا بطور تمسخر کوئی نازیبا حرکت آپ کے مقابلے میں کی ہے اور زبان مبارک سے کوئی جملہ نکل گیا تھا وہ ہو کر رہا۔

منقول ہے کہ ایک شخص پرگنہ امروہہ کے اطراف کا رہنے والا نہایت موٹا بھدّا فیل تن میاں مدن نام، وضع قطع بھی عجیب خیرآباد آیا اور قطب العالم کی خانقاہ میں ٹھہر گیا۔ آدمی خوش لحن اور خوش آواز تھا، گانا بجانا حضرت قطب العالم اسکا گانا سنتے تھے۔ اہل تواجد کیساتھ وجد بھی فرماتے تھے حضرت کے وصال کے بعد ہندی زبان میں آپکی مدح بھی لکھی ہے جو اس علاقے کے قوال گایا کرتے ہیں۔ قنوج کی ایک مطربہ نہایت صاحب جمال خیرآباد آئی ہوئی تھی۔ میاں مدن دیکھتے ہی ریشہ خطمی ہو گئے اور ایسے بیتاب ہوئے کہ عقد کا پیغام بھی بھیج دیا۔ وہ مطربہ بالکل راضی نہیں ہو رہی تھی حضرت قطب العالم کی خدمت میں اس بات کو پیش کیا۔ قطب العالم نے ان کیلیے سفارش کر دی۔ اس نے کہا قطب العالم کیا اس سیاہ مشکے کو قبول کر دوں آپ نے فرمایا، اگرچہ مشکا سیاہ ہے مگر شربت سے بھرا ہوا ہے۔ اس سے جو اولاد ہوگی وہ شاہی درباروں میں مقبول ہوگی۔ مطربہ نے کچھ سوچ کر منظور کر لیا چنانچہ ایسا ہی ہوا عقد کے بعد متعدد اولاد ہوئی اور وہ سب شاہی درباروں سے منسلک رہی فی الحال میاں مدن کے پوتے سند خاں بادشاہ کے مقرب گوئیے ہیں۔

منقول ہے کہ یوسف خاں غازی نے جو گزشتہ بادشاہوں کے امرا میں تھے شہر خیرآباد کو آباد کیا۔ اہل اسلام کو بسایا، اور قلعہ کی تعمیر کی۔ ان کا مقبرہ بھی خیرآباد میں واقع ہے۔

جب یوسف خاں غازی کا انتقال ہو گیا، لشکری مختلف اطراف و جوانب میں نکل گئے۔ شہر میں اہل اسلام کمزور ہو گئے۔ جس زمانے میں حضرت قطب العالم تشریف لائے ہیں اسوقت یوسف خاں کے ایک بیٹے نصرت خاں نہایت پیر فرتوت زندہ تھے ملاقات کے لیے آئے اور کہنے لگے میرے والد کہا کرتے تھے کہ میں تو محض حاکم ہوں ایک گھر بنا رہا ہوں، لیکن وہ دوسری شخصیت جو اس کی مالک ہوگی وہ میرے بعد آئے گی۔ کئی برسوں کے بعد قطب العالم کی شکل و صورت بھی بیان کی تھی۔ اب تحقیق ہوئی کہ وہ آپ ہی کے بارے میں کہا کرتے تھے، یہاں کے صاحب ولدیت آپ ہیں جو تشریف لائے۔ قطب العالم بہت تواضع سے پیش آئے اور بہت تعظیم و اکرام کے ساتھ اُن کو انکے گھر رخصت فرمایا۔

منقول ہے کہ ایک روز ایک جوگی حضرت قطب العالم کی خانقاہ میں آیا چند روز ٹھہرا، اس نے دیکھا کہ خانقاہ میں صوفیوں، طالب علموں، مسافروں اور مجاوروں کے لیے خرچ بہت ہے مخلوق خدا کو کھانا کھلاتے ہیں مگر خود لاغر ہیں۔ اس نے سوچا یہ لاغری متعلقان کے خوراک کی فکر کی وجہ سے ہے اور اسی لیے غمگین رہتے ہیں۔ حضرت کے پاس آیا اور ایک سلائی جو کیمیاگری سے تیار کی تھی بغل سے نکال کر پیش کی اور کہا یہ سلائی آپکی خانقاہ کے چند سال کے خرچ کیلیے کافی ہے۔

آپ نے فرمایا اس کو کسی محتاج کو دیدو مجھے اسکی حاجت نہیں پھر میاں صفی جو آپ کے خلیفہ تھے حکم دیا کہ اس جوگی کو حجرے کے اندر لیجاؤ۔ جب وہ حجرے میں گیا اس کو نظر آیا کہ تمام دیوار نیچے سے اوپر تک سونے کی اینٹوں سے تعمیر کی گئی ہے اسوقت اس نے یہ سمجھا کہ جو اس تصرف کا مالک ہے اسکو کیمیا کی کیا حاجت ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم کے ایک مرید قصبہ بنولی سے خیرآباد آ رہے تھے۔ شیخ بدھن کی خانقاہ میں ٹھہرے۔

شیخ بدھن نے دریافت کیا کہاں جارہے ہو؟ وہ بولے خیرآباد اپنے پیر کی ملاقات کے لیے۔ شیخ بدھن نے کہا تمہارے پیر مسخرے ہیں یعنی سماع سنتے ہیں۔ وہ مرید جب قطب العالم سے قدمبوس ہوئے تو شیخ بدھن کی بات نقل کر دی۔ قطب العالم نے ہندی زبان میں فرمایا "کنڈھب ناچ گا" ایک مدت گزر جانے کے بعد قطب العالم کا گزر قنوج میں ہوا۔ شیخ بدھن کی خانقاہ میں فرود کش ہوئے۔ جو تعظیم و تکریم کرنا چاہیئے تھی وہ انھوں نے کی۔ قطب العالم کے ساتھ قوال بھی تھے۔ گانا شروع ہوا شیخ بدھن اٹھکر زنانخانہ میں چلے گئے اور دیر تک نہ آئے۔ انکی اہلیہ نے کہا۔ ایک معزز مہمان آئے ہوئے ہیں آپکے لیے مناسب نہیں ہے کہ آپ زنانخانہ میں بیٹھے رہیں اگر آپ سرود نہیں سنتے ہیں تو کان میں روئی ڈال کر بیٹھیے آخر وہ مہمان ہیں۔

قطب العالم کو کیفیت تھی شیخ بدھن بھی دست بستہ کھڑے تھے۔ یکبارگی قطب العالم نے شیخ بدھن کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ وہ اپنا ہاتھ چھڑانے لگے۔ دوسری مرتبہ پھر قطب العالم نے ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ شیخ بدھن کو عجیب و غریب وجد پیدا ہوا، کہ خانقاہ میں بھی نہ ٹھہر سکے کوچہ و بازار کا رخ کیا۔ قوال انکے پیچھے گاتے تھے، تمام روز اور تمام رات اسی طرح جو قطب العالم کی زبان سے نکلا تھا، ایک ہاتھ سر پر اور ایک ہاتھ کمر پر رکھے ہوئے حال کرتے رہے۔ جب اپنی حالت میں آئے تو وہ بے ادبانہ بات جو منہ سے نکلی تھی یاد آئی توبہ کی معافی چاہی پھر تو طالب صادق ہو گئے، نوے سال کے بوڑھے کہ یہ معاملہ پیش آیا۔ ہمیشہ حسرت و افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے "بڑھیا نے شادی رچائی مگر جوانی برباد۔" اپنے احوال انھوں نے ہندی اشعار میں لکھے ہیں جو تا حال قوال گایا کرتے ہیں۔ یہ اشعار انھوں نے پہلے حضرت سعد کی خدمت میں پیش کیے تھے۔

منقول ہے کہ میراں راجو قتال بخاری جو حضرت جلال الحق والدین مخدوم جہانیاں کے فرزندوں میں تھے قنوج میں رہا کرتے تھے۔ مخدوم جہانیاں کا خرقہ متبرکہ اور لکڑی کا پیالہ سلسلہ بہ سلسلہ حضرت راجو کو پہنچا تھا۔ آپکے کئی صاحبزادگان تھے ان میں سب سے چھوٹے میراں سید علاءالدین تقریباً تین چار سال کے تھے۔ حضرت راجو قتال کی خواہش تھی کہ یہ جبہ اور کاسہ چوبیں سب سے چھوٹے صاحبزادے علاءالدین کو ملے مگر اس خیال سے کہ اگر میں اعلان کر دوں تو بھائیوں میں رشک و حسد کا جذبہ پیدا ہوگا اور ممکن ہے اس چھوٹے بچے کو گزند پہنچے اظہار نہیں کرتے تھے۔

میراں سید علاءالدین کی والدہ علیحدہ رہتی تھیں اور میراں سید راجو کی خدمت کرتی تھیں۔ میراں راجو قتال نے ان سے کہا یہ جبہ اور پیالہ جو میرے پاس ہے کس کو دوں کہ علاءالدین کو ملے کہ اس کی برکت سے بھائیوں کے ضرر سے محفوظ رہے اسکو تم محفوظ رکھو۔ میرے انتقال کے بعد شیخ سعد کو دیدینا۔ اور جو فیصلہ وہ کریں اور جسکو وہ عطا کریں اس پر سب راضی رہیں۔

حضرت راجو قتال کے انتقال کے بعد جب فاتحہ چہارم میں حضرت قطب العالم قنوج پہنچے، تمام فرزندان مجلس میں حاضر ہوئے۔ خرقہ وغیرہ لاکر رکھا گیا اور جو کچھ مخدوم راجو نے فرمایا تھا کہا گیا۔ میراں علاءالدین کو انکی دایہ گود میں لیے مجلس کے کنارے

کھڑی تھی۔ قطب العالم کی نظر میراں علاء الدین پر پڑی۔ بلاکر اپنے زانوؤں پر بٹھایا اور ان کی پیشانی کا بوسہ دیا۔ اور خرقہ اٹھا کر میراں سید علاء الدین کے کاندھے پر رکھدیا۔ تمام بھائی دل دجاں سے رنجیدہ ہوئے۔

قطب العالم نے فرمایا مجھ سے دل گرفتہ نہ ہو۔ مخدوم جہانیاں اور تمہارے والد کے اشارے سے میں نے ایسا کیا ہے اسی روز میراں سید علاء الدین اور اکثر بخاری مرد و زن قطب العالم سے مرید ہوئے۔ اب تک وہ خرقہ اور پیالہ میراں سید علا والدین کے گھر بطور میراث چلا آتا ہے۔ اکثر افراد نے جکی نظر سید علاء الدین کی پیشانی پر پڑی ہے ایسا نظر آتا ہے جیسے ستارہ چمک رہا ہے یہ اسی بوسے کا اثر ہے جو قطب العالم نے ان کی پیشانی کا لیا تھا۔

منقول ہے ایک مرتبہ قنوج میں آپ چنڈول میں سوار کہیں جارہے تھے۔ ایک گلی میں ایک مجذوب کھڑے تھے بولے اے شیخ انسان ہو کر کہاروں کے کاندھے پر سوار ہو کر کہاں جارہے ہو۔ چونکہ کہار غیر مسلم کافر تھے آپ نے فوراً یہ آیت تلاوت کی اولئک کالانعام بل ھم اضل سبیلا۔ کفار حیوان ہیں بلکہ حیوان سے بدتر۔

منقول ہے۔ رجولی کے رہنے والے ایک طالب علم میاں بھکاری حضرت سعد کے مدرسے میں پڑھتے تھے۔ پڑھ لکھ کر بڑے صاحب صلاحیت ہوگئے۔ لیکن صورت نہایت حقیر تھی۔ تنگ دست اور نہایت مفلس تھے۔ ایک شخص جنکا نام انجمن تھا، خوشحال دولت مند اور قوم میں مقتدائی کی شان رکھتے تھے۔

ایک روز قطب العالم نے فرمایا۔ شیخ انجمن! اپنی بیٹی شیخ بھکاری سے بیاہ دو۔ شیخ انجمن نے کہا آپ کے حکم سے سرتابی نہیں لیکن قوم مجھے طعنہ دے گی کہ کیسے مفلوک الحال سے بیٹی بیاہ دی جسکی صورت بھی خوب نہیں۔ قطب العالم نے فرمایا، صورت کو کیا دیکھتے ہو۔ سیرت کو دیکھو میں تو یہ دیکھتا ہوں کہ یہ بادشاہ کا وزیر ہوگا اور بہت دولت کمائے گا کہ تم اور دوسرے لوگ اس سے مستفید ہوں گے۔ آخر شیخ انجمن نے ناخواستہ خاطر لڑکی ان سے بیاہ دی

ایک مدت کے بعد سکندر لودی نے حضرت سعد قدس سرہ کو خط لکھا کہ اپنے شاگردوں میں کسی با استعداد شاگرد کو جو علمی صلاحیت کے ساتھ خوش تقریر بھی ہو، شاہزادہ ابراہیم کی تعلیم کیلیے بھیجدیجئے۔

آپ نے میاں بھکاری مذکور کو بھیجدیا یہ شاہزادے کو تعلیم دیتے تھے۔ کافی دولت حاصل کی۔ سکندر لودی کے انتقال کے بعد شاہزادہ ابراہیم بادشاہ ہوا تو اس نے انکو اپنا وزیر مقرر کرلیا۔ اور بہودہ جو سکندر لودی کا وزیر تھا اس کو شکنجے میں کس کر مار ڈالا۔ اس شکنجہ کشی کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک روز سلطان ابراہیم نے میاں بہودھ سے پوچھا کہ بادشاہ کلاں (سکندر لودی) نے محمد خان جو کالا بہادر پٹھان کے نام سے مشہور تھے، نہایت موٹے سیاہ فام، گویا محمد خان مشک سیاہ کہئے۔ ان میں کیا خوبی ملاحظہ کی تھی کہ مقرب خاص بنا لیا تھا؟ میاں بہودھ نے جواب میں کہا۔ بادشاہ خود بھی مشک سیاہ تھے۔ ان کا دہانہ اتنا بڑا تھا۔ کہ اگر منہ کھولتے تو عالم غرق ہوجاتا۔

سلطان ابراہیم کا ایک مصاحب جسکو میاں بہودہ سے پرخاش تھی ،اسکو موقع ملا۔اس نے بادشاہ سے کہا، کتنی بری گستاخانہ بات انھوں نے بادشاہ مغفور کی شان میں کہی۔ بادشاہ کو بھی یہ بات بری معلوم ہوئی، حکم دیا کہ انکو شکنجے میں کس دیں۔

ان تمام واقعات کی تفصیل کا مقصد یہ تھا کہ قطب العالم کا تفاؤل درست تھا۔ آخر شیخ بھکاری بادشاہ کے وزیر ہوئے۔ شیخ انجھن' اور اکثر مخلوق خدا انکی دولت سے مستفید ہوئی۔

منقول ہے کہ میران سید خورد ساکن کھیری' ان کا اصل وطن بازید پور خورد تھا۔ قطب العالم کے مدرسہ میں آئے اور طلبہ کے ساتھ مل کر پڑھنے لگے۔ ایک روز قطب العالم کی نظر کیمیا اثر ان پر پڑی۔ بلایا اور پوچھا کہاں سے آئے ہو، اور کیا پڑھتے ہو۔ انھوں نے تمام حقیقت بیان کی۔ فرمایا۔ خورد ہی بزرگ ہوتے ہیں۔ خورد و بزرگ تم سے مستفید ہوں گے۔ اب مجھ سے پڑھو، تھوڑی ہی مدت میں قطب العالم کی توجہ سے دانشمند ہو گئے۔ مرید ہو کر خلافت بھی پائی۔ حکم ہوا کھیری ہی میں جاکر سکونت اختیار کرو۔ اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری کرو۔ کہتے ہیں اس زمانے میں کھیری میں مسلم آبادی کم تھی۔ کھیری کے حاکم نے قطب العالم کو ایک گاؤں کھبنام کا بطور فتوح نذر کیا تھا۔ وہ گاؤں میراں سید خورد کو طالب علموں کے اخراجات کیلیے عنایت فرمادیا۔

میران سید خورد نے جب کھیری میں سکونت اختیار کی تو کھیری کے چودھری کو جو کافر تھا یہ بات پسند نہ آئی۔ اور آپ کی عزت و قبولیت سے جلنے لگا۔ میران خورد جس طرح بھی ہوا تحمل سے کچھ مدت گزارتے رہے۔ ایک مرتبہ خیرآباد آئے اور قطب العالم سے عرض کیا کہ میں کھیری میں مسافر وار زندگی گزارتا ہوں اگر چند بیگھہ زمین اور حویلی ہوتی تو باغ لگاتا اور تالاب بنوا دیتا۔ تاکہ طلبہ کو بھی فراغت حاصل ہوتی۔

قطب العالم نے فرمایا جاؤ اللہ آسان کرے گا۔ کچھ دنوں کے بعد قطب العالم کھیری تشریف لائے اور کھیری کے حاکم کو کہلا بھیجا کہ دس بیگھہ زمین اور ایک حویلی مجھ کو دو۔ حاکم نے اپنی سعادت کونین جانکر باکرام تمام قبول کرلیا۔ قطب العالم نے اس اراضی کو میراں سید خورد کے حوالہ کیا۔ اور خیرآباد چلے آئے۔

میراں سید خورد نے اس اراضی میں آم کا باغ لگایا۔ چند روز گزرے تھے کہ چودھری نے کسانوں کو تیار کیا کہ رات کے وقت تمام آم کے تھالوں کو بنیاد سے اکھاڑ کر کسی اندھے کنوئیں میں پھینک دیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح کو میراں سید خورد کو معلوم ہوا۔ اٹھے اور سیدھے خیرآباد آئے تمام حقیقت قطب العالم کو بتائی

قطب العالم نے فرمایا۔ میراں سید خورد غمگیں مت ہو تمہارے دین کی جڑیں پاتال تک پہنچیں اور مضبوط و مستحکم ہوئیں اس کافر نے خود اپنی بنیاد کھودی ہے۔

تھوڑی مدت میں اس کا یہ حال ہوا کہ مع اپنے خاندان اور ساز و سامان کے آیت کریمہ **ھل تحس منھم من احدٍ**[۱]

---

۱۔ کیا تم انھیں کہیں محسوس کرتے ہو یا کہیں ان کی بھنک بھی پاتے ہو۔

اد تسمع لھدرکزا کا مصداق بن گیا۔ اور تمام قصبہ میراں سید خورد اور انکی اولاد کے تصرف میں آگیا، کا ہیں سرا، باغات تالاب اور کنوئیں بنوائے۔ اوامر ونواہی میں جو حکم دیتے کوئی مانع نہ ہوتا۔ آج تک ان کے فرزندان کی حکومت اس قصبہ بلکہ اس پرگنہ میں جاری ہے۔ اور اکثر زائر جو اس جگہ کو دیکھتے ہیں قطب العالم کے اسی تفاؤل کے امیدوار ہیں۔

منقول ہے کہ قطب العالم حضرت پیر دستگیر مخدوم شیخ مینا قدس سرہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لیے خیرآباد سے لکھنؤ جایا کرتے تھے۔ راستے میں ایک گاؤں ہے موضع کندھولی وہاں قیام فرماتے تھے۔ اس گاؤں کا چودھری ایک ہندو تھا۔ بہت بڑا کاشتکار آس پاس کے گاؤں میں بھی اس کی کاشتکاری تھی تقریباً ہزار بارہ سو من غلہ پیدا ہوتا تھا۔ قطب العالم کا بہت معتقد تھا جب آپ کندھولی میں منزل فرماتے تو آپ کے ساتھ تمام قافلہ کی خاطر مدارات کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ قطب العالم نے اس دیہات میں قیام فرمایا۔ جیسی خدمت کرنی چاہیئے تھی حسب معمول اس چودھری نے نہ کی۔ قطب العالم نے اس کے چہرے پر غم کا اثر دیکھا، دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے۔ کسی شخص نے ظاہر کیا کہ عنقریب ہی ایک حادثہ پیش آیا ہے۔ کہ تمام کھلیان جس میں تقریباً دس بارہ من غلہ گندم ہوگا دشمنوں نے جلا کر خاکستر کر دیا ہے۔ قطب العالم نے فرمایا کوئی کھلیان باقی رہا ہے۔ اس نے کہا ایک نیم سوختہ خرمن جس میں تقریباً دس بارہ من غلہ گندم ہوگا۔ فرمایا غم مت کرو اس کھلیان کو صاف کرو اور ایک کوٹھی میں رکھدو سرپوش سے چھپا دو اور ایک سوراخ چھوڑ دو جب تمکو ضرورت ہو اُسی سوراخ سے نکال کر صرف کرو اللہ تعالیٰ اسی میں کفایت فرمائے گا۔ اس نے ایسا ہی کیا آئندہ سال نوتک وہ اخراجات میں خرچ کرتا رہا کوئی کمی نہیں ہوئی جب نئی فصل کا وقت آیا تو تخم کے خیال سے اس کے گھر والوں نے کوٹھی کا سرپوش کھولا، دیکھا تو چار پانچ سیر کے قریب گندم بچ رہا تھا اس کے بعد وہ برکت جاتی رہی، ورنہ اس سے پہلے وہ اپنی ضرورت کے علاوہ آس پاس کے دیہات والوں کو قرض بھی دیتا رہا تھا۔ اب گھروالے حسرت و افسوس کرتے تھے کہ ہم نے سرپوش کھول کر برکت کھودی۔ ورنہ تمام عمر ہمارے لیے کافی تھا۔

بعض حضرات سے یہ واقعہ اس طرح منقول ہے۔ کہ جب قطب العالم کو یہ واقعہ معلوم ہوا، تو یہ بات بھی منکشف ہوئی کہ گندم محفوظ ہیں صرف گندم کے پتے اور ڈنٹھل جلے ہیں زیر خاکستر گندم محفوظ ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا راکھ ہٹا کر دیکھو گندم محفوظ ہے۔ جب راکھ ہٹائی گئی بہت عمدہ بڑے بڑے سرخ گندم برآمد ہوئے۔ قرینہ یہ ہے کہ یہ دو جداگانہ واقعہ ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم جب لکھنؤ اپنے پیر دستگیر کے مزار پر فاتحہ خوانی کیلئے جاتے واپسی میں قصبہ مکوان میں بھی سلطان العاشقین برہان السالکین مخدوم شیخ سارنگ کے مزار پر حاضری دیکر خیرآباد واپس آتے تھے ہمیشہ یہی عادت تھی۔

ایک مرتبہ پیر دستگیر کی زیارت و فاتحہ خوانی کے بعد براہ راست خیرآباد چلے آنے کا ارادہ کیا۔ دوپہر کو ایک دیہات

میں ٹھہرے قیلولہ میں مشغول تھے۔ عالم خواب میں دیکھا کہ میں سلطان العاشقین کے روضہ پر حاضر ہوں۔ حضرت مخدوم سارنگ قوالوں سے فرما رہے ہیں ہندی کا یہ کلام پڑھو۔

"آ ہو یہ کا ہے جاؤں — ٹوٹا دیکھن چھوپڑا"

قطب العالم اٹھے، سمجھا کہ یہ اشارہ ہے اس پر کہ میں وہاں کی زیارت چھوڑ کر کبھی نہیں گیا ہوں۔ فوراً اٹھے اور اسی راہ سے روضۂ سلطان العاشقین پر پہنچے۔ قوال ساتھ تھے، حکم دیا کہ یہی کلام سناؤ۔ قطب العالم دیر تک بکیف رہے۔ رات وہیں گزاری پھر خیرآباد کیلیے روانہ ہوئے۔ اس کے بعد کبھی بھی مکھوان کی زیارت ترک نہیں کی۔

منقول ہے کہ میاں مدن، قطب العالم کے ایک صادق العقیدہ مرید تھے۔ مرگین جو پرگنہ پالی کا ایک دیہات ہے ان کا وطن تھا، ایک مرتبہ حاکم پالی نے اس دیہات میں جاکر لوٹ مار کی سرمایہ، سامان و اسباب غلہ وغیرہ لوٹ کر لے گیا۔ میاں مدن بھاگ کر خیرآباد آئے۔ اور قطب العالم کے سامنے تمام حالات بیان کیے۔ قطب العالم نے چاہا کہ اس حاکم کے پاس سفارشی خط لکھیں۔ میاں مدن نے عرض کیا کہ مبادا وہ ظالم آپ کی بات نہ سنے اور آپ کی بات زمین پر گرے۔ آپ نے فرمایا جو شخص میری بات کو زمین پر ڈالے گا خود زمین کے نیچے جائے گا۔

اس دیہات میں متعدد کوئیں غلے سے بھرے تھے وہ ظالم ایک کوئیں کی جگت پر بیٹھا ہوا اپنے عملوں کو حکم دے رہا تھا کہ اس کو نکال کر بیچ دو۔ اسی وقت میاں مدن قطب العالم کا خط لیکر پہنچے، سخت غصہ ہوا، اور اسی کوئیں میں خط ڈال دیا۔ پھر اٹھنے کا ارادہ کیا، اس کا پاؤں پھسلا، گردن کی طرف سے کوئیں میں گرا گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اسی وقت مر گیا۔

منقول ہے کہ میاں مدن کسی حاکم کے ساتھ کسی ایسے پہاڑی علاقے میں جا رہے تھے۔ جہاں کا پانی زہر ہلاہل تھا۔ وہاں کے پانی کا حال حضرت قطب العالم سے بیان کیا آپ نے ایک "آفتابہ گل" (مٹی کا لوٹا) عنایت فرمایا۔ اور کہا جو اس آفتابے سے پانی استعمال کرے گا، پانی کے برے اثر سے محفوظ رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جن رفقا نے اس لوٹے سے پانی استعمال کیا وہ امراض سے محفوظ رہے اور جن لوگوں کو یہ نعمت میسر نہیں تھی وہ بیمار پڑے ہلاک ہوئے۔ جو زندہ رہے وہ نہایت ضعیف و کمزور ہو گئے۔

منقول ہے کہ فتح خاں۔ خیرآباد کا حاکم تھا، اب تک سرائے فتح خاں مخلوق کی زبان پر ہے اسی کی بنائی ہوئی ہے، بڑا ظالم شخص تھا۔ معافی داروں، زمینداروں اور رعیت کو بہت ستاتا تھا، پرگنہ باڑی بھی اسی کی حکومت میں تھا۔ ایک مرتبہ باڑی سے خیرآباد کی طرف روانہ ہوا کہ زمینداروں کو ستائے۔ مخادیم میں انتشار پیدا ہوا۔ سب حضرت سعد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ واقعہ اس طرح ہے۔ فرمایا شیخ نظام الدین کا قول ہے "ہنوز دلی دور است" ابھی دلی دور ہے۔ پھر پریشان ہو کر

حاضر ہوئے، کہ شہر کے نزدیک پہنچ گیا۔ آپ نے وہی جملہ دوہرایا" ہنوز دہلی دور است" جب مکانات شہر کے قریب پہنچا، تو کسی سے کچھ کہنے کیلئے گردن موڑی، ایسے جھٹکے سے موڑی کہ رگ چڑھ گئی گردن ٹیڑھی ہوگئی۔ ہر چند چاہا کہ اطبا علاج کریں لیکن فائدہ نہ ہوا، آخروہ سمجھ گیا کہ یہ کس سبب سے ہے۔ حضرت قطب العالم سے بالحاح وزاری عرض کیا۔ کہ میری گردن سیدھی ہو جائے۔ حضرت نے ایک آئینہ اس کے پاس بھیجا کہ اس میں چہرہ دیکھنے کی کوشش کرو۔ گردن تو سیدھی ہوگئی مگر کیا فائدہ کہ موت قریب آگئی تھی، آئینہ دیکھنے سے گردن تو سیدھی ہوگئی مگر دو ایک روز کے بعد مر گیا۔

منقول ہے کہ خیرآباد کا ایک چودھری جو ذات کا چمار تھا، اس کا نام کھیرو تھا۔ تمام شہر پر پورا اقتدار رکھتا تھا۔ آپ کی خدمت میں آتا تو آپ اسکی طرف التفات فرماتے اور اس شہر کی حرمت کا لحاظ رکھتے۔ ایک روز قاضی راجا نے کہا قطب العالم کیا اس ظالم کافر کی تعظیم کرتے ہیں؟۔ آپ نے فرمایا، میں تو تم لوگوں ہی کے خیال سے کرتا ہوں، آئندہ نہ کروں گا۔ اسکے بعد جب وہ آیا آپ نے اس کی طرف بالکل توجہ نہ دی، انتہائی دلگیر ہوکر گیا۔ ایک بلا خیرآباد کے سر پر لا ڈالی کہ سب پریشان ہوکر قطب العالم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اظہار واقعہ کیا۔ اور کہا کچھ لکھ کر اس کے پاس بھیجئے۔ ورنہ ہم لوگ اب شہر سے جلاوطن ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نے نہیں کہا تھا کہ میں تم لوگوں ہی کی وجہ سے اسکی حرمت ملحوظ رکھتا ہوں۔ آپ نے قاضی راجا کو خط دیکر اس کے پاس بھیجا۔ قاضی راجا نے زبانی بھی بہت کچھ کہا، شیخ کی بددعا سے بھی ڈرایا، مگر اس کی آتش نخوت تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ اس نے کہا، کیا اس قدر ڈراتے ہو، کیا تمہارے شیخ کی کرامت سے میرا بیٹا مر جائیگا۔؟

قاضی راجا نے یہ بات قطب العالم کے سامنے بیان کردی۔ قطب العالم نے فرمایا باپ بیٹے کے حق میں جو بات کہتا ہے وہ یقیناً مستجاب ہوتی ہے۔ اگرچہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ جو کچھ اس کی زبان سے نکلا ہے وہی ہوگا۔

اس کا لڑکا گھوڑے پر سوار ہوکر کہیں جارہا تھا، گھوڑا دوڑانے میں گھوڑے سے گر گیا۔ گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی، نیم مردہ حالت میں گھر پہنچایا گیا۔ کھیرو، دوڑا ہوا قاضی راجا کے پاس آیا کہ قطب العالم سے کہئے کہ میرے بیٹے کو دیدیں میں توبہ کرتا ہوں قاضی راجا نے گزارش کی، قطب العالم نے فرمایا تیر نشانے پر بیٹھ چکا ہے۔ آخر کار کھیرو کا بیٹا اسی روز مر گیا۔

منقول ہے کہ کھیرو مذکور بیٹے کے مرنے کی وجہ سے ائمہ خیرآباد کی طرف سے دل میں کینہ رکھنے لگا۔ حاکم خیرآباد کے پاس آگرہ میں جاکر ایک لاکھ سکھ کا ٹیکس ان ائمہ پر قائم کرادیا۔ یہ خبر ائمہ خیرآباد کو ملی سخت پریشان ہوئے۔ قطب العالم سے کہا اس کافر کے ہاتھ سے ہم لوگ ویران ہو رہے ہیں۔

قطب العالم نے اپنے خلیفہ شیخ صفی سے کہا دفع شر ظالماں کیلئے سیفی پڑھو۔ میاں صفی شہر سے باہر ایک تالاب کے کنارے بیٹھ کر کچھ پڑھنے لگے، مگر کوئی اثر ظاہر نہ ہوا۔ قطب العالم نے فرمایا درویش جو رات کو سوئے رہتے ہیں شب بیداری

نہیں کرتے رات عبادت وطاعت میں نہیں گزارتے ان کے دعا پڑھنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ آج میری تسبیح لے جاؤ، اور چند مرتبہ اس پر پڑھو۔ ابھی دو تین ہی مرتبہ پڑھا تھا کہ ایک نورانی بزرگ نمودار ہوئے اور کہا کہ قطب العالم کو میرا سلام و دعا کہو اور کہدو کہ کھیرو مرکر جہنم واصل ہوا۔ لوگوں نے تاریخ لکھ لی تھی۔ اتفاقاً اسی روز کھیرو مذکور حاکم سے رخصت ہوکر آگرہ سے روانہ ہوا تھا۔ کچھ اس کے بھی مخالفین تھے انھوں نے حاکم سے کہا، کھیرو کے ذمہ خود ہی بہت کافی لگان باقی ہے جو اس نے ادا نہیں کیا ہے، حاکم نے واپس بلانے کا حکم دیا۔ جب لوٹ کر حاکم کے حضور میں آیا، حاکم نے کہا اپنا بقایا لگان ادا کرو وہ بقایا سے صاف انکار کر گیا، حاکم غضب ناک ہوا اور اسکو شکنجے میں کس دینے کا حکم دیا، آخر اسکو قتل کر دیا گیا۔ جو قتل کا مستحق تھا قتل کیا گیا اس سے بہتر کیا بات ہوگی۔

منقول ہے کہ راجو اور موجو، قطب العالم کے مرید میاں برخوردار کے لڑکے تھے، بد مست ہوگئے تھے ہر وقت فسق و فجور میں وقت گزارتے تھے۔ رات کے وقت لوگوں کے مکانوں میں گھس جاتے، ایک تالاب کھدوا رہے تھے۔ اس کے لیے ہر روز قطب العالم کی سرائے کے باشندوں اور محنت کشوں کو زور و تعدی سے پکڑ کر لے جاتے اور بہت ظلم سے کام لیتے۔

چونکہ میاں برخوردار کا مکان قطب العالم کی سرائے ہی میں تھا۔ اور لوگ ان دونوں کے ظلم وستم سے تنگ آگئے تھے، قطب العالم کی خدمت میں دادخواہ ہوتے۔ حکم ہوا، اللہ تعالیٰ جلد ہی ان کے دست ظلم سے رہائی بخشے گا۔ اس حوض "آب ناخوردہ" (خشک) سے یہ شربت مرگ ہی چکھیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، دونوں بھائی جوان مرگ ہی دنیا سے گئے۔ وہ حوض آج بھی موجود ہے، مگر کافی عمیق ہونے کے باوجود برسات میں بھی خشک رہا کرتا ہے۔ اس خشکی کی وجہ قوم میں مشہور ہے کہ چونکہ حضرت قطب العالم نے اسکو "حوض آب ناخوردہ" (بے پانی کا تالاب) کہا تھا۔

منقول ہے کہ میاں برخوردار کے دونوں بیٹے جب انتقال کر گئے اس وقت ان کی عمر آخر ہو رہی تھی، ایک روز قطب العالم سے عرض کرنے لگے کہ میرے دونوں بیٹوں نے اپنے کیے کا پھل پایا۔ میں اب اس دنیا سے بے اولاد جا رہا ہوں۔ حضور کا کیا حکم ہوتا ہے۔ فرمایا ایک لڑکا تمکو خدائے تعالیٰ دے گا۔ انھوں نے کہا کہ مصداق اس آیۂ کریمہ کے اِنِّیْ وَھَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا۔ (میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں اور میرے بالوں کی سفیدی پھیل پڑی ہے) فرمایا قَالَ رَبُّكَ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ (تمہارے پروردگار نے کہا یہ میرے لیے آسان ہے) قطب العالم کی دعا سے انکو انتہائی بڑھاپے کی عمر میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ کہ اب تک ان کی اولاد باقی ہے۔

منقول ہے کہ میاں قاضی راجا اپنے مکان کے قریب، قطب العالم کی سرائے میں کنواں کھدوانے لگے، مگر قطب العالم

---

لہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا، اور اللہ کا جواب حسب اللہ سے اولاد مانگی اور اللہ نے دعا قبول فرمائی اور ان کی حیرت کے جواب میں فرمایا یہ میرے لیے آسان ہے۔ ۱۲ ۔

سے اجازت نہیں لی تھی، ان کے پاس خاطر سے قطب العالم نے منع تو نہ کیا مگر یہ فرمایا کہ پانی شور نکلے گا کوئی استعمال نہ کرے گا اب بھی وہ کنواں موجود ہے انتہائی شور ہے بالکل پینے کے لائق نہیں ہے۔ ان کے پڑوسی دوسری دوسری ضرورتوں کے لیے لے جاتے ہیں۔ مگر پینے کے لیے قطب العالم کے کوئیں سے پانی لیتے ہیں۔

منقول ہے کہ ایک روز قطب العالم کی مجلس میں کھانا لایا گیا، لوگ کھانے میں مشغول تھے۔ قطب العالم کے ایک ممتاز شاگرد، صاحب درس عالم وفاضل میاں ممی خاں افغان بھی شریک طعام تھے۔ قطب العالم نے بطور مزاح دسترخوان سے ایک ہڈی اٹھائی اور میاں ممی خان افغان سے پوچھا "اس کو پسند کرتے ہو" ان کی زبان سے نکل گیا "کیا دوسرے اس پر آنکھ لگائے بیٹھے ہیں" قطب العالم نے فرمایا۔ "تم بھی مجلس میں کوشش کرو"۔

اس کے بعد انکی یہ حالت ہو گئی کہ مجلس مباحثہ، مناظرہ یا اور کسی مجلس میں کسی سوال کا جواب دینا چاہتے تو کچھ نہ بول سکتے تھے جیسے کچھ جانتے ہی نہیں ہیں۔ لیکن جب درس دینے کیلیے بیٹھتے تھے تو معلوم ہوتا تھا درس وتدریس کا فن جانتے ہیں۔ ہر باریک سے باریک نکتے حل کر دیتے۔ قاضی شہاب الدین کے حاشیہ کافیہ پر انھوں نے حاشیہ لکھا ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قاضی شہاب الدین کے مفہوم کو سمجھا ہے تو ان ہی نے سمجھا ہے۔

مؤلف کتاب (خواجہ کمال) ان کا شاگرد دیکھا ہے۔ بڑے معمر بزرگ تھے۔ میرے والد نے، میرے اور دیگر طلبہ کی تعلیم کے لیے لاہرپور سے لاکر حضرت سعد کے مدرسے میں رکھا تھا۔ مدتوں درس دیتے رہے۔

منقول ہے حضرت سعد قدس سرہ فرماتے ہیں۔ میں جاڑے کی ایک سخت رات میں دریا کے کنارے گیا ہوا تھا ایک دوکان پر میں نے ایک شخص کو دیکھا، جو بالکل برہنہ تھا۔ سردی کی وجہ سے کانپ رہا تھا۔ اور فریاد کر رہا تھا۔ اس کی یہ تنگ حالی دیکھ کر مجھکو بہت رحم آیا میں اسکے قریب کھڑا ہوا۔ اور سوچنے لگا اگر میرے پاس کوئی کپڑا ہوتا تو میں اسکو دیتا۔ ابھی میں کھڑا ہی تھا کہ ایک سوار اپنے گھوڑے سے گزرا اس کی فریاد اور گریہ وزاری کی آواز اس کے کانوں میں پہنچی قریب آیا اور اپنی ریشمی دولائی اس کے کندھے پر ڈال دی اور روانہ ہو گیا میرے دل میں یہ بات گزری دنیا بھی خوب ہے اگر ایسی جگہوں میں خرچ ہو۔ علی الصباح حضرت پیر دستگیر کی خدمت میں حاضر ہوا، فرمایا، میاں سعد دنیا اگر صحیح مصرف میں خرچ ہو خوب ہے تم بھی ایسے موقع سے خرچ کرنے میں اعراض نہ کرو۔ کہ وہ تمہاری خدمت خود کرے گی۔

حضرت سعد فرماتے ہیں یہ ساری چیزیں جو تم دیکھتے ہو۔ یہ سب حضرت پیر دستگیر کے انفاس طیبہ کا اثر ہے۔ حضرت سعد کے مطبخ میں روزانہ چودہ، پندرہ من میدہ خرچ ہوتا تھا، جو صوفیوں، قوالوں، طلبہ، مجاورین ومسافرین پر صرف ہوتا تھا۔ تقریباً چار پانچ ہزار تنکہ جو بمنزلہ روپیہ کے تھا محتاجوں کی بخشش میں صرف ہوتا تھا۔ اگر ایسا موقع آجاتا کہ کچھ موجود نہ رہا تو تاجروں

سے دلوا دیتے تھے۔ پھر اپنی جیب سے ادا فرماتے۔ اکثر لشکری جنکے گھوڑے مر گئے یا از کار رفتہ ہو گئے، اپنی حاجت پیش کرتے تھے۔ آپ تلاش کروا کے جہاں بھی دستیاب ہوتے خرید کر عطا فرما دیتے۔

ایک روز ایک پریشاں حال جماعت آپکی خانقاہ میں آئی اور اپنی خستہ حالی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا چند روز ٹھہرو اور صبر سے کام لو۔ اسی زمانے میں سوداگروں کا ایک قافلہ دو تین طویلہ اچھے گھوڑوں کے ساتھ خیرآباد میں آیا آپ کو خبر ہوئی آپنے حکم دیا کہ تمام گھوڑوں کی قیمت تشخیص کی جائے، جب قیمت تشخیص کی گئی کئی ہزار ہوتی تھی۔ سوداگروں کو یہ خیال ہوا یہ تو خود درویش ہیں اتنی قیمت کہاں سے لائیں گے۔ اس وسوسے کی بھی خبر آپکو ہو گئی۔ آپ نے سوداگروں کو اطمینان دلایا کہ جب تم کل رقم اپنی تھیلی میں رکھ لینا تب گھوڑے دینا اور میں بھی ان کو اسی وقت اپنے اصطبل میں منگواؤں گا۔ قیمت طے ہونے کے بعد آپنے ایک نوشتہ زبیرپور کے حاکم کے نام لکھ کر دیا اور سوداگروں سے کہا اگر کل روپے تمہارے مل جائیں تو لے لو ورنہ فوراً واپس آؤ۔

دوپہر کے وقت یہ سوداگر ان زبیرپور حاکم کے دروازے پر پہنچے۔ اسی وقت حاکم کو خبر دی گئی کہ خیرآباد سے قطب العالم کا رقعہ لیکر ایک شخص آیا ہے۔ حاکم یہ خبر سنتے ہی ننگے پاؤں دوڑتا ہوا آیا، سوداگر سے قدمبوس ہوا، سوداگر نے خط دیا۔ اس کو چوما آنکھوں سے لگایا، اور اسی وقت کل روپے گن کر حوالہ کیے۔ چند ہزار تنکے (روپے) ان کے اور بھی حوالہ کیے کہ آپ حضرات اتنی دور سے تشریف لائے ہیں۔ سوداگر اپنے روپے لیکر اپنے تصرف میں لائے۔ قطب العالم نے پلک جھپکتے ہی تمام گھوڑے حاجتمندوں کو تقسیم کر دیئے۔

قطب العالم فرماتے تھے اکثر اولیا محمدی نذور قبول نہیں کرتے ہیں نبیؐ کی اتباع میں۔ کیونکہ نبیؐ نے فرمایا ہے۔ کوئی نبی ایسا نہیں جسکی نظیر میری امت کے اولیا میں نہ ہو۔ بعض بے ہمت ان اولیائے سلیمان صفت کے لینے اور تقسیم کرنے کے منکر ہیں وہ کاملین کے مرتبہ سے محروم ہیں۔ اے نادانو یہ عزت محمدی ہے کہ اس امت کے اولیا انبیائے پیشیں کے مصداق ہیں کہ عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ جیسے احیائے موتیٰ، پیدائشی اندھے کو آنکھ والا بنانا وغیرہ۔

منقول ہے کہ حضرت قطب العالم کی ایک پھوپھی تھیں بی بی صابرہ بڑی عابدہ زاہدہ مریم صفت؛ ان کے پاس ایک بڑا طباق تھا جو انکے مصرف میں رہا کرتا تھا۔ حضرت قطب العالم کی پیدائش سے پہلے آپ کے تین بھائی پیدا ہو چکے تھے۔ جب کسی بھتیجے کے پیدائش کی خبر ملتی خوش ہوتیں اور کہتیں میرے بھائی کے یہاں بیٹا پیدا ہوا ہے۔ لیکن قطب العالم کی پیدائش کے وقت کہا میرے بھائی کے گھر جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ ایک روز قطب العالم ہوگا۔ جب انکے انتقال کا وقت ہوا تو وہ طباق قطب العالم کے حوالہ کر دیا۔ کیونکہ وہ پھوپھی کی خدمت بھی بہت کیا کرتے تھے۔

حضرت قطب العالم فرماتے ہیں کہ ہمارے خاندان میں جن مستورات کو شادی میں شرکت کا اتفاق ہوا ہے۔

انھوں نے دیکھا ہوگا کہ بی بی صابرہ کے ورع و تقویٰ کی نسبت سے اسی طباق میں پارسا مستورات کو شیرینیاں پیش کرتے ہیں۔

منقول ہے، بی بی ملکہ جو قطب العالم کی بھتیجی تھیں انکو صرف ایک بچی پیدا ہوئی، اور چند ماہ کی ہوکر انتقال کر گئی پھر ایک مدت تک اولاد نہیں ہوئی حضرت قطب العالم سے خاندان کی عورتوں نے دعا کی درخواست کی، حکم یہ ہوا کہ انکی قسمت میں نہیں لکھا ہے۔ آخر بی بی ملکہ دنیا سے بے اولاد ہی گئیں۔

منقول ہے کہ میاں عبد الرحیم ساکن بلگرام خود کہتے ہیں کہ میرے بچپن میں میرے والد نے مجھے قطب العالم سے مرید کرا دیا تھا۔ ایک مدت کے بعد کلاہ مجھ سے گم ہوگئی۔ میں نے سنا کہ قطب العالم تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں آیا کہ دوسری کلاہ عرض کر کے لے لوں۔ اس وقت ایک عجیب و غریب حالت میں نے دیکھی خلق اللہ جمع تھی لیکن حضرت کسی کی طرف ملتفت نہ تھے بلکہ یادِ خدا میں مشغول تھے، میں متحیر کھڑا تھا، یکبارگی میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا، عبد الرحیم خوب پہنچے جو کلاہ تم کو دی تھی گم کر دی پھر اپنے سر مبارک سے سبز اونی کلاہ اتاری اور مجھ کو عنایت فرمائی۔

شیخ عبد الرحیم کہتے تھے مجھے جب سخت مشکل پیش آتی ہے تو ہزار بار یہ اسم پڑھتا ہوں "مخدوم شیخ مینا، مخدوم شیخ سعد" یقینی وہ مشکل حل ہو جاتی ہے۔ جبکہ دوسروں کی حاجتیں اسمائے اعظم اور سیفی وغیرہ سے پوری ہوتی ہیں۔ مجھے یہی دو اسم کافی ہیں۔

جاروب کش آستانہ اس کتاب کا مولف (خواجہ کمال) کا بھی راسخ عقیدہ یہی ہے۔ جب کبھی سخت مہم میں ان اسما کو باخلاص و بصدق دلی پڑھتا ہوں یقینی مشکل حل ہوتی ہے۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے۔ دنیا کا ثبات و قیام طالبان حق اور عاشقان الٰہی کے قدوم میمنت لزوم سے ہے۔ رات دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ ہر گھنٹے میں اللہ تعالیٰ نوے ہزار آدمیوں کو خلعت وجود عطا فرماتا ہے۔ اسطرح ہر سال ساٹھ کروڑ اکاسی لاکھ اور ساٹھ ہزار آدمی عالم وجود میں آتے ہیں۔ ان میں نوے ہزار عاشقان الٰہی ہوتے ہیں۔ بقیہ جتنے ہیں سب بے عشق ہیں۔ یہی نوے ہزار عاشقانِ الٰہی ہیں، جنکی بدولت یہ دنیا قائم ہے۔ ہر سال نوے ہزار عاشقان الٰہی اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے اور ہر سال نوے ہزار عالم فانی سے عالم جاودانی کو رحلت کرتے ہیں۔

ایک روایت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے کہ نورِ عشق کا دریا عالم علوی سے دنیا کی طرف آیا ہے، اور ابر سفید کی طرح آسمان و زمین کے درمیان معلق ہے۔ ہر سال نورِ عشق چمکتا ہوا کوہ طور پر جاتا ہے۔ اور اللہ کی جناب میں دعا کرتا ہے کہ اس سال اپنے بندوں میں کس کس بندے کو میرے لیے پیدا کیا ہے اس کی خبر مجھ کو دے تاکہ انکے دلوں کو تیری طرف متوجہ کروں۔ اس وقت نوے ہزار آدمیوں کے نام ایک کاغذ پر لکھ کر دیدیے جاتے ہیں۔ جن لوگوں کے نام اس

کا عذر پر ہوتے ہیں ان کی تلاش میں پوری کوشش کرتا ہے۔ اور ساعت بساعت ان کے دل کو اللہ کی طرف مائل کرتا رہتا ہے۔

اے عزیزہ! عشق کے تین حرف ہیں۔ عینِ عشق۔ ع۔ عین کا مفہوم علو ہے کہ عشق رفتہ رفتہ پستی سے بلندی کی طرف لے جاتا ہے۔ منزل بمنزل اوپر بڑھتا ہوا، طالب اپنی انتہا کو پہنچتا ہے۔ یہ ناقصوں کیلیے مقدر کیا گیا ہے کہ ان کے قلوب جذب صادق سے مملو ہو کر علو کی طرف بڑھتے چلے جائیں۔ ش: شین سے آتشِ شوق مراد ہے وہ آتشِ شوق جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوں کے دل میں بھڑکائی ہے جسکے دل میں آتشِ شوق ہوتی ہے وہ ہمیشہ اسی آگ میں جلتا رہتا ہے۔

قرآن میں بھی یہ لفظ آیا ہے لیکن ایک مصلحت خاص سے، بجائے 'شین' کے 'سین' آیا ہے۔ جیسے 'حمعسق' یعنی ع س ق ہے۔ قرآن میں موسیٰ ہے اور توریت میں 'موشیٰ' شین کے ساتھ۔ چونکہ لکنت کی وجہ سے حضرت موسیٰ کو شین کے تلفظ میں دقت ہوتی تھی۔ اور آواز سین کی پیدا ہو جاتی تھی۔ اس لیے اللہ نے انھیں کے تلفظ کی رعایت سے ہر جگہ موسیٰ کا لفظ استعمال فرمایا۔ اور حروف مقطعات میں عین۔ شین۔ قاف کا موقع آیا تو رعایت موسوی ملحوظ رکھی گئی۔ اس طرح یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ کہ لفظ عشق قرآن میں بھی بایں صورت موجود ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا، ایک دفعہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کی۔ خداوندا! کل قیامت میں میری امت کا حساب میرے ہاتھ میں دیدے۔ کیونکہ یہ بہت ہی گنہگار امت ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کل قیامت میں سب کے روبرو انکی فضیحت ہو۔

خداوند عالم کا فرمان ہوا، کل قیامت میں، میں خود اپنے روبرو ان کا حساب لوں گا۔ تاکہ کوئی دوسرا نہ دیکھے اور ان کی فضیحت ہو۔ اگر یہ تمہاری امت ہیں تو میرے بھی بندے ہیں۔ انکو تمہارے روبرو کیسے فضیحت ہونے دوں گا۔

پھر فرمایا، یہ بات بھی کہی جاتی ہے، جب اتنی ہی عزت و تکریم ہے تو پھر ان سے گناہ کیوں سرزد ہوتے ہیں؟

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خزانہ ضائع نہ ہو، کیونکہ اللہ کے دو خزانے ہیں ایک خزانۂ ثواب اور ایک خزانۂ مغفرت و رحمت، اگر زندگی حسن عمل کے ساتھ گزری ہے۔ تو ثواب کے خزانے کا دہانہ اس کے لیے کھلا ہے۔ اور اگر مبتلائے مصیبت ہے تو خزانہ مغفرت و رحمت سے نواز دیتا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ اسلیے بھی مبتلائے مصیبت کر دیتا ہے کہ ابلیس کی آنکھ بخشش کو دیکھ کر ترستی رہے اور اس کو یہ حسرت ہو کہ جسکو میں نے اپنی وسوسہ اندازی سے گناہ میں مبتلا کیا ہے کہ وہ جہنم میں دکھ اٹھائیگا۔ جب وہ یہ دیکھتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کے زیر سایہ آگیا تو اسکو دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ رحمت کے بھی کچھ تقاضے ہیں جو ابلیس کی نگاہ سے پوشیدہ ہیں۔ لیکن خدائے غفور و رحیم اس سے واقف ہے۔

مالی یہ جانتا ہے کہ باغ کی زمین کیسی ہے، اگر زمین سازگار ہے تو اس باغ میں سرو نصب کرتا ہے اور اس چمن کے حسن کو اور بھی دوبالا کر دیتا ہے۔

ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ بندوں سے گناہ کا صدور اللہ کی پاکی اور عزت کی دلیل بھی ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے سماع کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ثابت کیا ہے، فرماتے تھے کہ جس وقت نبی ؐ کو یہ خوشخبری ملی کہ آپ کی امت کے فقرا اغنیاء سے نصف روز پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اور یہ نصف یوم پانچ سو سال کا ہوگا۔ آپ کو بہت مسرت ہوئی اصحاب کو بلایا اور فرمایا کسی شعر پڑھنے والے کو بلاؤ ایک شعر خوان کو بلایا گیا اس نے لحن داؤدی میں یہ اشعار پڑھے ۔ لقد سلت حیۃ الھوی الکبدی۔

پیغمبر ؐ جس طرح صوفی کھڑے ہوتے ہیں کھڑے ہوئے چند قدم چلے ردائے مبارک دوش مبارک سے گر پڑی ردائے مبارک کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے یاروں میں تقسیم کر دیا گیا۔ عوارف میں لکھا ہے کہ چار سو ٹکڑے اس چادر کے ہوئے تھے۔ جو یاروں میں تقسیم ہوئے۔ یہیں سے صوفیہ سماع کو جائز سمجھتے ہیں۔

منقول ہے کہ کسی نے حضرت قطب العالم سے دریافت کیا کہ مجلس سماع سے پہلے اور بعد میں قرآن خوانی کا کیا ثبوت ہے؟ قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت ممشاد دینوری نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک شب خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ؐ صوفیوں میں سماع کا جو طریقہ رائج ہے کیا آپ اسکو ناپسند فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ناپسند نہیں کرتا۔ مگر ان لوگوں سے کہہ دو کہ ابتدا اور انتہا میں کلام اللہ پڑھ لیا کریں۔ میں نے کہا منکرین سماع مجھکو ایذا پہنچاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے ابو علی صبر سے کام لو۔

قطب العالم درود خمسہ کے ثواب کو بہت مبالغہ سے بیان کرتے تھے۔ چنانچہ رسالہ مکیہ کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

ایک رات کچھ دیر سو کر میں اٹھا وضو کر کے تہجد کی نماز پڑھی۔ پھر سبق پڑھانے کے لیے کتاب کے مطالعہ میں مشغول ہو گیا کہ اونگھ آنے لگی، خواب میں دو بزرگ نظر آئے ان میں سے ایک نے دوسرے کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" بس میں اپنی سعادت کو غنیمت سمجھ کر دوڑا، اور پائے مبارک پر بوسہ دیا آنحضرت ؐ نے شفقت فرمائی۔ اور فارسی زبان میں فرمایا "تو این بخواں" (تم یہ پڑھو) اور زبان مبارک سے یہ درود ارشاد فرمایا۔

اللھم صل علیٰ محمد بعدد من صلے علیہ وصل علیٰ محمد بعدد من لم یصل علیہ، وصل علی محمد کما تحب وترضیٰ ان تصلی علیہ، وصل علیٰ محمد لما ینبغی الصلوٰۃ علیہ ۔

اس بشارت کا اظہار میں نے اس لیے مناسب سمجھا تاکہ طالبین کا ذوق و شوق بڑھے اور وہ اس درود شریف

کے پڑھنے کی طرف مائل ہوں۔ اور سلف کی عادت بھی تھی کہ ترغیباً للطالبین اپنے بعض خصوصی واقعات وعادات کو بیان فرمادیتے تھے۔ تاکہ ان کا دل اللہ کی طرف کھنچے۔ چنانچہ احمد بن حنبل ہر مرتبہ کہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے دیکھتے تھے، لوگوں نے دریافت کیا سمجھ کر، یا بغیر سمجھے ہوئے، فرمایا سمجھ کر پڑھیں یا بے سمجھے ہوئے خدائے تعالیٰ ہر طرح دیکھتا ہے۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا۔ میں نے اپنے پروردگار کو ننانوے مرتبہ دیکھا۔ تو میں نے پوچھا نجات کی کیا راہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس دعا کے پڑھنے سے اللّٰھم صغر الدنیا باعتبار عظم جلالک فی قلوبنا ووفقنا لمرضاتک وثبتنا علیٰ دینک یاذا الجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین۔

منقول ہے۔ قطب العالم نے فرمایا، تمہارا کسی شے کو انتہائی دوست رکھنا اس کی عیب بینی سے آنکھ کو اندھا کر دیتا ہے پھر یہ حکایت بیان کی۔

ایک شخص اپنی بی بی سے انتہائی محبت، عشق کی حد تک کرتا تھا، عورت کی ایک آنکھ میں سفیدی تھی۔ لیکن اس کے شوہر کو اس کا بالکل احساس نہ تھا۔ جب ایک مدت گزر گئی اور عشق کا زور بھی کم ہوگیا، تو سفیدی چشم کو اس نے دیکھا، پوچھا، تمہاری آنکھ میں یہ سفیدی کب سے ظاہر ہوئی۔ عورت نے کہا جس دن سے میری محبت تمہارے دل میں کم ہوئی۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا کہ مجھے اللہ کا دیدار کرا دیجئے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دیدار کی تمنا کی جواب ملا "لن ترانی" تم نہیں دیکھ سکتے۔ تو پھر تم کس گنتی میں ہو، اس شخص نے جواب دیا، موسیٰؑ کے زمانے میں تجلی قہری تھی اس لیے یہ جواب لن ترانی ملا لیکن دور محمد علیہ السلام میں تجلی لطفی ہے۔ ایک کہتا ہے۔ واللہ لا اعبد حتی اراہ۔ میں عبادت نہیں کرتا۔ جب تک اسکو دیکھتا نہیں ہوں "ایک کہتا ہے سبحانی ما اعظم شانی۔ میں پاک ہوں میری شان کتنی بلند ہے۔ تو ایک دوسرا کہتا ہے لیس فی جبتی سوا اللّٰہ، میری قبا میں اللہ کے سوا کچھ نہیں ایک کہتا ہے الاولیا۔ . . . رویۃ فی الدنیا والآخرۃ۔ ہمارے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیکڑوں اعزاز واکرام کے ساتھ شب معراج میں لے گئے۔ اور شرف جمال سے مشرف فرمایا۔ آپ مجھے لن ترانی کا جواب سنا کر مجھکو الگ کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تم بالکل سچ کہتے ہو۔ تم کو دیدار الٰہی کی سعادت تک پہنچا دیتا ہوں پھر اس نعمت سے آپ نے اسکو مشرف فرمادیا۔

قطب العالم نے فرمایا، اللہ کے ایسے بندے ہیں جو اسی دنیا میں بچشم دل خدا کو دیکھتے ہیں۔ تجلی اسی جسمانی نظر

پر ہوتی ہے اور وہاں سے دل کی طرف منعکس ہوتی ہے۔ نیز ان آنکھوں سے بھی دیکھتا ہے۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ امت محمدیہ میں ایسے بلند ہمت اہل مکاشفہ ہیں کہ بجز رویت الٰہی کے اور کسی شے کے طلبگار نہیں ہوتے۔ ایک بوڑھے سے کہا گیا۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کو دیکھو اس نے جواب دیا نہیں کہا گیا کیوں ؟ اس نے جواب دیا موسیٰؑ نے چاہا نہ دیکھا، محمد رسول اللہؐ نے نہ چاہا دیکھا، لہٰذا ہماری طلب دیدار الٰہی کے باب میں حجاب اعظم ہے

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ شریعت طریقت حقیقت کی مثال، کشتی، دریا اور موتی کی ہے۔ موتی کا طلب گار کشتی میں بیٹھکر دریا کی سیر کرتا ہے۔ پھر غوطے لگا کر موتی حاصل کرتا ہے۔ اگر اس ترتیب کو ترک کردے موتی تک نہیں پہنچ سکتا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ یہ نفس پلید، انواع اقسام کے توہمات اور حرکات کا مالک ہے۔ کبھی کہتا ہے، آخری زمانہ ہے فیوض منقطع ہوچکے نعلوم نتیجہ ہو یا نہ ہوسکے اس توہم و حرکات کی طرف اصلاً ملتفت نہ ہونا چاہیے۔ کیونکہ فضل غفار اور اہل طریقت کے احوال پر نظر کروگے ان کی باتوں کے سننے اور مطالعہ کرنے سے غافل نہ ہو۔ ؏ اگر قلم سروش نے نہ لکھا تو کیا ہوا۔

گر رسیدن بکعبہ نتو انم بارے از قبلہ رو نگر دانم

(اگر ہم کعبہ تک نہیں پہنچ سکتے ہیں تو قبلہ کی طرف سے منہ بھی نہیں پھیر سکتے ہیں۔)

اگر تیرا نفس کہے یہ لوگ اس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جو قوی تھے ہم انکی اقتدا نہیں کرسکتے ان عورتوں کے احوال کو دیکھو جو اہل مجاہدہ تھیں جنھوں نے راحت آسائش اور تن آسانی کا دروازہ خود پر بند کر رکھا تھا۔ اور اپنے نفس سے کہو اے نفس تو مردانگی کا دعویدار ہے لیکن کیسا کم ہمت و انتہائی خسیس ہے کہ عورتوں سے بھی تو کم تر ہے۔

پھر یہ حکایت بیان کی کہ رابعہ بصریہ کے گھر کا دروازہ نہ تھا، کسی نے کہا دروازہ لگالیا کیجئے تا کہ رات کو بفراغت آرام سے رہئیے۔ دروازہ بنانے والے کو لائے دروازہ لگایا گیا۔ صبح اٹھ کر دروازے کو جدا کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا کیوں دور کردیا۔ فرمایا دروازہ بند کرنے میں اتنا وقت ضائع ہوتا ہے۔

رابعہ بصریہ اپنے مناجات میں کہتی تھیں۔ اے میرے مالک تو کچھ تجھ کو رابعہ کو دنیا میں دیتا ہے وہ اپنے دشمنوں کو دیدے اور جو کچھ رابعہ کو بہشت میں دیتا ہے وہ اپنے دوستوں کو دیدے۔ رابعہ کے لیے دنیا میں ترا اندوہ ہی غمگسار ہے اور بہشت میں ترے نام کی یاد ہی کافی ہے۔

منقول ہے۔ لوگوں سے یہ بات سنی گئی ہے کہ ایک شخص کی ایک پارسا جشن باندی تھی وہ شخص بازار گیا اور اس باندی

کو بازار کے ایک گوشے میں بٹھا کر دوسری ضرورتوں کے لیے جانے لگا اور اس باندی سے کہا کہ یہیں رہ یہاں سے دوسری جگہ نہ جا جب تک میں لوٹ نہ آؤں۔ جب واپس آیا اس کو نہ دیکھا سخت برہم ہو کر گھر کی طرف گیا، جب باندی نے دیکھا کہ وہ بہت برہم ہے تو مالک سے کہا جلدی نہ کیجئے آپ نے ایسی جگہ مجھکو بٹھا دیا تھا کہ وہاں ایک شخص بھی اللہ کو یاد کرنے والا نہ تھا، مجھے ڈر ہوا کہ کہیں وہ جگہ نہ الٹ دی جائے۔

وہ شخص پارسائی کی ایسی بات سنکر بہت متحیر ہوا۔ اور اس باندی کو آزاد کر دیا۔ باندی نے کہا، آپ نے برا کیا میں آپکی خدمت کرتی اور ثواب حاصل کرتی اب ایک ثواب چلا گیا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا، ایک روز ایک صوفی، صوفیوں کا لباس پہنکر ایک صوفی کے دروازے پر آیا، اور اسکی لڑکی سے پانی مانگا، لڑکی نے خیال کیا وضو کیلیے مانگتا ہے ایک گھڑا بھر کرلے آئی۔ وہ صوفی پانی پینے لگا۔ لڑکی باپ کے پاس آئی اور کہنے لگی اے ابا تیار ہو جائیے قیامت قریب آ گئی۔ باپ نے کہا اری بڑھیا تجھکو کیسے معلوم ہوا، کیسے تحقیق ہو گئی کہ اس ہیبت اور پوری تحقیق کے ساتھ کہ رہی ہے۔

لڑکی نے کہا ابا جان میں نے دیکھا ایک صوفی صوفیوں کے لباس میں دن کو پانی پی رہا ہے۔ حیرت ہے کہ ایک صوفی صوفیوں کے لباس میں ہو کر دن میں پانی پیئے اور قیامت قائم نہ ہو جائے۔

منقول ہے کہ قطب العالم فرماتے تھے کہ خواجہ حسن صالح کی ایک کنیز تھی اسے انھوں نے فروخت کر دیا۔ جب آدھی رات ہوئی کنیز بیدار ہوئی اور اس نے کہا، "اے اہل شرع نماز نماز، لوگوں کو تعجب ہوا، بولے کیا صبح ہو گئی؟ لڑکی نے کہا آپ لوگ فرض نماز کے سوا دوسری نماز نہیں پڑھتے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ کنیز خواجہ حسن کے پاس واپس گئی اور کہا اے جناب بیکار آپ نے مجھے ایسے لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جو نماز تہجد نہیں پڑھتے ہیں۔ مجھکو واپس لے لیجئے۔"

اے بھائی جب اس زمانے کی کنیزوں کی یہ ہمت تھی تو اس زمانے کے خواجگان کا کیا حال ہو گا۔

منقول ہے کہ قطب العالم فرماتے تھے بندہ اخلاص حق کی بدولت شیطان سے چھٹکارا پاتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی امم سابقہ میں ایک عابد خدا پرستی کرتا تھا ایک مدت تک عبادت کرتا رہا۔ ایک مرتبہ اس نے یہ سنا کہ ایک جماعت خدا کو چھوڑ کر درخت کی پوجا کرتی ہے اسکو سخت غصہ آیا کلہاڑی کاندھے پر رکھ کر اس درخت کے کاٹنے کے ارادے سے چلا ابلیس ایک بوڑھے کی شکل میں اس کے سامنے آیا اور بولا اللہ تم پر رحم کرے کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا چاہتا ہوں کہ اس درخت کو کاٹ دوں، ابلیس نے کہا تم کو اسکی کیا ضرورت ہے عبادت اور مشغولی چھوڑ کر غیر کی طرف متوجہ ہوئے ہو؟ اس نے کہا یہ بھی عبادت ہے۔ ابلیس نے کہا میں تم کو نہ چھوڑوں گا۔ اب ان دونوں میں جنگ ہونے لگی۔ عابد نے اسکو پکڑا اور زمین پر پٹک دیا،

اور سینہ پر سوار ہو گیا۔

ابلیس نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ تم کو ایک حکایت سناؤں۔ عابد اس کے سینے سے اتر گیا۔ ابلیس نے کہنا شروع کیا اللہ نے یہ کام تم سے ساقط کر دیا ہے۔ تم پر یہ فریضہ کردہ ہے۔ تم اس کی پرستش نہیں کرتے تو جو تمہارا غیر ہے اسکی کوئی ذمہ داری تم پر نہیں ہے۔ زمین میں اللہ کے پیغمبر موجود ہیں اگر چاہے گا ان کو حکم دے گا کہ کاٹ ڈالیں۔

عابد نے کہا مجھے اس کے کاٹے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ابلیس نے پھر اس سے جنگ شروع کر دی۔ پھر یہ عابد اس پر غالب آگیا اور اسکو پٹک کر سینے پر چڑھ بیٹھا۔ ابلیس عاجز آگیا۔ اور اس نے کہا اے عابد کیا تم ایسی بات کی طرف مائل ہو سکتے ہو جو ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کن بھی ہو اور تمہارے لیے سود مند بھی ہو؟ عابد نے پوچھا وہ کیا چیز ہے ابلیس نے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ وہ بات تم کو بتاؤں۔ عابد نے اسکو چھوڑ دیا۔

ابلیس نے کہنا شروع کیا تم ایک درویش اور حاجتمند ہو، اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے ہو لوگوں میں دبے ہوتے ہو۔ تمہارے لوگ تکلیف برداشت کر رہے ہیں شاید تم اس بات کو پسند کرو گے کہ اپنے بھائیوں پر فضل اور ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک کرو اور خود دوسروں سے بے نیاز ہو جاؤ۔ عابد نے کہا ہاں میں پسند کروں گا۔ ابلیس نے کہا اپنے اس کام سے باز آجاؤ۔ میں تمہارے سرہانے ہر شب کو دو دینار رکھ دوں گا۔ جب صبح کو اٹھو گے اس کو لے لو گے اپنی ذات پر اور اپنے عیال پر خرچ کرو گے۔ اپنے بھائیوں پر صدقہ کرو گے یہ تمہارے لیے اور مسلمانوں کے لیے سود مند ہوگا۔ تم کو اس درخت کے کاٹنے سے کیا فائدہ ہوگا کہ اسکی جگہ دوسرا نصب کر دیں گے اس کے کاٹنے سے ان لوگوں کا کچھ نقصان نہ ہوگا۔ اور نہ تم کو نفع ہے۔

عابد سوچ میں پڑ گیا اور دل میں کہا بڈھا ٹھیک ہی کہتا ہے۔ میں پیغامبر نہیں ہوں کہ اس درخت کا کاٹنا مجھ پر واجب ہو۔ خدا نے مجھکو نہیں کہا ہے کہ اسکے نہ کاٹنے سے میں گناہ گار ہوں گا۔ اس نے جو کچھ کہا اس میں نفع زیادہ ہے۔ عابد اپنی عبادتگاہ کی طرف لوٹ گیا۔ جب رات گزری اور صبح ہوئی، دو دینار اپنے سرہانے دیکھا، اسی طرح تین دنوں تک دیکھتا رہا۔ اور دینار پاتا رہا، تو اس صبح کو جبکہ اسکی کوئی چیز اپنے سرہانے نہیں دیکھی غصے میں کلہاڑی کاندھے پر رکھا ہی تھا کہ ابلیس پھر ایک بوڑھے کی شکل میں نمودار ہوا، کہا کہاں کا ارادہ ہے عابد نے کہا درخت کو کاٹوں گا۔ ابلیس نے کہا جھوٹ کہتے ہو تم اس کو نہیں کاٹ سکتے اور تمہارا دست رس وہاں تک نہیں ہے۔ تو عابد نے ہاتھ بڑھایا کہ اسکو پکڑ لے جیسا کہ اس نے پہلے کیا تھا۔ مگر ابلیس نے اس کو زمین پر دے مارا اپنے پاؤں کے نیچے گوریا کی طرح دبا کر سینے پر چڑھ بیٹھا۔ اور کہا اس کام سے باز آؤ ورنہ تمکو ذبح کر دوں گا۔ اب عابد نے خود میں اس کے مقابلے کی طاقت نہ پائی۔ تو کہا تم مجھ پر غالب آگئے مجھے چھوڑ دو اور یہ بتاؤ کہ تم پر میں نے کسطرح غلبہ پایا تھا اور اب تم نے کسطرح مجھ پر غلبہ پایا۔ ابلیس نے کہا پہلی بار خدا کے لیے تم کو غصہ آیا تھا، اور تمہاری نیت آخرت پانے کی تھی تو تم

نے مجھے مسخر اور مقہور کر لیا، اور اس وقت اپنے نفس اور دو دینار کیلئے تم غصّے میں آ گئے اسلئے تم پر غلبہ حاصل کیا اور زمین پر پٹک دیا۔ یہ حکایت اللہ تعالیٰ کے اس قول کی تصدیق کرتی ہے۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ مشایخ نے رزق کی چار قسمیں کی ہیں ۔

رزق مضمون ، رزق مقسوم ، رزق مملوک ، رزق موعود ۔

(۱) رزق مضمون :۔ جو کچھ طعام و شراب ، اور کفاف ہے اسکو پہنچتا ہے۔ یعنی وہ رزق جس کا اللہ ضامن ہے ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللّٰہ رزقھا۔ جتنے بھی زمین پر چلنے والے ہیں انکا رزق اللہ کے پاس ہے ۔

(۲) رزق مقسوم :۔ وہ ہے جو ازل ہی میں تقسیم کر دیا گیا ہے اور لوح محفوظ میں لکھ دیا گیا ہے ۔

(۳) رزق مملوک :۔ روپے پیسے، کپڑے اور دوسرے اسباب جو بطور ذخیرہ کسی کے پاس موجود ہیں۔

(۴) رزق موعود :۔ اللہ تعالیٰ نے صالحین و عابدین سے جس رزق کا وعدہ فرمایا ہے۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰہَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کے لیے آسانی پیدا کر دیتا ہے، اور وہاں سے رزق پہنچاتا ہے جو اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا) پھر فرمایا کہ توکل رزق مضمون میں ہوتا ہے، دیگر رزقوں میں نہیں۔ جو مقسوم ہے اس میں توکل کیا کرے گا، اور جو مملوک ہے اپنے قبضہ میں ہے اس میں بھی توکل نہیں ہے۔ اور رزق موعود میں بھی نہیں کیونکہ جو وعدہ کیا ہے وہ پہنچائے گا۔

توکل دراصل رزق مضمون میں ہے یعنی یہ جانے کہ جو کچھ میری ضرورت ہے وہ اللہ تعالیٰ پہنچائیگا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ مریض کی عیادت درست ہے مگر تین امراض میں نہیں ہے۔ یہ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لَا يُعَادُوْنَ صَاحِبُ الرمد وصاحب البرص وصاحب الدمل، آشوب چشم، برص، اور دُمّل والوں کی عیادت نہیں کی جاتی۔ نیز آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ چھینکنے والے سے پہلے اگر نہ چھینکنے والا الحمد للہ کہدے تو دانت، کان اور پیٹ کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہٗ نے فرمایا۔ جمع کرو۔ کھاؤ۔ چھپاؤ۔ دو اور لو۔ لوگوں نے پوچھا امیر المومنین اس پانچ کلمے کا مطلب کیا ہے امیر المومنین نے فرمایا۔ جمع کرو علم۔ کھاؤ غصہ، چھپاؤ لوگوں کا عیب، دو انصاف، لو بہشت۔ لوگوں نے کہا امیر المومنین آپ سچ فرماتے ہیں۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا، ایک موقع سے ابراہیم ادھم کو فرپہنچے، امام ابو حنیفہ رحمہ کو خبر ہوئی، ان کی زبان سے نکل گیا انکو چاہیئے تھا کہ علم حاصل کرتے دوسرے روز ان کی ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلے، انہوں نے راہ ہی میں ملاقات ہو

گئی۔ ابراہیم ادھم نے فرمایا، علماء سے مجھکو ایک حدیث پہنچی ہے۔ ترک الدنیا رأس کل عبادۃ۔ دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کی اصل ہے۔ اس پر میں عمل کرتا ہوں۔ اتنا علم جو آپ کو پہنچا ہے ان میں سے آپ نے کیا کیا عمل کیا۔ یہ سنکر امام ابو حنیفہ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے اپنی کہی ہوئی بات پر بہت نادم و شکستہ خاطر تھے۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ مشائخ کبار اور صاحبانِ مقام و احوال نے جو العلم حجاب اللہ کہا ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ تعلیم یا علم دانی کے مخالف ہیں اور جہالت کو پسند کرتے ہیں انھوں نے تو خود علم حاصل کیا ہے اور اس پر عامل رہے ہیں۔ اور اسی کی بدولت وہ مقام عالیہ کو پہنچے ہیں۔ ہاں اپنے عمل کی کوئی وقعت انکی نگاہ میں نہیں ہے۔ اس وقت انھوں نے یہ بات کہی کہ العلم حجاب اللہ۔ (یعنی اگر غرور پیدا کردے) کیا تم نہیں دیکھتے ہو، خود ہی بزرگان کہتے ہیں ـــــ ذکر اللسان لقلقۃ ذکر القلب وسوسۃ من قال لا الہ الا اللہ فہو کافر، اس قسم کی باتیں انھوں نے اپنے احوال و مقام کے اعتبار سے کہی ہیں۔ نہ یہ کہ علم کو منع کرتے ہیں یا ذکر لسان اور ذکر قلب سے باز رکھتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا یہی وجہ ہوگی جو بعض سالکوں نے کہا ہے۔ من قال لا الہ الا اللہ فہو کافر" آپ نے فرمایا اس قسم کی باتیں صاحبان حال، اہل مکاشفہ و مشاہدہ کی ہیں۔ ہر ایک کی رسائی یہاں تک نہیں ہے)

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ اطلبوا العلم ولو کان با الصین علم حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو، اسکے دو معنی میں نے سنے ہیں ایک تو صین کے معنی چین سے کے ہیں کہ اس مقام تک پہنچنا انتہائی شدائد کو عبور کرنے کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔ یعنی علم حاصل کرو خواہ ایسے دشوار گزار مقام ہی میں کیوں نہ حاصل ہو نیز صین کے معنی شیر کے کچھار کے بھی ہیں اور وہاں پہنچنا ہلاکت سے خالی نہیں۔ لہذا علم حاصل کرنے میں ہلاکت جان کی پروا نہ کرو۔ ہر مصیبت سہ کر علم حاصل کرو۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ جب عیسیٰؑ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اُن کے جسم پر فرشتوں نے ایک گدڑی دیکھی جسمیں چار سو پیوند لگے ہوئے تھے اور ہر ایک دوسرے سے مختلف رنگ، اس سے انکو بہت تعجب ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر چار ہزار ہوتے تو مجھکو اور بھی پسند آتے۔ اور پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا، دنیاوی اشیا میں عیسےٰؑ کے پاس دو چیزیں تھیں ایک گدڑی اور ایک پیالہ شکستہ، ایک مرتبہ ایک شخص کو دیکھا چلّو سے پانی پی رہا ہے آپ نے وہ شکستہ پیالہ پھینک دیا کہ میں اس شخص سے زیادہ غنی ہوں۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت جنید کا ایک مرید ایک وقت اُن سے کچھ پوچھ رہا تھا آپ جواب دے رہے تھے۔ مرید نے جواب پر اعتراض کیا آپ نے یہ آیت پڑھی فان لم تؤمنوا لی فاعتزلون (اگر میری بات نہیں مانتے مجھے چھوڑ دو) وہ مرید نہایت کم فہم تھا جو حضرت جنید کے منازل و مراتب کو سمجھنے والا نہیں تھا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے۔ آدمؑ جب زمین پر آئے تو اس پشیمانی کی وجہ سے جوان کے دل میں تھی، منہ میں انگلی ڈالی اور قے کی، زمین کے کیڑے مکوڑے، حشرات الارض از قسم سانپ اور ان کے علاوہ بھی جنکا دل اس قے کو کھانے کی طرف مائل ہو گیا اس قے کے کھانے کی وجہ سے ان کے منہ زہر آلود ہو گئے اور ان کے سر برابر ہو گئے۔ اس کے بعد جو گھاس بھی کہ اس جگہ پیدا ہوئی، اسکی خاصیت و طبیعت زہریلی ہو گئی۔ اور وہ لڑکا جسکے خون میں اس غذا کا اثر تھا یعنی قابیل منشأ کفر و فساد ہوا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے کہ حضرت شیخ محمود آشتی کے ایک مرید جنکا نام شیخ محمد کرمانی تھا جب انکے وطن کی طرف انکو واپس کرنے لگے تو آپ نے فرمایا جب اپنے وطن میں پہنچ جاؤ تو ذکر اور خلوت گزینی میں مشغول ہو جائیو۔ شیخ محمد نے کہا اگر کسی وقت میرے کسی مسلمان بھائی کو یا دوستوں کو آرام پہنچانے کی ضرورت پیش آئے تو اسکی اجازت ہے؛ شیخ محمود نے یہ سنکر سر جھکا لیا کچھ دیر کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا ایسے شخص پر تعجب ہے کہ مار سیاہ اس کو ڈس رہا ہے اور چاہتا ہے کہ دوسرے کے پاؤں کا کانٹا نکالے

اے عزیز! مخلوق کی نفع رسانی تمام طاعتوں میں بزرگتر طاعت ہے مگر جبکہ راہ خدا میں وہ کامل ہو جائے لیکن اسوقت انتہائی دردمندی سے مدد کرے اور وہ کام ہو بھی جائے کہ لوگ تعجب کریں۔ جو کچھ اس نے کیا ہو گا وہ عین اخلاص ہو گا ورنہ سب کچھ لاف و گزاف ہو گا کیونکہ مقصود ہی معبود ہوتا ہے۔

منقول ہے۔ قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ ایک روز کا بخار . . . کے گناہ کا کفارہ ہے پیر دستگیر (مخدوم شاہ مینا) فرماتے تھے، یکروزہ بخار ایک سال کا کھایا پیا برابر کر دیتا ہے تو یقینی ہے کہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بھی ہو۔

منقول ہے کہ قطب العالم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جنید بیمار ہوئے، وہ خود کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے دعا کی کہ مجھے صحت و عافیت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے ان اسرار میں جو میرے اور تمہارے نفس کے درمیان ہیں، دخل نہ دو۔ جیسے رکھوں ویسے ہی رہو۔

منقول ہے کہ قطب العالم نے فرمایا۔ تفسیر عین المعانیؔ اور معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت خضر کا نام بلیا بن ملکان تھا۔ خضر ان کا لقب ہے اور کنیت ابو العباس خضر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جس جگہ بیٹھتے تھے، وہ جگہ ہری بھری ہو جاتی تھی۔ اور تفسیر سوریاں میں سورہ کہف کی تفسیر میں خضر کا حلیہ اس طرح ہے۔ بلند سر کندھے سے کچھ خمیدہ سیاہ لمبے بال رخسار کشادہ ابرو درشت ہتھیلی اور تلوا سخت ونرمی میں معتدل مزاج مائل بہ حزن کم التفات سبک قدم، کوتاہ جامہ، خورد دستار۔ درست جامہ بے تکلف و بے رعونت، اچانک آجاتے ہیں کہ آدمی یہ بھی نہ جان سکے کہاں سے آئے، اور اچانک غائب ہو جاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں چلتا کہاں گئے۔

تفسیر ابو اللیث اور معالم التنزیل میں ہے کہ کسی بادشاہ کے شہزادے تھے ان کو چاہا کہ ان کو اپنی جگہ بٹھائیں انھوں

نے قبول نہیں کیا۔ باپ سے بھاگ کر دریائی جزیروں میں چھپ گئے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ بنی اسرائیل کی نسل سے تھے۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ کہ خواجہ فضیل عیاض فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تم سے پوچھے کہ خدا سے ڈرتے ہو تو خوش رہو، کیونکہ اگر تم نے نہیں کہا تو کافر ہوئے اور اگر ہاں کہا، تو یہ جھوٹ ہوگا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے کہ ایک بزرگ سے پوچھا گیا، کس طرح رہتے ہیں بولے جسطرح وہ رکھتا ہے پوچھا گیا، کس طرح رکھتا ہے، بولے جسطرح چاہتا ہے، مجھکو اس کی خواہش سے کیا مطلب عاجزی اور انکساری کی منزل میں امیدوار رہنا چاہیئے۔

خواجہ سلطان العاشقین قدس سرہ نے کہا تیس سال تک میں کہتا رہا کہ یہ کر دے اور وہ کر دے، لیکن پہلی مرتبہ مقام معرفت پر پہنچا تو کہا خداوندا! تو میرا ہو جا اور جو کچھ تو چاہے وہ کر۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا کہ ایک روز ابوالحسن نوریؒ نے حضرت جنید کو دیکھا کہ منبر پر بیٹھے مخلوق کو وعظ کر رہے ہیں۔ فرمایا اے ابوالقاسم! تمہارا تعالیٰ عالم سے علم کی وجہ سے راضی نہیں ہوتا، جب تک عالم کو علم میں غرق نہ پائے یعنی اس علم پر عامل نہ ہو۔ تو اگر تم اس علم کے عامل ہو تو اس وقت یہ مقام (واعظ گوئی) تم پر لازم ہے ورنہ منبر سے اتر آؤ۔

خواجہ جنید اسی وقت منبر سے اتر آئے۔ ایک مہینہ تک خلق میں وعظ نہیں کہا خواجہ جنید نے اپنی ذات میں غور کیا اور جس بات کی طرف ابوالحسن نوری نے اشارہ کیا تھا وہ اپنے اندر نہ پایا۔ ایک مہینہ گھر بیٹھے رہے۔ پھر خلوت سے باہر آئے اور کہا، اگر مجھکو یہ حدیث نہ پہنچی ہوتی کہ آخر زمانے میں بیشتر پیشوائے قوم انتہائی ذلیل ہوں گے، میں ہرگز تم سے گفتگو نہ کرتا۔ اس جملے سے گویا اس بات کا اقرار کرنا مقصود تھا، کہ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو لوگوں سے اپنے علم و فضل کا حق طلب کریں۔ اگر میں استحقاق علم و فضل میں سچا نہیں ہوں تو اپنے تقصیرات کے اقرار کرنے میں سچا ہوں۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا علم تازہ (کنا) تھا، جب علمائے دنیا دار ظاہر ہوئے اسلام میں خلل آ گیا ایک بزرگ نے شیطان کو فارغ البال، بیکار بیٹھا ہوا دیکھا پوچھا تعجب ہے کہ تم فارغ البال بیٹھے ہو بولا علمائے دنیا پیدا ہو گئے میری حاجت باقی نہیں رہی حق تعالیٰ نے میری جگہ انکو لا بٹھایا ہے۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ حضرت پیر دستگیر اکثر اس فقیر کو امامت کا حکم دیا کرتے تھے، میں ادب کی وجہ سے یہ چاہتا تھا کہ سلام پھیر کر پیچھے آ جاؤں اشارے سے منع فرماتے یہاں تک کہ میں آگے ہی بیٹھ کر دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حیٌّ لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئٍ قدیر پڑھتا۔ پھر انکے قدموں میں پڑا پڑا خلوتخانے کو چلا جاتا اور مشغول ہو جاتا۔ پیر دستگیر نے فرمایا کہ پیغامبر علیہ السلام

نے فرمایا ہے کہ صبح کی نماز کے بعد گفتگو سے قبل اور اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے دس مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، الخ آخر تک پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ہر ایک مرتبہ کے بدلے دس نیکیاں لکھے گا۔ اور بہشت میں ہر ایک مرتبہ کے بدلے میں ایک درجہ، اور ہر ایک مرتبہ کے بدلے میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب، اور اس رات دن میں وہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی حفاظت میں ہوگا۔ شیطان کے مکر سے کوئی گناہ از قسم شرک وغیرہ اس سے سرزد نہ ہوگا۔ نعوذ باللہ منہا۔

منقول ہے حضرت قطب العالم نے فرمایا، کہ شب قدر کی علامات میں کہ جن سے یہ مکاشفہ حاصل ہو جاتا ہے کہ کائنات کی ہر شئے سجدہ ریز ہے۔

پھر فرمایا حضرت ابوالحسن خرقانیؒ نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے جس سے یہ معلوم کر لیا جا سکتا ہے کہ اس سال طاق راتوں میں کون سی رات شب قدر کی ہے۔ اگر رمضان کی پہلی اتوار کی ہے تو شب قدر اونتیس ویں شب ہوگی اور اگر سموار کی پہلی ہے تو اکیسویں رات، اگر منگل کی ہے تو ستائیسویں رات اگر بدھ ہے تو تیسویں رات اگر جمعرات ہے تو پچیسویں رات اگر جمعہ ہے تو ستائیسویں رات اور اگر سنیچر ہے تو تیسویں رات ہوگی۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے۔ روح بادشاہ ہے اس کا وزیر عقل ہے اور اسکے ملک کا لشکر خشیۃ الٰہی ہے۔ دوسری طرف نفس بادشاہ ہے، اس کا وزیر شیطان ہے، اور اس کا لشکر خواہشات نفسانی۔ روح و نفس میں ہر وقت جنگ رہتی ہے، جب تک روح غالب رہتی ہے تو اس وقت خیرات و حسنات اور عبادتیں وجود میں آتی ہیں۔ اور اگر نعوذ باللہ منہا، نفس غالب ہوتا ہے تو فسق و فجور وجود میں آتے ہیں۔ اور دل جس سمت کو غالب دیکھتا ہے اسی کا مددگار ہو جاتا ہے۔ عبادت و ریاضت سے پرواز کی صفت حاصل ہوتی ہے، نفس باوجود کہ کثیف ہے لیکن چونکہ روح کی طبیعت میں ہے اسلیے اسکو بھی صفت طیرانی حاصل ہوتی ہے۔ پیر دستگیر فرماتے تھے اگر روح غالب ہے تو آخرت بھی راحت پہنچے گی۔ چونکہ روح کی صحبت حاصل ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ منہا نفس غالب ہوگیا تو باوجود روح چاہتی ہے کہ نیک عمل کرے مگر صحبت نفس کی نحوست کی وجہ سے روح کو بھی عذاب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ کیونکہ اصل وہی ہے اور بنی آدم کا قیام اسی کی وجہ سے ہے۔ جیسے اگر کوئی لنگڑا اور کوئی اندھا ہو اور دونوں مل کر باغ میں چوری کے ارادے سے آئیں، اندھا کہے میرے کندھے پر سوار ہو کر میوہ توڑو۔ اور لنگڑا بھی اس کے کہنے کے مطابق کرے تو یہ جرم دونوں ہی کا ہے۔ اور یہ کام دونوں کے واسطے سے ہوا ہے تنہا ایک کچھ نہیں کر سکتا تھا۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے ہیں۔ ایک روز مصطفیٰؐ اور ابوبکرؓ ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص آیا اور ابوبکرؓ کو گالی دینے لگا۔ ابوبکرؓ ساکت رہے، مصطفیٰ صلعم مسکراتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد ابوبکرؓ نے اس کی بعض باتوں کا جواب دیا، مصطفیٰ صلعم کو غصہ آگیا اور اٹھکر چلے گئے۔ ابوبکرؓ آپؐ کے پاس گئے دریافت کیا، یا رسول اللہ وہ شخص مجھکو گالی دیتا رہا تو آپ مسکراتے

رہے اور جب میں نے اسکی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ خشمگیں ہو کر اٹھ گئے ۔؟

آپؐ نے فرمایا جب تک وہ گالی دے رہا تھا اور تم چپ تھے تو ایک فرشتہ اسکو جواب تمہاری طرف سے دے رہا تھا، مگر جب تم نے اسکی بعض باتوں کا جواب دیا تو وہاں شیطان آگیا، اور جہاں شیطان موجود ہو میں کیونکر رہ سکتا ہوں ۔

منقول ہے قطب العالم فرماتے تھے ۔ تلطف و مہربانی یہ ہے کہ خلق کے ساتھ نرمی کی جائے نہ کہ سختی۔ پھر یہ روایت بیان کی ۔ ایک مرتبہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے غلام کو آواز دی اس نے جواب نہ دیا۔ تو دوسری مرتبہ تیسری مرتبہ آواز دی اس نے جواب نہ دیا تو خود اٹھکر گئے دیکھا کہ اپنی جگہ پڑا ہوا ہے ۔ فرمایا تجھکو بلاتا ہوں کیا نہیں سنتا ہے ۔ کہا سن رہا ہوں ۔ فرمایا تو پھر مجھکو جواب کیوں نہیں دیا۔ بولا، آپ کی طرف سے مجھے بالکل بےخوفی ہے اس لیے جواب نہ دیا۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے تجھکو آزاد کیا۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا، صوفیانہ اخلاق میں مشائخ کا احترام بھی واجب ہے ۔ جو لوگ سجادہ مشیخت پر جانشین ہیں یا عموماً بزرگ ہیں انکی حرمت و بزرگی کا لحاظ رکھو۔ اور انکی عدول حکمی نہ کرو۔

ایک واقعہ ہے کہ حضرت شفیق بلخی اور حضرت ابو تراب نخشبی، سلطان العارفین بایزید بسطامی کے مہمان ہوئے جب دسترخوان چنا گیا، ایک نوجوان کھانا کھلانے کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ دونوں بزرگوں نے کہا آؤ اور ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو جاؤ ۔ جوان نے جواب دیا میں روزے سے ہوں ۔

حضرت ابو تراب نخشبی نے فرمایا کھاؤ ایک ماہ کے روزے کا ثواب لو۔ اس نے کہا کیا روزہ توڑا جا سکتا ہے؟ اس کے بعد حضرت شفیق بلخی نے فرمایا۔ کھاؤ اور ایک سال کے روزے کا ثواب لو۔ اس نے انکو بھی یہی جواب دیا کیا روزہ توڑا جا سکتا ہے؟
حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا آپ لوگ اس سے ہاتھ اٹھا لیجئے کہ یہ راندۂ درگاہ ہے۔ ابھی زیادہ مدت بھی نہیں گزری تھی کہ چوری کے جرم میں پکڑا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا، صوفیانہ اخلاق میں ظالم پر رحم کرنا بھی ہے۔ ایک مرتبہ حضرت معروف کرخی دجلہ کے کنارے تشریف لے گئے کہ وضو کریں، وضو کا ارادہ کیا، کلام پاک رومال پر رکھ کر وضو میں مشغول ہوئے، اتنے میں ایک عورت آئی، کلام پاک اور رومال لیکر روانہ ہونے لگی، حضرت معروف کرخی کی نظر اس پر پڑ گئی، آپ نے آواز دی اے بہن ادھر آنا۔ جب وہ آئی آپ نے دریافت فرمایا، کیا تمہارا کوئی بچہ ہے جو قرآن پڑھتا ہے؟ عورت نے جواب دیا نہیں ۔ حضرت معروف کرخی نے پوچھا تمہارے شوہر ہیں؟ عورت نے کہا نہیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ بہن ! کلام پاک دیدو اور کپڑا لے جاؤ۔

منقول ہے، قطب العالم فرماتے ہیں۔ پیر دستگیر کی عادت تھی روزانہ شب کو آرام کے وقت پوری حضوری قلب کے

ساتھ پڑھتے تھے، دوسری چیز جو آج فرمائی وہ یہ ہے۔

خداوندا! میں قبول کرتا ہوں دین مسلمانی کو اور جو کچھ اسمیں ہے۔ اور بیزار ہوں کفر و کافری سے اور جو کچھ اس میں ہے کا توب الیہ واقول اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ۔ اس کے بعد تین مرتبہ یہ پڑھتے تھے، اللّٰھمّ انی اعوذ بك من ان اشرك بك شیئاً وانا اعلم واستغفرك مما لا اعلم واتوب الیک واقول لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔

منقول ہے قطب العالم نے فرشتوں کے رویت باری کے متعلق فرمایا۔ بعض کہتے ہیں تمام فرشتوں کی رویت ہوتی ہے۔ بعض توقف کرتے ہیں کہ قرآن میں کوئی نص اس کے بارے میں نہیں ہے (سب کو رویت ہوتی ہے یا کسی کو نہیں ہوتی) اور انکار بھی جائز نہیں ہے۔ دلیل کے بعد بعض لوگوں نے کہا ہے کہ فرشتوں کو دیدار نہیں ہوتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام کو ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہوا تھا۔

بندگی مخدوم شرف الدین یحییٰ منیری کے ملفوظ میں بیان کیا ہے کہ کل قیامت میں جس طرح مومنوں کو دیدار ہوگا کافروں کو بھی ہوگا، لیکن بس ایک جھلک پھر عذاب دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے، اس لیے کہ جان لیں کیا نعمت ہم نے کھوئی یہ رویت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ مومنین کے لیے ان کی تکریم ہے، کافروں کے لیے سختی عذاب کے واسطے۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ آدمی جو خواب دیکھے اس کی تعبیر دانشمندوں سے پوچھے دشمن سے نہ کہے۔ کیونکہ وہ اپنے مطلب کے مطابق ہی تعبیر کہے گا۔ اچھے خواب کی بری تعبیر بدی لاتی ہے۔

اگر خواب مکروہ دیکھے تین بار اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم کہے اور ہر بار آب دہن بائیں طرف ڈالے۔ اس طرح تعوذ اور تھوک پھینکنے سے شیطان پر لعنت و پھٹکار بھیجتے ہیں۔ جس پہلو پر خواب دیکھا ہے اس پہلو کو بدل کر دوسرے پہلو پر سوئے، اور مکروہ خواب کا کسی سے ذکر نہ کرے۔ اور نہ اس خواب کی تعبیر کسی سے دریافت کرے۔ تاکہ اس خواب سے اسکو نقصان نہ پہنچے، اور اس کو مشقت و مضرت میں نہ مبتلا کرے۔

یہ حکایت سنی گئی ہے کہ حضرت خواجہ ربیع جو ایک کامل بزرگ تھے، ان کے مریدوں میں ایک مرید کو شیطان نے خواب میں یہ دکھایا کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ ربیع دوزخی ہے مخلوق کو اس سے کیا فائدہ پہنچے گا۔ اس مرید کی نیند ٹوٹی پریشان حال وحشت زدہ، جو اس بالخت سیدھے حضرت ربیع کی مجلس معلیٰ میں پہنچا، ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کوئی سحر زدہ ہے بالکل گم کردہ ہوش۔

اس حال میں دیکھ کر آپ نے خیریت پوچھی اس نے خواب کا سارا حال بیان کیا۔ حضرت ربیع کو رحم آیا اپنے پاس بلایا۔ تعوذ کرتے رہے اور ہر مرتبہ اپنے بائیں جانب اپنا آب دہن تھوکتے رہے اب اس کا مزاج درست ہوا ہوش میں آیا، آپ نے

اس کو رخصت کر دیا۔

دوسرے روز پھر آیا اور اپنا خواب بیان کیا۔ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک کالا کتا میرے سامنے لایا گیا جسکی پیشانی پر جلنے کے تین داغ تھے۔

حضرت ربیع نے فرمایا یہ شیطان ہے جو کل تجھے بہکار ہا تھا اور تیری اس ارادتمندی کو مجھ سے توڑنا چاہتا تھا اس قسم کے خواب پر اعتماد نہ کرنا چاہیے۔ پیشانی کے وہ تین داغ اسی آب دہن کے نشانات تھے جو کل تعوذ پڑھکر تین مرتبہ بائیں جانب تھوکے تھے۔

منقول ہے قطب العالم نے فرمایا۔ انبیا کےلیے معجزات کا اظہار ضروری ہے مگر اولیا کے لیے اظہار کرامت نامناسب ہے البتہ اگر دین میں فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہو اس وقت اظہار کرامت ضروری ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔
ایک مرتبہ خلیفہ مستنصر باللہ کے زمانے میں ایک فلسفی جسکا نام فاراب تھا بغداد میں آیا، خلیفہ تک رسائی ہوئی۔ چونکہ خلیفہ کو خود بھی فلسفیانہ مباحث سے دلچسپی تھی، اس لیے اس کو بہت قریب کر لیا۔ روز بحث و مباحثہ ہوتا، یہاں تک کہ خلیفہ کا میلان بھی بے دینی کی طرف ہونے لگا، کچھ سنجیدہ اور دیندار افراد نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے عرض کیا کہ خلیفہ بے دین ہو گیا تو یہ بے دینی عام ہو جائے گی۔ اس لیے اسکی روک تھام ضروری ہے۔
حضرت شہاب الدین سہروردی مقام ولایت میں بلند ہونے کے ساتھ علوم متداولہ فلسفہ و کلام میں بھی عبور تام رکھتے تھے، اور خصوصیت سے انکو متوجہ کرنے کی وجہ بھی یہی تھی کہ اپنے زور علم سے اس فلسفی کو زیر کریں گے۔
اس خبر کے ملتے ہی حضرت شہاب الدین سہروردی اٹھے۔ خلیفہ کی قیام گاہ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ خلیفہ کو آپکے آنے کی خبر ملی اسی وقت خلوت خاص میں جہاں فلسفی سے مباحثہ میں مشغول تھا، آپ کو بلا لیا۔ اور آپس کی بحث بند کر دی۔
آپ نے دریافت فرمایا اس وقت کس موضوع پر آپ حضرات مباحثے میں مشغول تھے۔ خلیفہ اور فلسفی دونوں ہی نے اس کا اظہار مناسب نہ سمجھا، بات چھپائی اور کہنے لگے کوئی بحث نہ تھی دوسری دوسری باتیں ہو رہی تھیں۔
لیکن شہاب الدین سہروردی بہت اصرار اور الحاح سے کہنے لگے۔ آخر مجھ سے کیا پردہ ہے آخر میں بھی سنوں جب آپ کا اصرار بہت بڑھا تو فلسفی متوجہ ہوا۔ اس وقت بحث یہ تھی فلک کی حرکت طبعی ہے یا قسری ہے یا ارادی؟ یعنی فطرۃً گردش کر رہا ہے، یا کوئی حرکت دے رہا ہے؟ کیونکہ ارادی تو ہو ہی نہیں سکتی۔ البتہ طبعی اور قسری میں گفتگو ہو سکتی ہے۔ میرا خیال ہے فلک کی حرکت طبعی ہے۔

حضرت شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا فلسفی ہے اس شکل وصورت کا فرشتہ ہے جو اس کو حرکت دے رہا ہے۔ اللہ کے حکم سے۔

فلسفی نے کہا ثبوت؟ کس طرح؟ اور ہنس پڑا۔ اسکے بعد شیخ سہروردی خلیفہ اور فلسفی کو اس چھت کے نیچے سے جہاں یہ بیٹھے تھے باہر لائے اسوقت آسماں کی طرف رخ کرکے فرمایا۔

خداوندا! جو کچھ تو اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے ان کو بھی دکھادے۔ اسکے بعد خلیفہ اور حکیم کی طرف رخ کرکے فرمایا آسماں کی طرف دیکھو۔ دونوں نے آسماں کی طرف نگاہ کی، اس فرشتے کو دیکھا کہ آسمان کو ہلا رہا ہے۔ خلیفہ اس مذہب سے پھر گیا اور مذہب اسلام پر راسخ ہوگیا۔ والحمدللہ رب العالمین۔

قطب العالم (سعد خیرآبادی) نے شب شانزدہم شہر ربیع الاول کو ایک سو آٹھ سال کی عمر میں سنہ نو سو بائیس ہجری میں انتقال فرمایا۔

---

# ذکر سراج الاسلام شیخ محمود نور اللہ مرقدہٗ

آپ قطب العالم (اسعد خیرآبادی) کے بھتیجے تھے، آپ کے والد کا نام شیخ محمد بن قاضی بدھن تھا، بیعت و خلافت قطب العالم سے تھی، قطب العالم نے حضرت سلطان العاشقین مخدوم شیخ سارنگؒ کا جبہؒ اور حضرت مخدوم مینا کا خرقہ، جو قطب العالم کو پیر دستگیر (شیخ مینا) سے ملا تھا، شیخ محمود کو عطا فرما کر اپنا جانشین بنایا۔ قطب العالم کی وفات کے بعد سراج الاسلام شیخ محمود سولہ سال زندہ رہے۔ اور سجادہ پر بیٹھے۔

منقول ہے کہ بندگی میاں صفی جو قطب العالم کے خلیفہ تھے اور قطب العالم ہی کی طرح حصور (غیر شادی شدہ) رہے، قطب العالم کی توجہ بھی انکی طرف بہت زیادہ تھی، وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ قطب العالم پیر دستگیر کا خرقہ مجھکو عنایت فرمائیں گے۔ مگر سراج الاسلام کو عطا فرمایا۔ اور روش بھی یہی ہے کہ بزرگان وہ خرقہ جو اپنے پیر سے پاتے ہیں کسی خلیفہ کو نہیں دیتے ہیں اگرچہ خلافت بہتوں کو عطا کرتے ہیں۔ لیکن وہ جامہ متبرکہ جو اپنے پیر سے پاتے ہیں وہ اسی کو دیتے ہیں جسکو اپنے پیر کے حکم پر پاتے ہیں۔ اگر میاں صفی کو اپنے زمانہ حیات میں خرقہ خلافت عطا کرتے تو ایک بات تھی۔ میاں صفی اور شیخ سراج الاسلام کے درمیان کبیدگی پیدا ہوئی۔

ایک مرتبہ قطب العالم کے عرس کے موقع پر خانقاہ میں مجلس سماع تھی اکثر خلفا اور اطراف کے افراد شریک تھے بندگی مخدوم شیخ سراج الاسلام اپنی جگہ کھڑے تھے، عرس کے موقع پر حضرت قطب العالم کی روح طالع ہوئی بندگی شیخ سراج الاسلام نے درک کیا، اور اپنی جگہ سے الگ ہو کر کھڑے ہو گئے اس چیز کا ادراک شیخ صفی کو بھی ہوا اس وقت انھوں نے سمجھا کہ کس پائے کا کشف انکو حاصل ہے اسی روز سے کبیدگی دور ہو گئی۔

یہ مقام ان کو اس بنا پر حاصل ہوا کہ سراج الاسلام تصرف دنیاوی بہت رکھتے تھے، کسی فقیر یا سائل کو ہزار تنکہ سے کم نہیں دیتے تھے۔ قطب العالم فرماتے تھے میرا فرزند اتنا عالی ہمت ہے کہ ایک روز میں لاکھ عطا کروں گا۔ ان کی عالی ہمتی کا تقاضا تھا کہ قطب العالم کے منظور نظر ہوئے۔ ماحصل یہ ہے کہ اکثر مردماں انکو اہل دنیا میں خیال کرتے تھے۔ انکے اندرونی احوال سے واقف نہ تھے۔

منقول ہے کہ میاں الہدیہ خورد خیرآبادی جو عالم دین اور صاحب سماع تھے بندگی مخدوم سراج الاسلام شیخ محمود کے مرید و خلیفہ تھے، انکے انتقال کے وقت میں حاضر تھا کہ یکایک انکے چہرے کی رنگت بدلی غمگینی اور اندوہ کے اثرات ظاہر ہوئے پھر بیہوش ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد ہوش میں آئے بہت خوش و خرم۔ میں نے حال پوچھا۔ بولے مجھے اپنی عاقبت کے متعلق بہت اندیشہ تھا، میں نے دیکھا کہ میرے پیر کی روح نمایاں ہوئی اور میرا ہاتھ پکڑکر مجھکو قطب العالم کے روبرو پیش کیا۔ انھوں نے پیر دستگیر مخدوم شیخ میناؒ کے پاس پہنچایا، اسی طرح سلسلہ بہ سلسلہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ علیہ السلام تک پہنچایا، حضرت پیغامبرؐ کی زبان پر میں نے بہت بشاشت پائی، حکم ہوا جسکو میاں مینا اور میاں سعد قبول کریں۔ وہ میری درگاہ میں بھی مقبول ہے خاطر جمع رکھو۔ اسوقت مجھے اطمینان ہوا، اب تم لوگوں سے رخصت ہوتا ہوں، میں اسی حالت میں تھا کہ رحلت فرمائی۔

منقول ہے کہ سراج الاسلام حسن و جمال میں بے مثال تھے لوگ آپکو اس امت کا یوسف کہتے تھے۔ سخاوت و کرم فرمائی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ جیسا کہ اس کا ذکر سطور بالا میں آ بھی چکا ہے۔ جب انکی سخاوت و بخشش عوام و خواص میں مشہور ہوئی حاجتمند ہر جانب سے آنے لگے۔ ہر مظلوم جو روپے کی وجہ سے کسی ظالم کے ہاتھ میں گرفتار تھا ان کے پاس آنے لگا۔ اگر روپیہ موجود ہوتا، اسی وقت عنایت فرماتے، ورنہ ضمانت لیکر اسکو رہائی دلواتے اور وعدہ پر اسکی رقم واپس کر دیتے۔ چنانچہ ایک واقعہ ہے کہ پرگنہ فتحپور کے چودھری جنکا نام میاں جیو تھا، موضع بھوا دمیں رہا کرتے تھے، سراج الاسلام کے مرید بھی تھے۔ حاکم پرگنہ فتحپور سے کئی لاکھ روپے لگان پر زمین لی تھی، محاسبہ کے وقت بیس لاکھ روپے اُن پر باقی گرے، حاکم روپے کا مطالبہ کر رہا تھا انکی کیفیت اس آیت کے مصداق تھی۔ لایعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد -

جب بہت عاجز ہوئے تو کہنے لگے مجھکو خیرآباد میرے پیر کے پاس لے چلو وہیں وصول کروں گا۔ انکو لے آئے اپنے پیر سے عرض کیا میرے ضامن ہو جایئے ایک ماہ کا وعدہ کرتا ہوں روپے رعیت کے پاس ہیں وصول کرکے ادا کر دوں گا۔ حضرت شیخ نے خزانچی سے پوچھا، روپیہ موجود نہ تھا ورنہ ان کے لیے کوئی بات نہ تھی۔ مجبوراً ضمانتی خط لکھ کر دیدیا۔ وہ بے انصاف جیسے ہی اسکو جنت کا راستا، جو گیا تو گیا۔ ~

چو کنجشک در باز دیداز قفس | قرارش نماند اندراں یک نفس
چو باد صبا آن زمیں سیر کرد | بہ سیر کیہ بادش رسیدے نگرد

جب وعدہ تمام ہوا حاکم اپنی پوری جماعت کے ساتھ خیرآباد آیا، اور روپے کا مطالبہ کیا، آپ نے فرمایا یہ روپیہ بادشاہ کا ہے ہمکو بادشاہ کے پاس چلنا چاہئیے اور معاف کرانا چاہئیے۔ خزانے میں ایک لاکھ روپیہ علاوہ دیدیا گیا۔ بقیہ کے لیے بادشاہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک کثیر جماعت خلفا، علما، اور طلبہ کی ہمراہ ہوگئی۔ بادشاہ وقت سلطان ظہیرالدین محمد بابر تھا۔ جب ایکدمری

کی ملاقات ہوئی بادشاہ آپکے چہرۂ مبارک کے دیدار اور گفتگو سے بہت متاثر ہوا۔ اسی وقت روپے معاف کر دیئے۔ اور بولا ایسے ایسے لوگ ہندستان میں ہیں۔

اسی زمانے میں محمد ہمایوں بادشاہ جو اس وقت شاہزادہ ولی تھا۔ باپ سے دلگیر ہو کر دہلی چلا گیا تھا۔ اس کے لیے دوسری ملاقات میں بادشاہ نے حضرت جیو کو تکلیف دی کہ کسی طرح شاہزادے کو دلاسا دیکر لے آئیں۔

رخصت کے وقت حضرت شیخ جیو نے فرمایا۔ بادشاہوں کی غیرت بہت ہوتی ہے ایسے مواقع میں اپنے پرائے کا لحاظ نہیں کرتے ہیں آپ قسم کھا کر کہیے کہ شاہزادے کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی تو میں لے آتا ہوں۔ بادشاہ نے قرآن کی قسم کھائی اور کہا ؎ کسے آزار جانِ خود نخواہد ہیچ آفت رواں خود نخواہد

جب آپ شاہزادے کے پاس پہنچے، شاہزادہ کو یہ خبر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ بادشاہ اس سرگزشت سے بہت خوش تھا۔ جب ملاقات ہوئی دونوں کے درمیان صحبت راست آئی۔ دو تین روز کے بعد بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوئے بادشاہ سے ملے۔ بادشاہ نے بہت مہربانی کا سلوک کیا۔ حضرت شیخ جیو کو سراج الاسلام کے لقب سے نوازا۔ جب شیخ جیو بادشاہ سے رخصت ہونے کے ارادے میں تھے بادشاہ بیمار ہوا۔ بیماری کی تکلیف اتنی بڑھی کہ اسی بیماری میں انتقال کر گیا۔ تخت سلطنت پر ہمایوں بادشاہ تخت نشیں ہوا، اگرچہ بابر نے سراج الاسلام کے خطاب سے نوازا تھا لیکن ہمایوں نے بھی اس پر مزید اضافہ کیا اور بیس ہزار بیگھہ اراضی کا فرمان اپنے مہر و دستخط سے مزین کر کے دیا۔ پھر حضرت شیخ جیو خیرآباد تشریف لیگئے۔ روضۂ متبرکہ و مطہرہ (اسعد خیرآبادی)، کی جملہ عمارتیں سراج الاسلام کی فرمائش سے بنی ہیں۔ اگرچہ قطب العالم نے اپنی زندگی ہی میں اسکی اساس و بنیاد رکھی تھی مگر تکمیل تک سراج الاسلام کی سعی و کوشش سے پہنچی ہے۔ ؏ خداش خیر دہد ہر کہ ایں عمارت کرد۔ کیسی عجیب و غریب، کیا صاف ستھری پر فضا اور ہوا دار ہے۔ بس یوں کہئے۔ لم یخلق مثلہا فی البلاد ۝ (ایسا کوئی شہر ہی نہیں بسا)۔

منقول ہے۔ میاں شیخ الہدیہ بزرگ خیرآبادی، ان کا اصلی وطن قصبہ سندیلہ تھا، وہ کہتے ہیں میں چھ سال کا تھا کہ میرے والد نے مجھے اپنے ساتھ لاکر قطب العالم سے مرید کرا دیا تھا پھر میں جا کر تحصیل علم میں مشغول ہو گیا۔ جب فارغ التحصیل ہو کر اپنے گھر آیا، اسوقت قطب العالم کے سجادہ پر سراج الاسلام بندگی شیخ محمود جلوس فرما تھے۔ ان کے زمانے میں علما، طلبہ، قوالاں اور دیگر مخلوق کا ہجوم زیادہ سے زیادہ تھا۔ مجھے بھی سندیلہ سے بلا کر خیرآباد میں بسا دیا۔ میں بھی بچوں کی تعلیم میں مشغول ہوا۔ میاں شیخ نظام الدین ساکن امیٹھی بھی طلبہ کو درس دیتے تھے۔ ایک روز میرے اور میاں نظام الدین کے درمیان تفسیر مدارک میں مباحثہ ہوا۔ میں نے کہا سراج الاسلام کو حکم بنائیں وہ جو فرمائیں ہم دونوں تسلیم کریں۔ سراج الاسلام قرآن کی چودہ آیتوں میں زیر بڑھتے تھے، تراویح میں ختم قرآن قطب العالم کے زمانے سے کرتے تھے اور ان کے بعد بھی کرتے رہے۔ تفسیر میں عدیم المثال تھے۔ انکی روش یہ تھی کہ نماز جمعہ کے بعد تفسیر بیان فرماتے اس کے بعد علمی بحث ہوتی اسکے بعد مجلس سماع بعد اختتام سماع کھانا آتا، خلق اللہ

کھاتی تھی۔ جب میں نے اس مباحثہ کو جو میرے اور میاں نظام الدین کے درمیان تھا پیش کیا، ابھی میں نے بات پوری بھی نہیں کی تھی کہ آپ نے فرمایا، میاں شیخ الہدیہ بس کرو میں سمجھ گیا، کہ حق تمہارے ہی طرف ہے۔ سبحان اللہ کیا نازک طبیعت پائی تھی۔ یہ بیت آپ ہی کے حق میں زیب دیتی ہے ؎

چہ خوش است ہمزبانی بحریف نکتہ دانی      کہ سخن نگفتہ باشم بسخن رسیدہ باشد

منقول ہے کہ بندگی مخدوم سراج الاسلام نے تیسری ماہ صفر ۹۳۲ھ کو رحلت فرمائی۔

---

# ذکر بندگی مخدوم شیخ کمال روح اللہ روحہ

آپ کی مدح و تعریف ہم جیسوں کے مرتبہ والوں کے لیے مناسب نہیں ہے کیونکہ ہر شخص نے اپنی استعداد اور قدر و مرتبہ کے اعتبار سے کچھ لکھ دیا ہے۔ جس نے جیسا سمجھا ویسا لکھا۔ جو کچھ لکھا وہ اسکی اپنی استعداد اور مرتبہ کے مناسب ہوگا لیکن فقیر حضرت کی خدمت سے بہرہ ور ہوا ہے، آپ کے الطاف کی خوشبو میرے مشام جاں تک پہنچی ہے۔ ان کی نوازش میرے حال پر رہی ہے۔ حضرت والا کے احوال کا اپنی استعداد کے مطابق مشاہدہ کیا ہے۔ اس لیے صداقت اور سچائی کے ساتھ پورے عجز و عقیدتمندی کی بنیاد پر کچھ احوال و اقوال حضرت والا (بندگی شیخ کمال) کے لکھ رہا ہوں۔ اللہ ان کے احوال سے ہم لوگوں کو بھی حصہ عنایت فرمائے۔

حضرت والا ابھی تین ہی برس کے تھے کہ آپ کے والد سراج الاسلام بندگی شیخ محمود قدس سرہ نے دار فنا سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ خرقہ متبرکہ جو قطب العالم نے انکو دیا تھا انکے (اپنے بیٹے مخدوم کمال کو) حوالہ کیا، پہننے کی اجازت دیکر اپنا خلیفہ و جانشین کر دیا تھا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ ایک بچے کو خلافت تفویض کرنی کیسے درست ہے تو میں جواب میں کہوں گا کہ ہدایۃ السعداء میں خزانۃ العارفین سے نقل کیا گیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے لوٹے تو خرقہ حضرت علی ولی کو عطا کیا جو سیرت میں بزرگ مگر صورت میں خورد سال تھے، کہ علی چہار سالہ یا سہ سالہ تھے۔ پیغامبر صلعم نے جس روز حضرت امام حسین کو خرقہ مبارک پہنایا ہے اس وقت وہ چھ سال کے تھے، حضرت حسین سے خرقہ خلافت و اجازت بطور استخلاف علی زین العابدین کو پہنچا اس وقت علی اصغر (امام زین العابدین) تین چار سال کے تھے، تو اس سے ثابت ہوا کہ بچے اور نابالغ کو خلافت دینی یا تفویض کرنی جائز ہے۔

حضرت والا ابتدائے حال سے مرتبہ کمال تک دغدغہ عشق سے خالی نہیں تھے حضرت کے تمام احوال، حجاب اور پردے ہی میں رہے۔ سر عشق کا کتمان حضرت والا کی طبیعت و فطرت تھی، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ التصوف انما ھو تلبس و کتمان، تصوف پوشیدگی اور کتمان ہے اسرار معانی کی پوشیدگی میں پوری کوشش کرتے تھے، اپنے آپ کو غیروں کی نظر سے چھپاتے تھے ابتدائے احوال میں بحکم محبت ظاہری جمیل صورتوں کے ساتھ گرفتاری کا امکان تھا اس لیے اپنی اس کیفیت کے اظہار سے محترز رہا کرتے تھے، بقدر قوت امکاں (جہاں تک ممکن تھا) اس کو چھپاتے تھے۔ اگر معانی عشق کا غلبہ اور اسرار محبت کا استیلا ہوتا طبیعت کو دوسری طرف مشغول کر لیتے تا کہ قلبی کیفیت ظاہر نہ ہو سکے

کار ما با عشق خوبانست و ہر سو عالمی  دیدۂ انکار او، او ہمچنان در کار خویش

لیکن جسوقت صور ظاہر میں شہود حقیقت کا مشاہدہ کرتے تھے۔ تو فرماتے تھے۔

چشمۂ آفتاب می بینم لیک در طشت آب می بینم

اس معاملہ میں انکی پردہ پوشی اس حد تک پہنچی ہوئی ہےکہ وہم وگماں سے باہر ہے۔ محبت کا منشا، صاحب کمال اشتغال، فیض روحانی کا دغدغہ، وسوسہ خطور نفسانی سے مقصود حصول محبت ہے۔ ان سے خوشدلی اور راحت مقصود نہیں ہے ۔ سہ

غرض از عشق تو ام چاشنی درد و غم است ورنہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است

منقول ہے۔ حضرت ایشاں' فرماتے تھے ناممکن ہے کہ کوئی مرتبہ کمال ولدیت کو پہنچے، مگر اسی وقت جبکہ اللہ تعالیٰ اسکے اسرار پر پردہ ڈالدے۔ اور مخلوق کی نگاہ سے اسکو پنہاں کردے "اولیائی تحت قبائی" کے یہی معنی ہیں، یہ صفات بشریت کی قبا ہے یہ کسی کپڑے کی قبا نہیں۔ جب صفات بشری ظاہر ہوتی ہیں مخلوق اسکی باطنی کیفیت سے ناواقف ہوتی ہے لیکن حق تعالیٰ اس کی حقیقت سے واقف ہے۔ لا یعر فہم غیری کا یہی مفہوم ہے۔

حضرت والا کو بادشاہان وقت شرف صحبت کیلیے تکلیف دیتے تھے، اور آپکی صحبت کو غنیمت شمار کرتے تھے۔ خصوصاً سلطان جلال الدین محمد اکبر نے کم وبیش بیس سال آپ کو اپنی صحبت میں رکھا۔

(حضرت والا کا) یہ وہ مقام ہے جہاں اس مقام والے پر فردانیہ غالب آتی ہے۔ اپنے اور غیروں کے لیے برداشت زحمت اس مقام کی معراج ہے۔ جو لوگ اس مرتبہ پر فائز ہیں افراد کہے جاتے ہیں۔ افراد تجلی ذات سے متجلی ہیں یہ قطب مدار سے افضل ہیں۔ افراد تجلی ذات میں ہیں یہ تجلی ذات انکو اخبار و آثار کونین سے بے خبر رکھتی ہے۔

چنانچہ ایک مرتبہ سلطان فیروز شاہ نے مخدوم شیخ نصیر الدین اودھی کو کچھ دنوں ساتھ رہنے کی تکلیف دی وہ بادشاہ کے ساتھ روانہ ہوئے، جب ہانسی کے حدود میں پہنچے تو شیخ قطب الدین منور قدس سرہ نے چاہا کہ حضرت فرد حقیقت (نصیر الدین اودھی) کی ملاقات کے لیے روانہ ہوں۔ حضرت (نصیر الدین) نے خادم کو بھیجا کہ آپ نہ آئیے ہم لوگ آرہے ہیں۔ تاکہ پہلے بادشاہ آپ سے قدمبوس ہو۔ اور اس کو سعادت حاصل ہو، حضرت مخدوم (نصیر الدین) چلے بادشاہ نے سنا تو وہ بھی سوار ہو کر ساتھ چلا۔ جب نزدیک پہنچے تب بھی حضرت مولانا منور اسی طرح بیٹھے رہے۔ ہجوم کی وجہ سے نہ اٹھے۔ اور فرمایا کہ اے برادر اب بھی رخصت ہے اور روانہ ہو گئے۔ لیکن شیخ منور نے وداع نہ کہی تھی۔ راستے میں بادشاہ حضرت مخدوم (نصیر الدین) سے ملا، اور اس نے کہا کہ آج میں نے نذر مانی ہے کہ دونوں بزرگوں کو ایک ہی سجادہ پر بٹھاوں اور خود زانوے ادب تہ کرکے آپ کے سامنے بیٹھوں۔ اس سبب سے بادشاہ مخدوم نصیر الدین کو واپس لے گیا۔ پھر جب اٹھنے لگے تو شیخ منور نے مخدوم نصیر الدین سے کہا۔ اے برادر مولانا نصیر الدین اب رخصت ہے،" بادشاہ کو تعجب ہوا" اب" کا کیا مطلب ہے۔ حضرت مخدوم نصیر الدین سے پوچھا۔ (اب کا کیا مطلب)؟

حضرت مخدوم نے فرمایا جب تم سے میں نے انکو رخصت کیا تھا اس وقت انھوں نے وداع نہیں کہی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابھی ملاقات باقی ہے۔ یہی سبب تھا کہ تم کو انھوں نے دوبارہ کھینچ لیا۔ اور یہی وجہ تھی کہ اس مرتبہ "اب" کا لفظ استعمال کیا۔ اب بادشاہ کو اور بھی تعجب ہوا، کہا اے مخدوم عالم! انکو خبر تھی کہ دوبارہ ملاقات ہوگی اور آپکو۔ مخدوم نے فرمایا نہ تھی، کیونکہ میں ان کی ولایت میں تھا، انھوں نے بادشاہ کا حوصلہ دیکھ کر یہ جواب دیا ہے۔

لیکن میر سید گیسو دراز جب حضرت مخدوم کی خلوت خاص میں پہنچے تو اصل سبب دریافت کیا، مخدوم نصیر الدین نے فرمایا میں تجلی ذات میں تھا کہ فردانیت میں ہوں مجھے کچھ اخبار و آثار کی خبر تھی، لیکن برادر مولانا منور اس وقت تجلی افعال میں تھے بقصد اخبار قلبی و عالمی ان پر روشن تھے۔

ماحصل یہ ہے کہ بعض بزرگان بادشاہوں کی صحبتوں اور انکے تکلفات کو روا رکھتے ہیں۔ اور اختیار کرتے ہیں۔

حضرت والا پر ابتدا میں سکر غالب رہتا تھا، کبھی مستی کہ کسی کو ان کے سامنے ٹھہرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، جو بھی انکو دیکھتا خوف سے گوشے میں چھپ جاتا۔ آپ کے خوف سے مخلوق میں دہشت اور وحشت پیدا ہوتی تھی گویا شیر ہے۔

بعض معاندین و منکرین جو ان کے حال کو دیکھتے یا سنتے تو کہتے تھے کہ شراب پی ہے اور خم کے خم لنڈھا گئے ہیں۔ نادانوں نے کیا کیا افترا اللہ کے دوستوں پر نہیں کیا ہے۔ مگر اس کا کوئی اثر بھی نمایاں ہے؟ کوئی زمانہ مفتریوں اور کذابوں سے خالی نہیں رہا ہے۔ پیغامبر صلعم پر کیا افترا کافروں نے نہیں کیا ہے۔ چنانچہ خود خدا نے خبر دی۔ ان ھی الا افتراء، اور افتری علی اللہ کذبا" اس کے علاوہ بھی کتنی جگہ کافروں کے افترا کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ اس قسم کے الزامات حضرت والا کی ذات کے ساتھ بھی یہی افترائی قسم کے ہیں۔

حضرت والا ریا سے بہت ڈرتے تھے، ہرگز (لوگوں کے سامنے) زیادہ نوافل نہیں پڑھتے تھے، اور نہ لبوں کی حرکت سے ورد کرتے تھے۔ اس کے باوجود باطن میں استغراق اتنا تھا کہ ایک لمحہ بھی حق سے غافل نہ ہوتے تھے: ملتے تھے ؎

ہر آں کو دوما ازوے یک زماں است — در آں دم کافر است اما نہاں است

(اس حال میں) مخلوق کی گفتگو کا شعور نہ ہوتا تھا، لیکن لوگوں کی باتوں کا جواب دیتے تھے فرماتے تھے ؎

مستم کن آں چناں کہ ندانم زبیخودی — در عرصہ خیال کہ آمد کدام رفت

فرماتے تھے حضرت پیغامبرؐ نے ابوبکر صدیق کے بارے میں فرمایا۔" انبیا و رسل کے بعد سب سے افضل ابوبکر ہیں یہ برتری اور بزرگی صوم و صلوٰۃ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس محبت و اشتیاق اور سوز عشق کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں پیدا کر دیا ہے تو اصل عمل دل کا ہے نہ جوارح و اعضا کا ہے۔ تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ عمل جو حرکات قلب سے ہو اس

عمل سے افضل ہے جو جوارح کی حرکات سے سرزد ہوتا ہے۔"

جس وقت آپکو رقت ہوتی تھی اور آنسو کے سفید قطرات آنکھوں سے ٹپکتے تھے، اس وقت مخلصین کہا کرتے تھے کہ اسوقت مقام ابوبکر صدیق میں ہیں۔ نیز صاحب اللامعہ نے تذکرۂ ابن مخدومی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام محمد تقی فرماتے ہیں القصد الی اللہ تعالیٰ بقلوب ابلغ من دفقاء الجوارح بالاعمال۔ یعنی دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا نافع تر ہے، جوارح کو محنت میں ڈالنے سے۔ اصل چیز پروردگار کی طرف دلی توجہ ہے۔ اور جسم کا عمل اس کی فرع ہے۔ بے حضور دل کے جسمانی عمل کی مثال، تن بیجان ہے۔

حضرت والا کو کافروں سے جہاد کا بہت شوق تھا، بادشاہ مذکور (اکبر) کے ساتھ کافروں کی جنگ میں شریک رہے، اور ایک بڑے پتھر سے مجروح بھی ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حیات بخشی، لیکن کبھی کبھی اس میں درد بھی ہوجاتا تھا۔ چند مرتبہ تن تنہا، کافروں کے بادشاہ پر حملہ آور بھی ہوئے ہیں، ان کے اکابر کو مارا بھی ہے انکو قید بھی کیا ہے۔ ہمیشہ اس بات کی طلب تھی کہ کافروں کے ہاتھ سے جام شہادت پیئں۔ بادشاہوں کے ضعف اور کمزوری کے زمانے میں جبکہ اطراف سے کافر شہر پر دوڑ پڑا کرتے تھے۔ خود بدولت سوار ہوکر شہر کے باہر چلے جاتے اور ان لوگوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ کفار کا لشکر محض نام سنکر واپس ہوجاتا تھا۔ یہاں تک ہوتا کہ آپ کا پائے مبارک پکڑ کر معذرت کرتے اور رخصت ہوجاتے۔ معلوم اللہ تعالیٰ کافروں کے دل میں کیا خوف و دہشت پیدا کردیتا تھا، بس کلام پاک کی یہ آیت یاد آجاتی ہے۔ وقذف فی قلوبھم الرعب فریقا تقتلون وتاسرون فریقا۔

اسی زمانے میں تنہا پیادہ پا، تلوار حمائل کرکے سر راہ میں لیکر گشت کرتے اور لوگوں سے کہتے تم آرام سے سوؤ، میں تمہارا دوست ہوں۔ کبھی اگر دل میں آجاتا تو کسی شخص کو پکڑکر کشتی لڑتے اور ہرگز مغلوب نہ ہوتے تھے سب پر غالب رہتے تھے۔

ایک روز دل میں ایک بات آئی، میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا میں سنت نبوی کا خیال رکھتا ہوں لیکن ایک بات میرے دل میں کھٹک رہی تھی۔ ایک روز لطائف (اشرفی) کے ایک لطیفہ میں دیکھا، لکھا تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دوستوں کے ساتھ کشتی کی ہے مجھے اطمینان ہوا۔

حضرت والا جب شعرا، علما فضلا سے گفتگو کرتے تھے تو وہ سمجھتے تھے کہ اس فن میں انکے جیسا کوئی نہیں رہے۔ اور عام لوگ یہ سمجھتے تھے کہ روزہ، نماز کے مسائل سے زیادہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی تھی کہ علم ظاہر کی تحصیل زیادہ نہیں کی تھی، لیکن فیض الٰہی۔ اور مواہب لامتناہی منقطع نہیں ہوئے ہیں۔

علم موسیقی میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے، اکثر فارسی اور ہندی اشعار کی ایسی طرزیں بنادی ہیں کہ قوالوں اور

خوش طبعوں کی زبان پر یہیں لوگ ثانی امیر خسرو کہا کرتے تھے۔

حضرت والا جب رقص و حالت میں آجاتے تھے تو شہر کے مسلم و غیر مسلم مرد و عورت جو بھی سنتا کہ آپ کے یہاں محفل سماع ہے بے اختیار دوڑ پڑتے تھے اور اگر آپ کو دیکھتے تھے، آپکی آنکھوں کا یہ حال ہوتا جیسے دو بہشتی چشمے ہیں کبھی خشک نہ ہوں گے۔ چنانچہ آپکی شورش قلبی کا اثر دوسروں پر بھی پڑتا تھا، اور کوئی شخص بے رقت نہیں رہتا تھا۔ آپ کے اسرار اس وقت منکرین اور معاندین پر واضح ہو جاتے تھے اور سب یک زبان ہو کر کہتے تھے کہ آپ عارف باللہ ہیں۔ آپکی بے قیدانہ وضع کی وجہ سے جو دوسرے قسم کا گماں لوگوں کو رہا کرتا تھا اس (کمال کا) وہ اقرار کرتے تھے اور معافی کے خواستگار ہوتے تھے مشہور ہے جس وقت داؤد علیہ السلام زبور پڑھا کرتے تھے تو ملائک اللہ تعالیٰ سے اجازت لیکر زبور سننے آیا کرتے تھے۔ اس فقیر کے اعتقاد میں بھی ایسا ہی ہے کہ فرشتے اللہ رب العزت سے اجازت لیکر آپ کے حالات دیکھنے کے لیے حاضر ہوتے تھے بخدا میرے نزدیک یہ بالکل مبالغہ نہیں ہے۔ اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے دیکھا ہے۔

عموماً آپ کا لباس کھدر ہوا کرتا تھا مگر بزرگوں کے عرس کے روز پیراہن (عبا) پہنتے تھے۔ اور عیدین میں بزرگوں کے خرقے بھی پہنتے تھے۔ خلق اللہ کو اس کی زیارت سے مشرف کرتے تھے۔ اور یہ بھی فرماتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ بزرگوں کے لباس میرے جیسے انسان کے بدن پر رہوں۔

حضرت والا فرماتے تھے کہ میرے نزدیک اس سے بڑا کوئی جرم ہی نہیں کہ بندہ خود کو قصور وار اور مجرم نہ سمجھے۔

حضرت والا انتقال سے ایک سال قبل سے ہی دنیا اور اہل دنیا سے تعلقات منقطع کر چکے تھے۔ تنہائی اور عزلت نشینی اختیار کر لی تھی اپنے آپ کو کسی کو نہیں دکھلاتے تھے۔ اگرچہ قدیم مخلصین آتے ملاقات کے لیے الحاح وزاری کرتے مگر آپ ذرا بھی ملتفت نہ ہوتے۔ اور فرماتے ایسا سمجھو کہ فلاں اب اس دنیا میں نہیں رہا۔ جب وفات کو تین مہینے باقی رہے تو خود کو بیمار ظاہر کرتے تھے۔ کھانے پینے سے احتراز کرتے تھے، اور مخلوق کی گفتگو سننا پسند نہیں کرتے تھے کہتے ہیں سخت بیمار ہوں بات چیت مجھے اچھی نہیں لگتی ماسویٰ سے تعلق منقطع ہو گیا تھا مگر جہاد کو اب بھی دوست رکھتے تھے کبھی فقیر سے کہتے سکندر نامہ پڑھکر سنائے یہ فقیر آپ کو سکندر کی کافروں کے ساتھ جنگ کرنے کی داستان سناتا۔ افسوس کرتے کہ اللہ نے مجھے شہادت نصیب نہ کی۔ فقیر جب دیکھتا تو کوئی بیماری ظاہر نہ ہوتی، بجز اس کے کہ جب دور و زخمات کو باقی رہے تو وہی پرانا درد جو کافروں کے ہاتھ سے پہنچا تھا پیدا ہوا آخر کار اسی تکلیف میں اس جہاں سے تشریف لے گئے۔

سبحان اللہ کیا عالی مشرب رکھتے تھے کہ متقدمین سے متاخرین تک نہ کسی میں دیکھا گیا نہ سنا گیا۔ مگر بعض بے تکلفانہ باتیں شیخ فخر الدین عراقی سے بعض نسخوں میں دیکھنے میں آئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آپ کی وفات تیئسویں شعبان سنہ نو سو اٹھاسی[1] میں ہوئی والد کی وفات کے بعد پچاس سال زندہ رہے۔ اور مسند سجادگی پر جلوس فرمایا آپ کی عمر تریپن سال کی ہوئی۔ پیران سلسلہ کا جو خرقہ آپ کو ملا تھا وہ محض رافت و رحمت اور شفقت کی وجہ سے اس فقیر کثیر التقصیر اس رسالے کے مؤلف خواجہ کمال حضرت قطب العالم کے آستانہ کے جاروب کش کو عنایت فرمایا اور پہننے کی اجازت دی۔ الحمد للہ علی ذلک والمنۃ اللہ۔ اگرچہ یہ فقیر ایسے بزرگ کام کے لائق نہ تھا۔ ع

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را

کسی بزرگ نے فرمایا ہے تمام لوگ مردوں سے میراث پاتے ہیں مگر یہ طائفہ اولیا زندوں سے میراث پاتے ہیں۔ فقیر اس مضمون کی تصدیق ہوگئی کہ بیشک ایسا ہی ہے۔

الٰہی ان بزرگوں کے طفیل میں جنکا ذکر اس رسالے میں کیا گیا ہے اس مؤلف کو اس دار فانی سے ایمان کے ساتھ لے جا اور ان سے ملا اور ان کے زمرے میں شامل کر۔ میں اپنی بھلائی کو نہیں جانتا ہوں جیسا کہ تو جانتا ہے ان کا کام تیری طلب اور حسن عمل پر موقوف ہے اے خدا کیا ہو گا اگر تو میری جگہ بھی ان لوگوں میں بنا دے۔

تمام ہوا، رسالہ مسمیٰ بہ تحفۃ السعداء بخط احقر العباد خواجہ عبداللہ عفی عنہ بتاریخ دسویں شعبان المعظم ۱۲۰۶ ہجری الحمدللہ کہ یہ کتاب بخط بے ربط مظفر علی ساکن قصبہ مہونہ باڑی ایک پاس دن رہتے ہوئے ۱۳۰۳ھ میں اختتام کو پہنچی

---

[1] نو سو بیاسی (۹۸۲ھ) ہونا چاہیے۔ (ادارہ)

حکیم سید یوسف پھلواروی
پٹنہ

# اختتامیہ

## کچھ تحفۃ السعداء کے بارے میں

"تحفۃ السعداء" سلسلہ چشتیہ اور سلسلہ سہروردیہ سے فیضیاب چند بزرگوں کا تذکرہ ہے۔ ہندوستان میں حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ ان بزرگوں میں ہیں جن کی ذات گرامی چشتیت اور سہروردیت کی جامع تھی، اس رسالے میں آپ کے شیوخ اور خلفا کا تذکرہ ہے۔

حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کے سلسلۂ نصیریہ کی ایک شاخ ان کے ایک مرید و خلیفہ شاہ قوام الدین کے ذریعہ سے پھیلی یہ بزرگ اپنے مولد و منشا سے اٹھ کر لکھنؤ چلے آئے تھے۔

شاہ قوام الدین کے کئی خلفا تھے۔ ان میں ایک حضرت شاہ مینا لکھنوی ہیں۔ جو شاہ قوام الدین کے بھتیجے بھی تھے۔

دوسرے شاہ سارنگ جو شاہ قوام الدین کے بعد شاہ مینا کے مرشد ہوئے۔ شاہ مینا قدس سرہ نے شیخ قوام الدین اور شیخ سارنگ دونوں سے فیض پایا ہے۔

شاہ مینا لکھنوی قدس سرہ کے ایک ممتاز خلیفہ حضرت سعد خیرآبادی ہیں، جو خیرآباد ہی میں سکونت پذیر ہوئے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔ خانقاہ سعدیہ خیرآباد کی ابتدا انھیں حضرت سعد سے ہے۔

حضرت سعد کے خلفا میں حضرت شیخ مبارک سندیلوی، شیخ صفی اور ان کے برادر زادہ شیخ محمود تھے، جو اپنے چچا شیخ سعد کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور ان کی خانقاہ کا نظم و انصرام ان کے سپرد ہوا۔

شیخ محمود کے بعد ان کے خلیفہ شیخ کمال جانشین ہوئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے مرید و خلیفہ خواجہ کمال جانشین ہوئے۔ یہی "تحفۃ السعداء" کے مؤلف ہیں۔

خواجہ کمال نے اپنے چند بزرگوں کا تذکرہ اپنی کتاب "تحفۃ السعداء" میں کیا ہے:

حضرت قوام الدین، شاہ سارنگ، شاہ مینا لکھنوی، شاہ قطب الدین جانشین شاہ مینا قدس سرہ شیخ سعد خیرآبادی، خلیفہ حضرت شاہ مینا۔

ان بزرگوں کے تذکرہ کے علاوہ شیخ مبارک سندیلوی، حضرت مخدوم جہانیاں، مخدوم راجن قتال کے اسمائے گرامی بھی اس کتاب میں آتے ہیں اور ان بزرگوں کے بعض بعض واقعات کا علم ہوتا ہے۔

مصنف کا اصل مقصد تو حضرت سعد خیرآبادی اور ان کے جانشینوں کا ذکر کرنا ہے۔ لیکن سلسلے کی کڑی چونکہ حضرت قوام الدین کے واسطے سے حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلی تک منتہی ہوتی ہے، نیز مخدوم جہانیاں اور حضرت راجن قتال سے بھی شیخ قوام کو فیض پہنچا ہے۔ اس لئے ابتدا میں انھیں بزرگوں کا ذکر آتا ہے۔

حضرت سعد خیرآبادی سے مصنف تک تین سجادہ نشین ہیں، چوتھے خود مؤلف کتاب خواجہ کمال ہیں۔

اولیاء اللہ کا دو رجحان رہا ہے۔ ایک جماعت وہ ہے جو اہل ثروت اور بادشاہوں سے گریز کرتی رہی ہے۔ کسی ثروتمند یا بادشاہ کی طرف اس نے نظر نہیں اٹھائی۔ ہمیشہ ان سے مجتنب رہی۔ چشتی بزرگوں کا زیادہ تر یہی انداز رہا ہے۔

دوسری جماعت وہ ہے جو دولت مندوں اور بادشاہوں سے ملنا ناروا نہیں سمجھتی، ان کی ہدایت کی نیت سے وہاں جانا بہتر سمجھتی ہے۔ اس رسالہ "تحفۃ السعداء" میں جن اولیا کا ذکر آیا ہے، ان میں سے ہر ایک کو شاہی دربار سے قرب حاصل تھا۔ شاہ قوام الدین کو سکندر لودی کے دربار میں بحیثیت مشائخ قرب حاصل تھا۔ شیخ سارنگ 'سارنگ' کے خطاب سے سرفراز تھے۔

غرض سکندر لودی سے جلال الدین اکبر تک جتنے بادشاہ ہوئے ان کے دربار میں ان بزرگوں کو بحیثیت مشائخ رسوخ حاصل تھا۔ مدد معاش میں جاگیریں بھی ملی تھیں، جو لنگر میں صرف ہوتیں یا اہل حاجت کی مدد و اعانت میں صرف ہوتیں لاکھوں لٹاتے تھے مگر خود ان اموال کے استعمال میں احتیاط سے کام لیتے ایسا بھی ہوا ہے کہ فاقہ کشی برداشت کی لیکن شاہی اموال سے ایک حصہ بھی اپنی ذات پر صرف نہ کیا۔

اس رسالے میں جو تاریخی واقعات لکھے ہیں، اگرچہ ایک محقق کو اس کی تصدیق کے لئے دیگر ذرائع تصدیق کی بھی تلاش ہوگی، لیکن ان کو کلیتہً بے اصل نہیں کہا جا سکتا جبکہ ان کی خانقاہ میں سلاطین کی دی ہوئی جاگیریں موجود تھیں اور لاخراج تھیں۔ المختصر کتاب میں مختلف النوع مضامین ملتے ہیں۔ اس میں جہاں اخلاق و کردار کی درستی کا سبق ہے وہاں ذکر و اشتغال کی تعلیم بھی ہے۔ روزمرہ زندگی میں عوام و خواص کے طریق بود و ماند کی تصویر بھی جھلکتی ہے۔ جاگیردارانہ نظام کی معطلی معافی کا ذکر بھی ملتا ہے۔ شکنجہ کشی اور آنکھوں میں سلائی پھیرنے کے قصے بھی پڑھنے میں آتے ہیں۔ "کرامات الاولیاء حق" کی جلوہ گری بھی ہے۔ غرض ان چند باتوں کو جو بطور عقیدت اور غلو زیر قلم آگئی ہیں۔ نظر انداز کر دیا جائے تو یہ نسخہ ان

بزرگوں کے سوانح حیات کے لئے ایک مختصر نوٹ کی حیثیت رکھتا ہے۔

اصل کتاب تحفۃ السعداؒ کی نقل ۱۲۰۶ھ میں خواجہ عبداللہ نے کی تھی۔ اسی نسخہ سے ۱۳۰۲ھ میں مظفر علی ساکن مہونہ باڑی نے نقل کیا ہے، اور یہی نسخہ اس وقت پیش نظر ہے۔

نقل در نقل ہونے کی وجہ سے اکثر عبارتیں پڑھی نہیں جاتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ خود کاتب کی سمجھ میں بعض عبارت نہیں آئی ہے، اور بے سمجھے بوجھے عبارت نقل کر دی ہے۔ بعض مقامات پر ایسی عبارت ملتی ہے جس کا مفہوم کسی صورت واضح نہیں ہوتا۔ ایسے ہی مقامات پر الناقل لا یعقل کی مثل یاد آتی ہے۔

پیش نظر نسخہ بظاہر دیکھنے میں بہت صاف نظر آتا ہے، لیکن کتنے مقامات ایسے ہیں جو صحیح پڑھے نہیں جاتے اور اگر کسی حد تک پڑھے جاتے ہیں تو مضمون الجھ کر رہ جاتا ہے۔ کتاب اگرچہ فارسی میں ہے لیکن یہ فارسی محض سادہ نہیں بلکہ اردو آمیز ہے۔ خالص ہندی کے الفاظ حکایتاً نہیں بلکہ لغتہً بھی استعمال ہوئے ہیں، کتنے مقامات ایسے ہیں جہاں ہندی کا لفظ فارسی کی جگہ پر استعمال کیا گیا ہے، بعض ہندی محاورے فارسی میں ترجمہ کر دیئے گئے ہیں۔